آمدن نامہ
الف سرت
احسن القواعد
محمد احمد سعید

حقوقِ انتشار محفوظ

انوارِ رضوانی

یعنی

شرح قصائد قاآنی مشمولہ امتحان ایم۔اے و منشی فاضل

از

جناب آغا محمد باقر صاحب سلمانی بی۔اے (دہلی) منشی فاضل (پنجاب)

نبیرۂ حضرت آزاد

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

سنہ ۱۹۴۷ء

عالمگیر الیکٹرک پریس تحصیل بازار لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر چھپی

قیمت ایک روپیہ چھ آنے

Marfat.com

Marfat.com

حقوق انتشار محفوظ

انوارِ رضوانی

یعنی

شرح قصائد قاآنی مشمولہ امتحان ایم۔اے و منشی فاضل

از

جناب آغا محمد باقر صاحب سلیمانی بی۔اے (دہلی) منشی فاضل (پنجاب)

نبیرۂ حضرت آزاد

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ

لاہور

۱۹۴۷ء

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم پرنٹر چھپی

قیمت .... عہ

Marfat.com

مُقدّمہ

نسب ۔ میرزا ابوالحسن اسی شیراز کے رہنے والے تھے جس نے سعدی اور حافظ جیسے شیریں بیان افصح الکلام شعرا کو پیدا کیا تھا۔ ان کو شعر و شاعری کا شوق تھا اور گلشن تخلص کرتے تھے۔ ان کو خداوند تعالیٰ نے ۱۸۰۷-۸ء میں مطابق ۱۲۱۲ھ میں ایک ہونہار فرزند کرامت فرمایا۔ جس کا نام میرزا حبیب اللہ رکھا۔ یہی میرزا حبیب اللہ بڑا ہو کر حکیم قاآنی کے نام سے آسمان ادب پر آفتاب بن کر چمکا۔

مذہب ۔ اس خاندان کے مفصل حالات معلوم نہیں ہوتے۔ مولانا شبلیؔ نے اس قدر لکھ کر ٹال دیا ہے کہ وہ قبیلۂ زنگنہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مذہب کے متعلق بھی کسی تذکرہ نویس نے ایک حرف نہیں لکھا۔ پروفیسر براؤن نے معمولی طور پر ایک جگہ محض اتنا لکھا ہے کہ حکیم قاآنی کو اپنے مذہب کے شہداء یعنی شہیدان کربلا سے از حد ہمدردی تھی۔ حقیقتاً قاآنی نے اپنے مذہب تشیع کا اعلان صنعت سوال و جواب میں ایک لاجواب مرثیہ اور بیشمار قصائد آئمہ معصومین کی شان میں لکھ کر کیا ہے۔

پرورش ۔ میرزا ابوالحسن نے اس ہونہار بچے کو جس کی پیشانی سے سعادت اور بزرگی کے آثار نمایاں تھے بڑے ارمانوں سے پرورش کیا۔ جب حبیب نے ہوش سنبھالا تو اس کو مکتب میں بٹھایا گیا۔ دوستو! اُس زمانے کے مکتب آجکل کے اسکول نہیں تھے۔ ان مکتبوں کے اخوند مروجہ علوم کے جامع اور زبردست عالم ہوتے تھے۔ وہ اپنے شاگردوں کے رجحان کو سمجھ کر ان کے شوق کے مطابق درس و تدریس کا سلسلہ شروع کرتے تھے۔ انہی مکتبوں سے حافظ اور سعدی جیسے جیّد علماء اور فضلاء فارغ التحصیل ہو کر نکلتے تھے۔ حبیب نے پریشان میں لکھا ہے کہ ابھی اس کی عمر گیارہ برس کی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔

سفر مشہد ۔ اس موقعہ پر بھی کسی صاحب تذکرہ نے نہیں لکھا کہ باپ کے مرجانے کے بعد اس بیکس یتیم پر کیا گذری۔ پتہ نہیں کیا اسباب تھے جو حبیب اس خوردسالی میں اپنے پیارے وطن کو چھوڑ کر مشہد چلا گیا۔ کہتے ہیں علم کے شوق نے اس کو مشہد کھینچ بلایا۔

Marfat.com

تھا۔ واقعی یہ شہر اس وقت علوم و فنون کا مرکز تھا۔ اور حبیب کو اعلیٰ تعلیم کا شوق بھی تھا۔ بہر حال حبیب نے مشہد آکر علوم عقلی و نقلی کی تکمیل کی۔

شاعری۔ میرزا حبیب کو شاعری کا شوق شروع ہی سے بہت تھا۔ مشہد میں آکر اس میں اور بھی ترقی ہوئی اور میرزا نے حبیب تخلص رکھ کر طبع آزمائی شروع کر دی۔ حبیب کی طبیعت اپنے ہمعصروں میں سب سے زیادہ تیز اور جدت آفرین تھی۔ چند دنوں کی مشق میں وہ اپنے ساتھیوں سے بہت آگے نکل گیا۔ اس کے اشعار زبان زد خاص و عام ہو گئے۔ اور شہرت دُور دور تک پھیل گئی۔ اس وقت ایران میں قاچاری خاندان برسرِ حکومت تھا۔

عہد قاچار۔ اس عہد میں جو انقلاب فارسی نظم و نثر پر گذرا ہے نہایت عظیم الشان ہے ایران کے مغربی ممالک کے ساتھ تعلقات بڑھ جانے کے باعث انشائے عجم کی کایا پلٹ گئی۔ عوام متاخرین کی استعارہ در استعارہ تخیلات سے پریشان ہو کر مثنوی مولانا روم اور شاہنامہ فردوسی کی سادہ طرز ادا کو پسند کرنے لگے۔ عہد تیموریہ کی نازک خیالی اور دور صفویہ کی معاملہ بندی سے متنفر ہو گئے۔ کسی رنگ کو پریشان خیالی اور کسی کو بیہودہ سرائی سے تعبیر کرنے لگے۔ مصنف مجمع الفصحا کے خیال کے مطابق اس وقت فارسی شاعری پست ترین حیثیت کو پہنچ گئی تھی کہ عہد قاچار کے شعرا نے رنگ بدل کر فردوسی اور مولانا روم کے رنگ کو اختیار کیا۔ اور اسدی۔ سعدی۔ نظامی۔ عنصری۔ سنائی اور ناصر خسرو وغیرہ کا تتبع کرنے لگے۔ شعرائے قاچار کا کلام دیکھ لیجئے۔ وہ بیشتر متقدمین کی نقالی ہے خیالات وہی ہیں۔ کلام کی سادگی اور محاورے کی صفائی وہی ہے۔ ترکیبیں اور بندشیں بھی وہی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے متروک محاوروں اور ترکیبوں کو بھی دوبارہ زندہ کر لیا گیا ہے غرض اس وقت کے شعرا اس قدر قدامت پرست واقع ہوئے تھے کہ قدما کی کمزوریوں اور لغزشوں کو بھی ہنر سمجھتے تھے۔ ان میں بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے خاص خاص طرۂ امتیاز حاصل کیا۔ میرزا حبیب اسی عہد کا مایۂ ناز شاعر ہے۔

عروج۔ شاہزادہ شجاع السلطنت حسن علی میرزا اس وقت کرمان اور خراسان کے گورنر تھے۔ جب حبیب کی تعریفیں ان کے کانوں تک پہنچیں تو انہوں نے شاعر کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ حبیب حاضر ہوا۔ اور شاہزادہ موصوف اس سے ملکر بہت خوش ہوئے۔

Marfat.com

مصیبت زدہ بیکس حبیب اس وقت نوعمر تھا۔ لیکن اپنے شوق سے علوم متداولہ کی تکمیل کر چکا تھا۔ یقیناً اس غربت اور بیکسی کے عالم میں اُن شاہانہ نوازشات سے جو شہزادہ موصوف نے اس پر کیں۔ اس کا دل بے انتہا بڑھ گیا۔ درحقیقت یہی قدر دانی میرزا حبیب کے جوہر کمال کی نمایش کی اصلی محرک ہے۔ کیونکہ ہر ایک فن میں اس وقت تک ترقی محال ہے جب تک کہ اس کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے۔

حبیب نے شہزادہ موصوف کی شان میں متعدد زمینوں میں سیر حاصل قصیدے لکھے۔ دریادل اور قدر دان شہزادے نے ان کے صلے میں شاعر کو گرانقدر انعام واکرام سے نوازا اور اسی خورد سالی میں اپنی بزم خاص کی ندیمی کا شرف اختصاص بخشا۔

قاآنی - پروفیسر براؤن نے لکھا ہے۔ کہ آغاز ملازمت میں میرزا نے حبیب ہی تخلص قائم رکھا۔ لیکن کچھ مدت بعد حبیب اور اس کے ہمعصر میرزا عباس علی مسکین نے شہزادے کے بلند اقبال صاحبزادوں آغوطہ قاآن اور فروغ الدولہ کے مبارک ناموں پر اپنے تخلص قاآنی اور فروغی کر لیئے۔ حبیب کے لیئے یہ تخلص ایسا مبارک ثابت ہوا کہ بہت جلد اس کی شہرت اور عزت میں معتد بہ اضافہ ہوگیا۔

شہزادے کو قاآنی کے عالمانہ اور فاضلانہ مباحثے بہت پسند آئے۔ وہ ہر مبحث پر نہایت قابلیت سے بحث کرتا۔ اور اپنی شیریں بیانی سے حاضرین کے منہ بند کر دیتا۔ وہ جب فرصت پاتا تو تحصیل علوم میں مزید سعی کرتا۔ اس کی یہ محنت بھی بیکار نہیں گئی۔ بہت تھوڑی مدت میں وہ قواعد نحو۔ اشتقاقات صرف۔ فلالوجی۔ قوانین منطق۔ محاسن۔ بدیع نکات معانی۔ دقائق بیان۔ اصول ہندسہ۔ میزان حساب۔ مسائل نجوم۔ دلائل احکام۔ براہین حکمت۔ فوائد کلام۔ فصول فقہ اور زیچ اصول کا زبردست جامع ہوگیا۔ علوم کی تکمیل کے بعد عربی فارسی کی زباندانی کی طرف اس نے اور توجہ کی اور اس خوبی سے اس شوق کو پورا کیا کہ اہل زبان اس کی شیوا بیانیاں سُن سُن کر حیران رہ جاتے تھے۔ پھر وہ ترکی زبان کی طرف متوجہ ہوا۔ تھوڑے عرصے میں اس صاحب کمال نے اس میں بھی ایسا کمال پیدا کیا کہ سننے والے انگشت بدنداں رہ جاتے تھے اور یہ فرق نہ کر سکتے تھے کہ کوئی ترک بول رہا ہے یا ایرانی۔ وہ ترکی اور عربی میں قادر الکلام شعرا کی طرح اشعار کہہ سکتا تھا اور ان زبانوں کی باریکیوں سے اہل فن کی طرح واقف تھا۔

Marfat.com

مجتہد الشعراء۔ حسن اتفاق سے شہزادہ موصوف کو اپنے والد بزرگوار شاہ عجم ابوالنصر فتح علی شاہ قاچار کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ملا۔ انہوں نے قاآنی کی تعریفوں کے خدا جانے کن دلنشین الفاظ میں پُل باندھے کہ حضرت شاہ نے شاہزادہ موصوف سے قاآنی کو مانگ لیا۔ نہ معلوم شاہزادے پر قاآنی جیسے خوشگوار اور زندہ دل ندیم کی جدائی کس قدر شاق گذری ہوگی۔ تاہم مُنصف مزاج شاہزادہ خوب محسوس کرتا تھا۔ کہ حکیم قاآنی کی قدر حضرت بادشاہ ہی کر سکتے ہیں اور وہ اسی دربار فلک مدار کے لائق ہے۔

الغرض قاآنی شاہ عجم کی خدمت اقدس میں حاضر ہُوا۔ حضرت نے اس بلبل ہزار داستان کی غیر معمولی قابلیت کا اعتراف خلعت فاخرہ اور گرانبہا انعامات عنایت فرما کر کیا۔ اور اس مجتہد الشعراء کے خطاب کا اضافہ کیا۔

گردش۔ شاہانِ وقت حکیم قاآنی پر حد سے زیادہ مہربان رہے ہیں مگر اکثر اس روش میں زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ انقلاب بھی آیا ہے۔ قاآنی کے اعزازات کو تنگ چشم زمانہ رشک وحسد کی نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔ اس کی روشنی مطبع سے دشمنوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئی تھیں۔ اور وہ اکثر اس کے درپئے آزار رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ایک وقت میں اس کی اقتصادی تکلیفیں اس قدر بڑھ گئی تھیں کہ بعض قصائد میں اس کو ممدوحوں سے شکوہ کرنا پڑا۔ جس بے تکلفانہ حسن وخوبی سے اس نے اپنی شکایات کو پیش کیا ہے۔ اس پر ہزار تصنع اور تکلف نثار ہیں۔ بات یہ ہے کہ ایسی شکایات کا پیدا ہو جانا کوئی عجوبہ بات نہیں۔ اہل ہنر پر ہمیشہ مصیبتیں نازل ہُوا کرتی ہیں۔

محمد شاہ قاچار۔ فتح علی شاہ قاچار کے بعد بادشاہ جمجاہ حضرت محمد شاہ قاچار تخت ایران پر متمکن ہوئے۔ وہ بہت درویش دوست۔ ہنر مند نواز۔ دریادل بادشاہ تھے۔ ان کی فیاضیوں اور ہنر نوازیوں نے فارس اور عراق کے دُور دراز شہروں کے باکمالوں کو پائہ تخت میں جمع کر لیا تھا۔ انہی ارباب فضل وکمال میں قاآنی مہتاب کی طرح چمکتا تھا۔

حسّان العجم۔ حضرت محمد شاہ غازی قاآنی کے دل سے قدردان تھے اور اس کی صحبت کو دل سے عزیز رکھتے تھے۔ حکیم نے ان کی مدح میں بہت سے فصیح قصیدے لکھے۔ حضرت بادشاہ نے اپنی قدردانی کے ثبوت میں حکیم کو حسان العجم کے خطاب

Marfat.com

سے سرفراز کیا۔

حضرت بادشاہ فرانسیسی زبان اور اہل فرانس کے علوم و فنون کو بہت پسند فرماتے تھے۔ ۱۸۴۹ئہ میں انہوں نے فرانس سے اہل کمال کو ملایا تاکہ اپنا ملک ان کے کمال سے مستفید ہو۔ حکیم قاآنی نے خاطر اقدس میں گھر کرنے کے لئے فرانسیسی زبان کو کسی اُستاد سے سیکھنا شروع کیا۔ اور تھوڑی مدت میں خود استاد بن گیا۔ کہتے ہیں جب وہ پس پردہ گفتگو کرتا تھا تو سُننے والے پہچان نہیں سکتے تھے کہ پارسی بول رہا ہے، یا پارسی۔ یہی حال عربی فارسی اور ترکی کا تھا۔ وہ ان چاروں زبانوں کی باریکیوں کو اہل زبان اور زبان دانوں کی طرح سمجھتا تھا۔

بادشاہ جمجاہ حکیم سے بہت زیادہ خوش تھے۔ انہوں نے اس کا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا۔ حکیم نے اپنی تصنیف "پریشان" انہی حضرت کے نام نامی سے معنون کر کے خراج تحسین وصول کیا تھا۔

سفرِ ہند۔ ہندوستان کی مقناطیسی کشش قاآنی کو اکثر اپنی طرف کھینچتی تھی لیکن ولی نعمت کی عنایات دامن عقیدت نہیں چھوڑنے دیتی تھیں۔ کہ ادھر کا قصد کریں۔ آخر ایک دفعہ وقت نے مساعدت کی اور حکیم نے ہندوستان کا رُخ کیا۔ اس واقعہ کو انہوں نے پریشان میں اس طرح لکھا ہے کہ مجھے ربیع لام دلآرام سے اس کے ظاہری اور باطنی حُسن و جمال کے باعث بے انتہا محبت تھی۔ ایک دفعہ اس نے منت سماجت سے سفر نجد کی اجازت مانگی۔ میں نے دل پر پتھر رکھ کر اس کو رخصت تو کر دیا۔ لیکن بہت جلد یہ محبت عشق اور عشق جنوں سے بدل گیا۔ آخر کار یاروں نے مشورہ دیا کہ جنوں کا علاج سفر ہے۔ تم بھی سفر کرو۔ "چوں رایش حازم دیدم۔ سفر را جازم شدم"۔ اسی وارفتگی کے عالم میں آخر صفر میں شیراز سے ہندوستان کی جانب روانہ ہو گیا۔

لیکن ہندوستان کی قسمت! کہ یہ سرزمین اسی صاحب کمال کے میمنت لزوم قدموں کی پابوسی کے شرف سے محروم رہ گئی۔ دشت ارزن میں سے گزر رہے تھے۔ کہ ہلال ربیع چوں ابروئے پر غنج و دلال ربیع پیدا شدہ"۔ بہار کا موسم تھا۔ اس پر رویت ہلال پھر ہلال بھی ربیع کا۔ جنوں بڑھ گیا۔ اس کو حسن اتفاق کہیے۔ یا قاآنی کے جذبۂ الفت کی کشش کہ وہ صاحبزادے وہیں مل گئے اور قاآنی کو اپنے ہمراہ واپس لے گئے۔

Marfat.com

قاآنی نے اس واقعہ کو پریشان میں ایسی عمدگی سے لکھا ہے کہ اس "نثر موزوں" میں نظم سے کہیں زیادہ شعریت لطافت سلاست روانی اور سوز و گداز ہے۔ بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ فارسی نثر کا دامن اس قسم کے جواہر پاروں سے قطعی محروم ہے۔

ناصرالدین قاچار۔ حضرت محمد شاہ قاچار کے بعد ستمبر ۱۸۴۸ء میں شہنشاہ ناصرالدین قاچار تخت نشین ہوئے۔

ملک الشعراء۔ وہ علم دوست اور قدردان بادشاہ تھے۔ ان کے زمانے میں قاآنی کو اور بھی عروج حاصل ہوا۔ وہ بھی حکیم کے دل و جان سے گرویدہ تھے۔ انہوں نے قاآنی کے اعزاز میں ملک الشعرائی کے خطاب کا اضافہ کیا تھا۔

حادثہ۔ ۱۵ اگست ۱۸۵۲ء میں تین نابکار بابیوں نے بادشاہ کی جان لینے کے ارادے سے حضرت ناصرالدین شاہ کو گھیر لیا لیکن جسے خدا رکھے اسے کون چکھے۔ حضرت کی زندگی کے دن ابھی باقی تھے۔ صاف بچ کر نکل گئے۔ قاآنی نے اس تقریب سعید پر ایک نہایت زوردار قصیدہ لکھ کر حضرت بادشاہ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ اس کا مطلع تھا ؎

ساقی امشب مے بیاپے دہ کہ من بر جائے آب
نذر کردستم کزیں پس من ننوشم جز شراب

حضرت بادشاہ کو یہ قصیدہ بہت پسند آیا۔ انہوں نے اس کے صلے میں ہمیشہ کیلئے حکیم کا اتنا معقول وظیفہ مقرر کر دیا کہ وہ اقتصادی مشکلات سے ہمیشہ کے لئے بے نیاز ہو گیا۔ لیکن افسوس قاآنی کی حیات نے اس کے بعد ایک سال سے زیادہ وفا نہ کی۔ پروفیسر براؤن لکھتے ہیں اسی قصیدے کو قاآنی کا آخری کلام سمجھنا چاہیئے۔

وفات۔ ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء میں قاآنی تپ اور اسہال کے عارضے میں مبتلا ہو کر صاحب فراش ہو گیا۔ افسوس کہ وہ پہلوانِ سخن ایسا لیٹا کہ پھر نہ اٹھا۔ وہ یکتائے روزگار بستر مرگ پر ؎

شرمندہ از آنیم کہ در دار مکافات
اندر خور عفو تو نکردیم گناہے

پڑھتا ہوا ۱۲۷۰ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک فنا ہوا بعض نے ۱۲۸۲ھ

Marfat.com

سال وفات لکھا ہے۔ لیکن ۱۲۷۰ھ پر اکثر کا اتفاق ہے۔

اولاد۔ حکیم نے اپنے بعد ایک فرزند چھوڑا۔ وہ عالم اسباب میں سامانی شیرازی کے نام سے مشہور ہے۔ صاحب صناوید عجم لکھتے ہیں سامانی اپنے مایۂ ناز باپ کے قدم بقدم چلا۔ اس نے مدرسہ نظامیہ دار الفنون میں سپہر کاشانی کی نگرانی میں اعلےٰ تعلیم حاصل کی۔ وہ علاوہ فرانسیسی زبان کے علوم جدیدہ میں اچھی دستگاہ رکھتا تھا۔ افسوس ۱۲۸۵ھ میں وہ بھی عنفوانِ شباب میں اس جہان فانی سے راہگرائے عالم بقا ہوا۔

ماخذ۔ باسٹھ سالہ زندگی میں قاآنی کو نہ تو ایسے واقعات اور حادثات پیش آئے جن کا ذکر ان صفحات پر کیا جائے۔ اور نہ ان کے متعلق کچھ زیادہ کہا ہی جا سکتا ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اتنا بڑا آدمی اور اس کے سوانح حیات اسقدر کم۔ خیر قاآنی تو انیسویں صدی کے مشاہیر میں سے ہے۔ اگر ہم بیسویں صدی کے مشاہیر کے حالات جمع کرنے بیٹھیں تو اس وقت بھی ہم کو اپنے ماخذ کے فقدان پر کف افسوس ملنا پڑتا ہے ہمارے ہاں "آٹو بائیو گرافی" کا رواج بہت کم ہے۔ اگر یہ فن رواج پا جائے تو ہمارے مشاہیر قعر گمنامی میں روپوش ہونے کی بجائے آسمان شہرت پر چاند اور ستارے ہو کر چمکیں اور اپنی روشنی سے ہزاروں گم کردہ راہ ماغوں کی رہنمائی کریں۔

قاآنی کے حالات اول تو ملتے ہی بہت کم ہیں اس پر کسی نے ان کو یکجا کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ شاید ہم اس سعی میں کسی قدر کامیاب ہوں۔

ہمارے ماخذ پروفیسر براؤن کی تصانیف صناوید عجم۔ کتاب پریشان۔ مجمع الفصحا تنقید و تبصرہ۔ شعر العجم اور ہفت آسمان وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

مقامات۔ پروفیسر براؤن لکھتے ہیں قاآنی نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ شیراز میں بسر کیا۔ وہاں وہ میرزا حیدر علی خاں کے مکان کے ایک کمرے میں رہتے تھے۔ پروفیسر موصوف اس امر کا بڑے فخر سے اظہار کرتے ہیں کہ وہ بھی کچھ مدت اس کمرے میں مقیم رہے ہیں قاآنی نے مشہد میں تعلیم پائی۔ کرمان میں بھی رہے اور مستقل درباری شاعر ہونے کے بعد ان کی عمر کا آخری حصہ طہران میں کٹا۔

خصائل۔ حکیم قاآنی نہایت ظریف طبع اور خوش مزاج واقع ہوئے تھے۔ بات بات پر

Marfat.com

ان کی زبان سے پھول جھڑتے تھے۔ ان کی تصنیف "پریشان" ان کی ظرافت پر دال ہے یقیناً وہ جس محفل میں بیٹھتے ہوں گے۔ اپنے لطیفوں۔ حکایتوں اور چٹکلوں سے سامعین کو لٹا لٹا دیتے ہوں گے۔

صاحب دیباچہ گلستاں قاآنی نے بجا لکھا ہے۔ کہ حکیم کے فضائل نامحصور ہیں۔ وہ آداب مصاحبت اور اطوار معاشرت میں فرید تھے۔ "پریشان" کے آخر میں انہوں نے ابنائے ملوک کے لئے کسی دوست کے اصرار سے بہت سے پند و نصائح جمع کر کے اپنی مصاحبت کی قابلیت کا بہترین ثبوت دیا ہے۔ وہ خورد و بزرگ سے مناسب حال تواضع اور اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اور وقت کی مناسبت سے گفتگو کرتے تھے۔

وہ نیک خو۔ خوش روش اور ہر دلعزیز تھے۔ ان کی گفتگو شیریں اور بحث عالمانہ ہوتی تھی۔ وہ اپنے حسن اخلاق۔ بلند ہمت اور پاک فطرت کے باعث عوام کو عزیز تھے۔ وہ ان تمام اخلاق حسنہ اور عادات دلپسند کے جامع تھے۔ جو انسان کے لئے باعث زینت ہو سکتی ہیں۔ حقیقتاً وہ امیر اور غریب دونوں کے یکساں بہی خواہ اور خویش و بیگانے کے خیر اندیش تھے۔ ان کی عادت اور طبیعت اس قدر ہموار تھی۔ کہ کسی کو ان سے تکلیف نہیں پہنچتی تھی۔ وہ اپنے آپ پر ظلم برداشت کر لیتے۔ اور حلم سے درس عبرت حاصل کرتے۔ پریشان میں لکھتے ہیں "درست ندانم کے و کجا بودم۔ ظن غالبم آن است بدار الخلافت در نوروز جشنے فیروز ساختہ بودند۔ تماشا را بیش رفتم۔ فراشے بر طرف ردیم طپانچہ محکم زد۔ طرف دیگر پیش بردم۔ بخندید کہ عجب بیکاری و غریب بے عارے گفتم تا مل ایں ہر دو یکبار چوں کردی۔ گفت ازاں بیکاری کہ بازی (دشنان) عالماں صحبت علم گزاشتہ۔ و در طلب لہو لعب ہمت گماشتہ و ازاں از بیعاری کہ بیک طپانچہ قناعت نکردی۔ دچاپلوسی پیش گرفتی۔ تا مگر در تماشائے جشنت مطلق العنان دارم۔ حالی دستش بوسیدم۔ و ندامت عمر بہیچ مجمع سرور سے مرور نکردم۔ الا بندرت کہ مجبور بودم و معذور۔ **قطعہ**

اے دل اندر پئے نشاط مرد	کہ از و صد ہزار غم خیزد
طالب عافیت بد ہر مباش	کہ ازاں عاقبت الم خیزد

Marfat.com

یہ تھا حکیم کا حلم اور بردباری۔ اسی طرح ایک بڑھیا کا بوجھ خود اُٹھا کر اس کے گھر پہنچا دیا تھا۔ اور اس کو بھاری انعام بھی دیا تھا۔

علمیّت ۔ ہم حکیم کے علم و فضل کے متعلق پہلے لکھ آئے ہیں وہ علوم عقلی و نقلی کا زبردست جامع تھا۔ اور عربی فارسی ترکی فرانسیسی کی باریکیوں سے اہل زبان اور زبانداں کی طرح واقف تھا۔ اس کو عجم اور عرب کی تواریخ اور ادب پر اس طرح عبور تھا کہ ان کے نکات۔ نوادرات۔ حکایات وغیرہ نظم و نثر اور جدو ہزلیات سے ہر وقت دماغ میں حاضر رہتے تھے۔ جہاں کہیں وہ موزوں دیکھتا۔ ان کو نہایت عمدگی سے صرف کرتا۔ پریشان کے دیباچہ نگار نے لکھا ہے۔ کہ بادی النظر میں عرب کے مورخوں کا یہ بیان مبالغہ آمیز معلوم ہوتا ہے۔ کہ سحبان ایک سال تک ایک مجمع کے روبرو تقریر کرتا مگر الفاظ کا اعادہ نہ کرتا۔ لیکن حکیم قاآنی کے ساتھ دس سال رہ کر یہ آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کہ انہوں نے کسی مضمون کو مکرر بیان نہیں کیا۔ جب کبھی حاضرین نے کسی بات کو دوبارہ سننے کی درخواست کی۔ تو انہوں نے اسے ایسی فصاحت اور بلاغت سے بیان کیا۔ کہ اس کی حلاوت قند مکرر سے بھی زیادہ ہوگئی۔

حکیم کی سادگی۔ نیک دلی اور صبر و شکر مسلم ہے۔ ان کا خمیر عشق و محبت کے پاکیزہ جذبات سے اُٹھایا گیا تھا۔ ان کی نظریں تہ کو پہنچنے والی نظریں تھیں۔ جو قدرت کی صناعیوں کو اصلی حالت میں دیکھنے کی شیدا تھیں۔ وہ حسین فطرت پر دل و جان سے فریفتہ تھے۔ ان کے قصائد کی تشبیب سدا بہار گلستاں ہے۔ جس کو کبھی خزاں کا کھٹکا نہیں۔

عیوب ۔ حکیم پر فحش نگاری، عریاں نویسی اور امرد پرستی کے الزامات بڑی شدّ و مدّ سے لگائے جاتے ہیں۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے۔ تو حکیم جیسے بزرگ پر اس قسم کے مذموم الزامات تھوپنا انتہا درجے کی زیادتی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے۔ اس وقت زمانہ کا رنگ یہی تھا۔ لوگ انہی چیزوں کو پسند کرتے تھے۔ قاآنی تو کیا اس رنگ سے شیخ سعدی۔ مولانا روم اور حضرت جامی جیسے ثقہ بزرگوں کے دامن بھی داغدار ہیں۔ مولانا روم وغیرہ کی مثال دینے سے ہمارا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ یہ عیب حسن دخوبی سے بدل جائے۔ بلکہ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ محض اس وجہ سے قاآنی کو مطعون نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک جگہ وہ خود فحش نگاری کا اس طرح اعتذار کرتا ہے ؎

ہزل وطیبت طینت آزردہ را آرد بوجد
آنچناں کز تلخ مے خوش خوش بوجد آید حزیں

پروفیسر براؤن قاآنی کی طبیعت کو غیر مستقل بتاتے ہیں۔ کیونکہ پہلے تو اس نے حاجی میرزا آقاسی وزیر کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے۔ لیکن جب وہ معزول ہو گیا۔ تو قاآنی نے اس کو اس کے جانشین کی مدح کرتے ہوئے اس طرح یاد کیا ہے

بجائے ظالمے شقی نشستہ عادلے تقی　　　　کہ مومناں متقی کنند افتخارہا

شاید پروفیسر صاحب اس بات کو بھول گئے۔ کہ شاعر کی طبیعت بہت نازک ہوتی ہے وہ ذرا سی بات کی تاب نہیں لاسکتا۔ پھر قاآنی جیسا تیز طبع۔

تصانیف۔ نثر میں حکیم کی پریشان یا گلستان قاآنی بجواب گلستان سعدی مشہور ہے۔ نظم میں حکیم کا کلیات عام طور پر مل سکتا ہے۔ اس کے علاوہ حکیم نے اور رسائل بھی لکھے تھے۔ جو حوادثات زمانہ نے پریشان کر دیئے۔ اس وقت ہم نثر اور نظم دونوں پر مکمل تنقید لکھتے ہیں۔

نثر۔ قاآنی پریشان کا سبب تالیف یہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ سردی سخت شدت کی پڑ رہی تھی۔ میں دروازے بند کئے بیٹھا تھا۔ میرے ایک کرمفرما نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا میں نے اس کو مسند پر بٹھایا۔ اور اپنے تاریک گھر کو اس کے چہرۂ انور سے روشن کیا۔ باتوں باتوں میں اُس نے کہا "دریں فصل زمستاں در کنج شبستاں نشستہ دراہ آمد شد دوستاں بستہ نہ آخر ہزار دستاں گلستاں دانش توئی۔ و قمری بوستاں بینش توئی بہانہ آوردم نہ آخر تا گل نروید۔ بلبل سخن نگوید و تا سرو نبالد قمری ننالد۔ تبسمے کرد و رخسار قامت خویش اشارہ نمود۔ یعنی حال کہ چہرۂ گلگوں و قامت موزوں دیدی۔ گاہ ترانہ است نہ وقت بہانہ"

غرض سلسلۂ گفتگو میں گلستاں سعدیؒ جس کا ہر ورق ہزار دفتر نثار کرنے کے قابل ہے"۔ کا ذکر آ گیا۔ یار دلارام نے اس کا جواب لکھنے پر مجبور کیا۔ ہر چند قاآنی نے بے بسی ظاہر کی۔ لیکن وہ نہ مانا۔ آخر جد و ہزل کو نظم و نثر میں کر کے اس کا نام اپنے حال کی مناسبت سے "پریشاں" رکھا۔ کیونکہ جس کا حال پریشان ہوا کرتا ہے۔ اس کی گفتگو بھی پریشاں ہوا کرتی ہے۔

قاآنی نے اس کتاب کو ۱۰ رجب ۱۲۵۲ھ میں ختم کیا۔ اس وقت اس کی عمر تیس سال

Marfat.com

سے دو تین مہینے کم تھی۔ اور اس مجموعے کو محمد شاہ غازی کے نام نامی سے معنون کیا۔ لکھتے ہیں "امید کہ ناظران در مدحش بکوشند و نظر از قدحش بپوشند۔ و ہر کجا لغزشے بینند بکزلک عفوش بسترند۔ و دامن رحمت بر عیبش بگسترند"

اس کتاب میں گلستان سعدی کی طرح بہت سی حکایتیں لطایف اور واقعات ایسے ہیں جو خود قاآنی پر گذرے ہیں۔ اسی لئے اس کو گلستان قاآنی بھی کہتے ہیں۔ ایک جگہ کس فصاحت سے تحریر فرماتے ہیں۔ ذرا لفظی اور معنوی رعایات صنعت ترصیع اور لف ونشر کی صفائی دیکھئے "سالے یاد دارم کہ در شیراز چناں زلزلۂ عظیم اتفاق افتاد کہ قصر توانگراں از بخت ہنروراں فرسودہ تر شد۔ و روئے مجاوراں از موئے مسافراں غبار آلود تر۔ ہر سقفے آستاں شد۔ و ہر آستانے آسماں۔ و ہم در آں ہفتہ شنیدم یکے از ظریفاں پیمانۂ معہود را بخانۂ محتسب برد۔ کہ اے بے انصاف پیمانۂ شرابے کہ خداوند پاکش در زیر خاک نگہدارد و شکستنش درست نباشد"

جہاں پریشاں میں فحش اور عریاں حکایات ہیں۔ وہاں ایسی بلند پایہ اور اخلاقی حکایات بھی ہیں۔ کہ ان کو جمع کرنے سے ایک نہایت عمدہ گلدستہ تیار ہو سکتا ہے۔ لطف یہ ہے کہ ہر حکایت کا اخلاقی نتیجہ نظم نکالا ہے۔

دزدے بخانۂ درویش رفت۔ چندانکہ بیشتر جست کمتر یافت۔ درویش بیدار بود۔ سر برداشت کہ من روز روشن در ینجا ہیچ نیابم تو در شب تاریک چہ خواہی یافت۔ قطعہ:

لاف طاعت چند در پیری زنی — اے نکردہ در جوانی ہیچ کار
آنچہ را در روز روشن کس بجست — کے توانی جست در شبہائے تار

اسی طرح ایک خواہشات نفسانی کی دیوانی عورت اور ایک مرد کی جذباتی کیفیت بیان کرنے کے بعد کس قدر سبق آموز نتیجہ نکالا ہے۔ قطعہ

اے پسر نیست حرص را پایاں — زانکہ با برتنے در آویزد
بیش ہر منعمے کہ بہ نشیند — بہ تمنائے سود برخیزد
آبروئے کمساں ز آتش آز — ہر زماں بر زمیں فرو ریزد

چونکہ سعدی نے کوئی ایسا موضوع نہیں چھوڑا جس پر قاآنی قلم اٹھانے کی جرأت کرتا۔ اس لئے اس کی نظر انتخاب نے شباب کے جوش میں اپنی طبیعت کے زور دکھانے

Marfat.com

کے لئے عریانی کے بلند اور پست میدانوں کو ڈھونڈا۔ استادی حضرت شاداں کا خیال ہے کہ گلستان سعدی کے مقابلے میں بھی پیش کی جاسکتی ہے۔

حکیم قاآنی کی نثر میں وہ تمام معنوی اور لفظی صنعتیں جو اس کی نظم میں ہیں۔ بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ چونکہ نثر کے میدان میں کمالات کے جوہر زیادہ آزادی سے دکھلائے جاسکتے ہیں اس لئے اس صاحب کمال نے اس آزادی کا پورا پورا فائدہ اٹھا کر اپنی دلاویز نثر کو نظم سے ٹکرایا ہے۔ بلکہ نثر کو نظم سے آگے نکال کر لے گیا ہے۔

ہر شخص کو ایمانداری سے اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ گلستان قاآنی زعفران زار سے کم نہیں اس کی ایک ایک حکایت پڑھیئے اور ہنستے چلے جایئے۔ کیا مجال جو ہنسی ضبط ہو سکے۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ وہ اس قدر عریاں ہیں۔ کہ انسان تنہائی میں بھی شرما شرما جاتا ہے۔

نظم - صفوی خاندان کے زوال اور قاچار کے عروج کے وقت انشائے فارسی کی بہت بُری حالت تھی۔ اس وقت قاآنی منظر عام پر آیا۔ اس نے دُنیائے شعر کو پلٹ دیا۔ مولانا شبلی لکھتے ہیں۔ حکیم زمانۂ حال کے سب سے بڑے اور مشہور ترین شعرا میں سے ہے وہ منوچہری اور فرخی کا پیرو ہے۔ اس نے سات سو برس کے بھولے ہوئے خیالات کو تازہ کر دیا۔ گویا اس نے جدّت پیدا نہیں کی۔ تناسب صدور و اعجاز اور توافر اتفاق دیکھنے کے بعد یہ رائے کلیتہً مسلم نہیں رہتی۔ لیکن ہمارا یہ بیان ہے۔ کہ اس نے قدما سے سلاست اور روانی اخذ کی۔ متوسطین اور متاخرین کی نازک خیالی اور استعارہ آفرینی کو اختیار کیا۔ لیکن اس طرح کہ فصاحت اور سلاست میں فرق نہیں آنے پایا۔

ہفت آسمان میں مندرج ہے۔ کہ پھر حکیم جیسا شاعر ایران میں پیدا نہیں ہوا۔ مولانا شبلی بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ پروفیسر براؤن کی رائے میں حکیم قاچاری شعرا کے قصیدہ مسمط اور ترکیب بند وغیرہ میں پیشتر دکھلایا جاسکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ حکیم شیریں بیانی اور قادر الکلامی میں اپنا جواب آپ ہے۔ اس کی نظم و نثر نے انشائے فارسی میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اس نے پُرانی روشوں کو چھوڑ کر ایک نرالی اور نئی روش اختیار کی۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے۔ کہ اس نے ہر عہد کے شعرا کے کلام کی خوبیوں سے اپنے کلام کو آراستہ اور پیراستہ کیا۔ تو بیجا نہ ہوگا۔ یعنی اس نے عنصری کی سلاست اور طلاقت اختیار کی۔ فردوسی کی فصاحت اور ایجاز۔ خاقانی کی استواری

Marfat.com

عرفی کی نزاکت اور فلسفہ۔ حافظ کی سرمستی اور جوش۔ ظہوری کے صنائع۔ انوری اور ظہیر کی روانی صائب کی تمثیلات۔ غرض جس کے کلام میں جو جو حسن ہے۔ وہ قاآنی کے کلام میں صدور اعجاز کے تناسب کے ساتھ معجزہ معلوم ہوتا ہے۔

اشتقاق۔ اغراق اور صفائی بندش میں اس کو خاص ملکہ حاصل ہے، باوجود پُرگوئی کے اس کے کلام میں استواری اس قدر ہے۔ کہ الفاظ کی نشست اور ترتیب پر تصرف کرنا غیر ممکن ہے جو قدرت کلام اور روانی اس کے کلام میں ہے۔ وہ قدما کے کلام میں عنقا ہے۔

غالب جیسے سخن فہم کو اس کی طرز پسند آگئی تھی۔ افسوس کہ ان کو اتنی فرصت نہیں ملی کہ وہ اس کا تتبع بھی کرتے۔ وہ کہتے تھے۔ قصیدہ گوئی خاقانی سے شروع ہوئی اور قاآنی پر ختم ہو گئی۔

قاآنی کے قصائد کی تشبیب اس قدر زوردار ہوتی ہے۔ کہ بڑے بڑے شاعروں کی غزلیں اس کے آگے پست نظر آتی ہیں۔ وہ مناظر قدرت کی تصویر ایسی صفائی اور عمدگی سے کھینچتا ہے۔ کہ صحیح نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ وہ مناسب محل اصل اور سچے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔ خاص طور پر جب وہ طالب اور مطلوب کی ملاقات کو سوال اور جواب کی صورت میں نظم کرتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ دو شخص بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ اسی کو محاکات کہتے ہیں۔

قاآنی کے کلام میں یوں تو ہر قسم کی لفظی اور معنوی صنعتوں کا التزام ہے۔ لیکن صنعت سوال و جواب ترصیع و تجنیس اور لف و نشر کا وہ اس خوبی سے جا بجا اعادہ کرتا ہے۔ کہ لطف کلام بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ پروفیسر براؤن لکھتے ہیں۔ کہ گفتگو کے موقعہ پر وہ عریانی کی طرف زیادہ مائل نظر آتا ہے۔

اس کے علاوہ قاآنی اپنے لئے نہایت ترنم خیز بحر و اوزان کو انتخاب کرتا ہے۔ بلکہ بعض اوزان فارسی میں صرف اس کی بنا پر مقبول ہوئے ہیں۔ مثلاً

نسیم خلد مے وزد مگر ز جوئبار ہا ۔۔۔ کہ بوئے مشک میدہد ہوائے مرغزار ہا

وہ خوش آہنگ الفاظ سے موسیقی کا عالم پیدا کر دیتا ہے۔ جب بہار کا سماں باندھتا ہے۔ تو پڑھنے والے اور سننے والے یہ محسوس کرنے لگتے ہیں۔ کہ وہ قاآنی کے سدا بہار گلستان میں گلگشت کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

Marfat.com

نرمک نرمک نسیم زیر گلاں می خزد — غبغب ایں می مکد۔ عارض آں می مزد
سنبل ایں می کشد۔ گردن آں می گزد — گہ بہ چمن می چمد۔ گہ بہ سمن می وزد

یعنی ہلکی ہلکی نسیم پھولوں میں گھسی۔ کسی پھول کا گال چوم لیا۔ کسی کی ٹھوڑی چوس لی۔ کسی کے بال کھینچے۔ کسی کی گردن دانتوں سے کاٹی۔ کیاریوں میں کھیلتے کھیلتے چنبیلی کے پاس پہنچ گئی۔

بتائیے ایسے دلکش منظر کو مصوّر تصویر میں کہاں دکھا سکتا ہے۔

ایک نووارد فاضل میرزا یحییٰ ابراقی سے دوران ملاقات میں میں نے قاآنی کے کلام اور شہرت کے متعلق استفسار کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ حکیم کے کلام کو ایران میں بچہ بچہ پسند کرتا ہے۔ اور اس کی نظم نیز رندی کی طرح بہتی ہے۔

ہر تذکرہ نویس کو اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ قاآنی نے ترکیبوں اور محاورات و محاسن کلام کو اپنے قصائد میں اپنی قابلیت سے صرف کیا ہے۔ کہ معنویت کے عالم میں سوائے اُس لفظ کے جو بغرض سجع یا تجنیس وغیرہ لایا گیا ہے۔ دوسرا لفظ اس سے بہتر ادائے مطلب کے لئے ملنا دشوار ہے۔

قاآنی زبان قدیم اور خالص فارسی کا دلدادہ ہے۔ وہ متروک الفاظ کو عہد جدید کی آرائش بنا کر زندہ جاوید کرتا ہے۔ ناصری صاحب لکھتے ہیں۔ اگر فردوسی کا شاہنامہ عہد قدیم میں مجبر العقول تھا۔ تو دورِ حاضر میں قاآنی کے قصائد نقادوں کی نگاہیں خیرہ کئے دیتے ہیں اگرچہ قاآنی کی شاعری کوئی نئی شاعری نہیں۔ اس کے خیالات وہی دقیانوسی ہیں۔ کلام کی سادگی، محاورے کی صفائی وہی دیرینہ ہے۔ ترکیبیں اور بندشیں بھی نئی نہیں ہیں۔ مگر اسلوب بیان کی جدّت اور دلاویزی، زبان کی روانی۔ متناسب اور ہم وزن الفاظ اور کیف اور موسیقی نے بحیثیت مجموعی ایک خاص لُطف پیدا کر دیا ہے۔

ہمارے مندرجہ بالا بیان سے قاآنی پر سے سرقے اور توارد کا الزام ہٹ جاتا ہے وہ مُردۂ ہفت صد سالہ کو زندہ کرنے والا ہے۔ اس کے کلام میں یقیناً دیرینہ مضامین ہیں۔ لیکن ایک حسن اور اعجاز کے ساتھ۔

چونکہ مقدمہ طویل ہوئے جاتا ہے۔ اس لئے ہم بہت اختصار کے ساتھ قاآنی کے کلام کا انتخاب ذیل میں درج کرتے ہیں۔

Marfat.com

سب سے پہلے قصیدے میں قاآنی عبد اور معبود کے نازک اور ناقابل فہم تعلقات عام فہم گفتگو کے انداز میں اس طرح پیش کرتا ہے۔

دوشم ندا رسید ز درگاہ کبریا — کاے بندہ کبر بہتر ازیں عجز بار یا
خوانی مرا غبیر و خلاف تو آشکار — دانی مرا بصیر و خطائے تو برملا

قاآنی جب مناظر قدرت کا نقشہ کھینچتا ہے۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خود کھڑا ہوا سیر کر رہا ہے۔ اور جو کچھ دیکھ رہا ہے۔ اپنی زبان فصاحت بیان سے جوش میں آکر بیان کرتا چلا جاتا ہے۔ کہتا ہے:۔

بگردوں تیرہ ابرے بامداداں برشد از دریا — جواہر خیز و گوہر ریز و گوہر بیز دگوہر را

ذرا انصاف سے کہیئے۔ یہ ترصیع ہے یا حسن تکرار یا پُرجوش دل کی آواز:۔

چو چشم اہر من خیرہ۔ چو روئے زنگیاں تیرہ — شدہ گفتی ہمہ چہرہ بہ مغزش علت سودا

خیرہ تیرہ محض مبادلۃ الراسین یا سجع کے لئے نہیں ہیں۔ بلکہ جس کیفیت کا ذکر مقصود ہے۔ اس کے لئے اس سے بہتر الفاظ فارسی زبان میں نہیں ہیں۔

ایک قصیدے میں مینہ برسنا۔ ہوائیں چلنا۔ بجلی کی چمک۔ بادل کی کڑک ایسی خصوصیات کے ساتھ بیان کی ہیں۔ کہ الفاظ کی آوازیں خود بتائے دیتی ہیں۔ کہ بڑے زور شور سے بارش ہو رہی ہے۔ اور دُور دُور تک بارش کے طوفان سے عالم آب نظر آتا ہے۔ لُطف یہ ہے۔ کہ پُورا قصیدہ اسی زور شور کا ہے:۔

فرو بگرفتہ گیتی را بباغ و راغ و کوہ و در — تم ابر و، دم باد و، تف برق و، غو تندر

ایک مخمس میں جدت تشبیہ کا لطف دیکھیئے:۔

بنفشہ رستہ از زمیں بطرف جوئبارہا — ویا گسستہ حور عین ز زلف خویش تارہا
ز سنگ اگر ندیدۂ چساں جہد شرارہا — ببر گہائے لالہ بیں میان لالہ زارہا
کہ چوں شرارہ می جہد ز سنگ کوہسارہا

بہار کا سماں ہے، رگوں میں گرم خون دوڑ رہا ہے۔ آتش عشق بھڑک اُٹھی۔ دل کے ولولے بڑھنے لگے۔ ایسی حالت میں شگوفے بھی ہجراں کشیدہ نظر آتے ہیں:۔

نہ انماز کودگی شگوفہ از چہ پیر شد — نخوردہ شیر عارضش چرا برنگ شیر شد
گماں برم کہ ہمچو من بدام غم اسیر شد — ز پا فگندہ دلبرش اچہ خوب دستگیر شد

Marfat.com

بلبے چنیں برند دل ز عاشقاں نگارہا

یہ دیکھ کر کہ لوگ تو اپنے معشوقوں کے ساتھ باغوں میں گلگشت کر رہے ہیں۔ جام پر جام چڑھا رہے ہیں اور مصروفِ عیش ہیں شاعر کو اپنی ہجر کی مصیبت یاد آ گئی۔ اور اس طرح نوحہ زن ہُوا:۔

دریں بہار ہر کسے بہار باغ دار دا ۔ بیادِ باغ طلعتے خیالِ باغ دار دا
بتیرہ شب ز جام مے بکف چراغ دار دا ۔ ہمیں دل من است وبس کہ درد و داغ دار دا
جگر چو لالہ پُر ز خوں ز عشق گلعذار ہا

مندرجہ بالا بند میں کیسی عمدہ تشبیہ دی ہے۔ وصل کی اندھیری راتیں شراب کے جام سے روشن کی ہیں۔ اور دوسری طرف ہجراں نصیب کے پاس فقط اپنا دردمند دل ہے جس میں داغ ہیں اور درد۔ اس موسم بہار میں اس کا لالہ یہی ہے۔ کہ سُرخ بھی ہے اور داغدار بھی۔

ایک اور نئی تشبیہ ملاحظہ ہو:۔

بہار را چہ می کنم چو شد ز بر بہار من ۔ کنارہ کردم از جہاں چو او شد از کنار من
خوشا و خرم آں دمے کہ یار بود یار من ۔ دو زلف مشکبار اُو بچشم اشکبار من
چو چشمۂ کہ اندرو شنا کنند مارہا

قاآنی کی غزلیں بھی بالکل قصیدے کا جزو معلوم ہوتی ہیں اور شان غزل سے کسی قدر خالی ہیں۔ لیکن ان کا سوز و گداز اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں رہتا۔ چونکہ اس وقت اس صنف سخن پر بحث کرنے کی گنجائیش نہیں اس لئے ناظرین ہم کو معاف فرمائیں۔

قاآنی کی سلاست نگاری درحقیقت اعجاز سے کم نہیں دقیق سے دقیق مسائل بیان کرنے میں بھی اس کا بیان اس قدر صاف اور سُلجھا ہوا ہوتا ہے کہ عالم و عامی اس کو نہایت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کوئی دقیق مسئلہ زیر غور تھا۔ دیکھئے:۔

کشودی زلف قیر آگیں جہاں را قیرواں کردی
نمودی چہر مہر آئیں زمیں را آسماں کردی

Marfat.com

واقعہ یہ ہے کہ عشق کامل عاشق کی طبیعت کو اس قدر ملائم بنا دیتا ہے کہ اس کو سوائے معشوق کے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اگر معشوق کا چہرہ چھپ جاتا ہے تو عاشق سمجھتا ہے دنیا اندھیر ہو گئی۔ اگر اس کا عکس رُخ نظر آ گیا تو تیرہ و تار عالم بقعۂ نور بن گیا۔

اگر محبوب راضی ہے تو جور فلک کی عاشق صادق کو کوئی پرواہ نہیں اور اگر وہ خفا ہے تو عاشق کے جذبات و احساسات اس قدر بلند ہو جاتے ہیں کہ وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ جور فلک اس پر گویا ہوتے ہی نہیں بہ الفاظ دیگر آسمان کو بھی اس کی مظلومی پر رحم آ جاتا ہے:۔

زبس نامہربانی بامن اے آرام جاں کردی
فلک را باہمہ نامہربانی مہرباں کردی

صنعت سوال و جواب میں عنصری کا یہ قصیدہ:۔

ہر سوالے کز آں گل سیراب
دوش کردم مرا بداد جواب

بہت مشہور ہے۔ اس میں شروع سے لے کر آخر تک پہلے مصرعہ میں سوال ہے اور دوسرے میں اس کا جواب۔ قاآنی کی عقل سلیم نے اس صنعت کے لئے شہید کربلا کا واقعہ انتخاب کیا۔ جو درج ذیل ہے۔ اس میں اس قدر سوز و گداز ہے کہ پتھر کے دل پانی ہو جاتے ہیں۔ قاعدہ ہے جب کسی مصیبت زدہ سے اس کی مصیبت کرید کرید کر پوچھی جائے تو تڑپ تڑپ جاتا ہے:۔

بارد چہ؟ خون دیدہ۔ چساں؟ روز شب۔ چرا؟
از غم۔ کدام غم؟ غم سلطان اولیاء
نامش چہ بود؟ حسین۔ ز نژاد کہ۔ علی
مامش کہ بود؟ فاطمہ۔ جدش کہ؟ مصطفٰے
چوں شد؟ شہید شد۔ بکجا؟ دشت ماریہ
کے؟ عاشر محرم۔ پنہاں؟ نہ! بر ملا!
سیراب کشتہ شد؟ نہ کس آبش بداد؟ داد!
کو؟ شمر۔ از چہ چشمہ؟ ز سرچشمۂ فنا

Marfat.com

امام زین العابدین کی اسیری اور تشہیر کا حال یوں پوچھتا ہے:۔

برتن لباس داشت؟ بلے! گرد راہ گذر

برسر عمامہ داست؟ بلے! چوب اشقیا

حکیم کی طبع ظریف نے ایک بڈھے ہکلے کی گفتگو کو اس طرح نظم کیا ہے:۔

پیرکے لال سحر گاہ بہ طفلے۔ الکن
مے شنیدم کہ بدیں نوع ہمی راند سخن

کائے ززلف صصصبحم شاشاشامم تاریک
وے زچہرت ششششامم صصصبحم روشن

تتتریاکیم وے ششششید للبت
صصصبرو تاتاتابم رررفت از تتتن

طفل گفتا ممن راتتو تقلید مکن
گگگم شوز برم اے ککگمتراز زن

میخواہی ممشتے بکلت بزنم
کہ بیفتد مممغزت میان ددہن

پیر گفتا وواللہ کہ معلوم است ایں
کہ کہ زادم من بیچارہ زمادر الکن

ہفتاد وہشتاد وسہ سال است فزوں
گگگگنگ ولالالالم بخلاق زمن

طفل گفتا خدا را صصصدبار ششکر
کہ برستم بجہاں از ملال ومحن

ممن ہم گگگنگم ممشل تتتو
تتتو گگگنگی ممشل ممن

اس سے بڑھ کر حکیم کی ظرافت طبع اور قادر الکلامی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

باقر سلمانی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدہ ۱

ممدوح کی شکایت کے متعلق

۱- (۱) اگر اس کے بعد میرے سر پر سونے کا تاج بھی رکھ دیں پھر بھی آئندہ مجھے تو امیر کے دروازہ پر نہیں دیکھے گا (۲) صعوہ- چڑیا کی قسم کا ایک چھوٹا سا جانور ہے جسے ہندی میں ممولا کہتے ہیں۔ فارسی میں اس کے لئے سربچہ اور موسیچہ الفاظ آئے ہیں۔ ترجمہ- وہ تیز پنجوں والا باز ہے (اور اس کے مقابلہ میں) میں ایک ضعیف سی چڑیا ہوں۔ کسی نہ کسی دن وہ ضرور میرے بازو اور پر نوچ ڈالے گا۔ (۳) وہ روشن آفتاب ہے اور میں ایک حقیر ذرہ ہوں۔ اس کے نور کے سامنے میرے وجود کا نام و نشان بھی نہیں رہ سکتا (۴) گنج شائگان- خسرو پرویز کے ایک خزانہ کا نام۔ شائگان بمعنی ایسی چیز جو بادشاہوں کے لائق ہو حسرت نگر- صفت دیدہ و برائے اضافت- ترجمہ- وہ گنج شائگان ہے۔ اور میں ایک ایسا فقیر ہوں جس کی حسرت سے دیکھنے والی آنکھیں اس خزانہ پر کھلی ہوئی ہیں (کہ کاش مجھے ہی مل جائے)۔ (۵) خزانہ بغیر اژدہا کے کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے اپنی جان کے خوف سے میرا گذر بھی اس خزانہ تک نہیں ہو سکتا۔ بالعموم مشہور ہے کہ جہاں خزانہ یا کوئی زرو جواہر وغیرہ زمین میں دفن ہوں اس کی محافظت کے لئے ایک سانپ ہوتا ہے۔ جس طرح کہ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ہر جا گل است خار است و بر سر ہر گنج مار- یہاں گنج شائگان ممدوح کو کہہ رہا ہے اور اژدہا اس کے دربان و پاسبان وغیرہ مراد ہے۔ (۶) چونکہ قناعت سے عزت حاصل ہوتی ہے اور طمع و لالچ سے ذلت۔ اسلئے مجھے ہر شخص سے بڑھ کر قناعت ہونی چاہیئے (عزّ من قنع و ذلّ من طمع)۔ (۷) میں اس کمال کی بلندی پر اڑنے والا ہما ہوں۔ کہ ہمیشہ کے لئے قناعت کا کوہ قاف میری قیامگاہ رہا ہے۔ (۸) روئے وادن- پیش آنا۔ موسیچہ- سربچہ- صعوہ ممولا- دُم لابہ کردن- کتے کا دم ہلانا۔ خوشامد کرنا۔ چونکہ کتا اپنے مالک کو دیکھ کر اظہار محبت میں دُم ہلاتا ہے۔ یہاں محض ممولا سے دم ہلانے میں تشبیہ دی گئی ہے- ترجمہ- اے خدا مجھ پر کیسے یہ منحوس دن آئے ہیں کہ ممولے کی طرح مجھے

Marfat.com

ہر ایک کے سامنے جا کر دُم ہلانی پڑتی ہے (خوشامد کرنی پڑتی ہے)۔ (۹) جب روزی کا پیدا کرنیوالا (خدا) ہر روز مجھے روزی دیتا ہے۔ تو پھر میری غذا جگر کے ٹکڑے کس لئے ہے۔ (۱۰) **صیت** آوازہ۔ شہرہ۔ ترجمہ۔ باوجودیکہ میری فضیلت اور کمال کی شہرت بحرو بر میں پھیل گئی ہے لیکن مجھے بحرو بر سے کوئی فائدہ نہیں۔ (۱۱) میری قسمت میں خشک لب (تشنگی) اور تر آنکھ (گریہ وزاری) کے سوا کچھ بھی نہیں۔ شاید خشک و تر سے میری قسمت میں یہی لکھا ہے۔ (۱۲) **تقریع** سرزنش۔ ملامت مقابلہ۔ ترجمہ۔ قضا و قدر (تقدیر) نے ہی جب میری قدر گنوادی ہے۔ تو میں تقدیر کو ملامت کیا کر سکتا ہوں؟ (۱۳) میری امید کا درخت بید کی شاخ جیسا ہی ہے۔ ورنہ اس نے مجھے دنیا میں کوئی پھل کیوں نہیں دیا۔ بید۔ جو ہرڑوں اور تالابوں کے کنارے پر ہوتی ہے۔ اس میں کسی قسم کا پھل پھول نہیں ہوتا۔ شاعر کہتا ہے۔ کہ میری امید کا درخت بھی بید جیسا ہی ہے۔ یعنی میں بھی ایک حرمان نصیب ہوں۔ (۱۴) ریشہ۔ جڑ۔ توبیخ۔ زجر کردن۔ بُرا بھلا کہنا۔ ملامت کرنا۔ اب اگر میری فضیلت کی جڑ اور درخت نے مجھے کوئی پھل (فائدہ) نہ دیا۔ تو میں ملامت کے تیشہ سے اس کی جڑیں اکھاڑ دوں گا۔ (۱۵) نیشکر۔ گنّا۔ ترجمہ۔ میرا کلام گنّے کی طرح شکر پیدا کرنیوالا ہے۔ لیکن مجھے اس گنے سے رنج کے زہر کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا (کوئی قدردان نہیں)۔ (۱۶) **سلک** ۔ موتیوں کی لڑی۔ شبہ۔ جھوٹے موتی جو سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ **پوتھ**۔ (پہلے سیاہ ہی رنگ کی ہوتی تھی) میں اپنے قلم کے نوک کے ذریعے موتیوں کی لڑیاں (عمدہ اشعار) پروتا ہوں۔ لیکن میری موتیوں کی لڑیاں بھی بوجہ ناقدردانی پوتھ کی ایسی معلوم ہوتے ہیں۔ (۱۷) **طبرزد**۔ ایک قسم کا قند جو بوجہ سختی کلہاڑی سے ٹوٹتا ہے۔ **طعم**۔ ذائقہ۔ مزہ۔ تبر۔ کلہاڑی۔ ترجمہ۔ میرے اشعار ذائقہ میں قند کے کوزے ہیں۔ لیکن اب کوزے کی مصری میرے حلق میں کلہاڑے کا کام دے رہی ہے (سوائے ضرر کلام سے مجھے کچھ حاصل نہیں۔

۲۔ (۱۸) حجر۔ پتھر۔ **ترجمہ**۔ میں ہزار ہا رنجوں میں سے محض ایک ہی تجھے بتاتا ہوں۔ اُسے سُن کر تو ضرور سختی میں مجھے پتھر کا ایک ٹکڑا خیال کرے گا کہ ایسے آلام و مصائب کو برداشت کرتا ہوں اور پھر زندہ ہوں۔ (۱۹) مجھے امیر الامرا اپنے دولتکدہ پر بلاتا ہے۔ لیکن اس کا جاہل دربان مجھے دروازہ سے نکال دیتا ہے۔ (کام کی جگہ کاخ پڑھو)۔ (۲۰) **آستین افشاندن**۔ ملامت کرنا۔ بُرا بھلا کہنا۔ رد کرنا۔ ہنکانا۔ ناراض ہونا۔ آستین بَرۡ و کردن

Marfat.com

یا آستین بر چشم کردن۔ رونا۔ آنسو پونچھنا۔ ترجمہ۔ اس کے آستانہ کے دربان نے مجھے رد کر دیا (دھتکار دیا) اسی وجہ سے میں اپنی آستین اپنی تر آنکھوں پر رکھے ہوئے ہوں (رو رہا ہوں)۔ (۲۱) بزرگ و برتر خدا کا احسان ہے۔ کہ کل اس کے دربان نے مجھے میری بیہوشی سے (غفلت سے) آگاہ کر دیا۔ (۲۲) اُن ہزاروں زخموں سے جو آسمان نے مجھے لگائے تھے۔ درحقیقت (اگر دیکھا جائے) تو ایسا ایک بھی کارگر نہیں ہوا تھا۔ (یعنی اس دربان کے بھگا دینے کا بڑا صدمہ ہے) (۲۳) اُس کے (دربان کے) زخم زبان نے ایک ہی بات سے میرے دل کے اُن زخموں پر مرہم لگا دیا جو بے شمار تھے۔ (۲۴) اگرچہ اس نے نازیبا اور سخت کلامی کی تھی۔ لیکن جو کچھ کہا ٹھیک کہا۔ اسی وجہ سے اس کی بات نے میرے دل پر اثر کیا۔ (۲۵) حضر۔ شہر میں رہنا۔ شہر باشی۔ ضد سفر۔ ترجمہ۔ زمین کی سطح فراخ ہے۔ اگر مفلس ہوں تو کیا پروا کسی نے شہر میں میرے سفر کے پاؤں کو تو نہیں باندھ لیا (ملک خدا تنگ نیست پائے گدا لنگ نیست)۔ (۲۶) طریق۔ راستہ۔ حجاز۔ عرب کا ایک خاص صوبہ جس میں مکہ اور مدینہ واقع ہیں۔ وحدت۔ اکیلا ہونا۔ ترجمہ۔ عراق کا راستہ پُرامن ہے اور حجاز کا راستہ بھی کھُلا ہے۔ (میں اس طرف کو چلا جاؤں گا مجھے کسی رفیق سفر اور رہنما کی ضرورت نہیں) میری تنہائی ہی رفیق راہ ہے۔ اور تقدیر میری رہنما ہے۔ (۲۷) عوری۔ عریاں شدن۔ جوع۔ بھُوک۔ قوت خوراک۔ تسلیم۔ اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دینا۔ مان لینا۔ رضا۔ خداوند کریم کی طرف سے خواہ تکلیف پہنچے یا خوشی ہر حالت میں راضی رہنا۔ ترجمہ۔ میرا عریاں ہونا ہی میرا لباس ہے۔ اور میری بے ہنری ہی میرا سرمایہ ہے اور بھوک ہی میری غذا ہے۔ تسلیم میری رہنما اور رضا میری رفیق سفر ہے۔ تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس۔ یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں الٹا سیدھا۔ (۲۸) اگر کوئی راستہ کا طے کرنے والا چوپایہ (گھوڑا۔ گدھا وغیرہ) میرے پاس نہیں۔ تو نہ سہی۔ خدا نے راستہ طے کرنے کے لئے مجھے دو پاؤں دیئے ہیں۔ (۲۹) دوسرے مصرعہ میں وگر کی بجائے مگر چاہیئے۔ ترجمہ۔ اگر ہر ایک قدم پر ہزار ہا چور بھی ہوں۔ تو مجھ سے مکر و فریب کر کے سوائے میرے اور کیا چرا لیں گے یعنی مجھ کو لے لیں ورنہ میرے پاس کوئی زمین ہے اور نہ ہی اونٹ گائے یا گدھا میری ملکیت میں ہے۔ (۳۱) سقر۔ دوزخ۔ ترجمہ۔ اگرچہ سفر دوزخ سے کسی طرح کم نہیں۔ لیکن اب شہر باشی میرے لئے دوزخ سے بھی ہزار درجہ بڑھی ہوئی ہے (السفر سقر ولو کان میلاً)۔ (۳۲) کالا۔

Marfat.com

مال و اسباب۔ ترجمہ۔ اب اس کے بعد میں خشکی اور تری کی تجارت کی غرض سے سفر کروں گا خدا کے فضل و کرم سے میرے پاس سرمایہ ہے۔ اور میرا ہُنر (شاعری) میرا مال و متاع ہے) (۳۳) **خاور** ۔ مشرق۔ **باختر** ۔ مغرب (برعکس۔ شمال۔ فرودین۔ جنوب)۔ **ترجمہ** ۔ اب سے دو سال پہلے تو نے مجھے ممالک مشرق میں دیکھا تھا۔ اب آئیگا۔ دو سال بعد تو مجھے ملک مغرب میں دیکھے گا۔ (۳۴) **فال و فر** ۔ رعب و دبدبہ۔ شان و شوکت۔ جاہ و تجمل (سعادت و میمنت شان و شوکت)۔ ترجمہ۔ میں سورج کی طرح مشرق و مغرب کا سفر کروں گا۔ تاکہ اس سفر سے میری شوکت و سعادت بڑھ جائے۔ (۳۵) جب میرے دل کی گرہیں (دلی مقاصد) ملک شیراز میں نہیں کھلتیں (حل نہیں ہوتے) تو پھر مجھے کاشغر کی طرف چلا جانا چاہیئے (۳۶) **فرود آمدن** ۔ نیچے اُترنا۔ گر پڑنا۔ ترجمہ۔ ایک گھر (ممدوح کے) لوگوں کی طرح اگرچہ کانو خاندان والے احسان کرنے کو تیار ہیں۔ مگر وہ گھر میرے سر پر گر پڑے اور میں مر جاؤں تو بہتر ہے (یعنی میں کسی اور کا احسان اٹھانا نہیں چاہتا) صـ۳ (۳۷) اگر روشنی سے بچنے کی وجہ سے میں رات اور دن سے گریز کر دوں تو پھر کیا مجھے سورج اور چاند کا احسان اُٹھانا چاہیئے۔ (۳۸) میں ایسی جگہ چلا جاؤں گا۔ جہاں کہ صبح اور شام سورج اور چاند کی روشنی ہی میرے سر پر نہ پڑے۔ (۳۹) **روزگار بسر آمدن** ۔ مر جانا۔ ترجمہ۔ جب زمانہ کے صدر کا زمانہ ختم ہو گیا (وہ مر گیا) تو مجھے بھی مر جانا ہی چاہیئے۔ (۴۰) **دخت** ۔ دختر کا مخفف ہے ترجمہ۔ نہ ہی میں کمال میں اس سے (صدر زمانہ سے) زیادہ ہوں۔ اور نہ ہی حسن و جمال میں اس سے بڑھا ہوا ہوں۔ اور نہ ہی ویسا میرا قبیلہ اور اہل و عیال ہے۔ (۴۱) **پیکر** ۔ جسم۔ شکل۔ ترجمہ۔ اگر میرے جسم کا ایک ایک ٹکڑا علیحدہ علیحدہ کر دیں۔ تو بھی اس کا غم میرے دل سے نہیں نکل سکتا۔ (۴۲) **عروق** ۔ جمع عرق۔ ایسی رگیں جن میں خون ہوتا ہے۔ ترجمہ۔ اس کے احسان نے خون کی طرح میری رگوں میں جگہ کر لی ہے (اس کا احسان میرے رگ و ریشہ میں سمایا ہوا ہے) اگر اس پر کسی دوسرے خون کا اضافہ ہو۔ تو وہ اس لائق ہے کہ نشتر سے نکال ڈالا جائے۔ (۴۳) **سرنوشت** ۔ تقدیر۔ خطر۔ نقصان ضرر۔ ترجمہ۔ دو آدمیوں کی محبت نے مجھے فارس میں مقید کر دیا ہے۔ اور ان دونوں تقدیروں سے ہزارہا خطرے مجھے حاصل ہیں (ممدوح کو اپنی تقدیر کہہ رہا ہے۔ یعنی میری قسمت ان سے متعلق ہے۔ (۴۴) ان کی محبت نے مجھے نہیں چھوڑا کہ میں

Marfat.com

کسی طرف منہ کروں۔ حتیٰ کہ میری جان غم و رنج کے دریا میں غرق ہوگئی (یعنی میری تکلیف کا باعث ان کی محبت ہوئی) روز بہیچ روئے۔ صحیح۔ روز بہیچ سوئے۔ (۴۵) سپر۔ ڈھال جس سے تلوار وغیرہ کا وار روکا جاتا ہے۔ ترجمہ۔ پہلے ان دو شخصوں میں سے جناب معتمد دولہ ہیں۔ جن کا آستانہ حوادث کی تلوار کے سامنے میرے لئے ڈھال کا کام دیتا ہے (ان کی حمایت میں میں حوادث سے محفوظ رہتا ہوں)۔ (۴۶) دوسرے میرے آقا اسد اللہ خاں سخی ہیں۔ جن کی محبت کی حمایت سے مجھے شیر نر بھی نہیں پھاڑ سکتا۔ (۴۷) ان دو سے زیادہ مجھے لطف و عطا کی امید نہیں کیونکہ میری قابلیت اس سے زیادہ کی نہیں۔ (۴۸) ذوالریاستین۔ دو ریاستوں کا مالک۔ شمر۔ حوض۔ پانی کا گڑھا۔ ترجمہ۔ مجھے دو ریاستوں کے مالک کے ساتھ بھی گفتگو کرنے کی طاقت نہیں کیونکہ وہ ناپیدا کنار دریا مجھے حوض کے برابر بھی خیال نہیں کرتا۔ (۴۹) میں نے اس کی تعریف میں ستر شعر لکھے لیکن اس نے میرے ستر شعروں کے عوض میں ایک تعریف و آفرین بھی نہ کہی۔ (۵۰) اوخ۔ کلمہ تاسف۔ کساد بازاری۔ غیر مروج ہونا۔ بازار کا مدھم اور ماند ہو جانا۔ ترجمہ۔ افسوس کہ اب فضیلت کی جنس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ ورنہ میرے اشعار کی نقدی سونے چاندی سے بھی زیادہ رائج تھی۔ (۵۱) میں خدا کا شکر یہ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرونگا۔ اس لئے خدا کی وجہ سے نعمت میں اور نبی کی وجہ سے عظمت و عزت میں اضافہ ہوگیا۔ (۵۲) میں بیان کے ملک کا بادشاہ ہوں۔ اسی لئے قسم قسم کے الفاظ میرے پاس جمع ہیں۔ (۵۳) میری کمر پر ایسی شکایات کا طومار لدا ہوا ہے (یعنی مجھے ممدوح سے جو شکایات ہیں) وہ اثر میں ہزار ہا تلواروں کے زخم سے بھی بڑھ کر ہیں۔

قصیدہ ۲

بڑے امیر میرزا تقی خاں مرحوم کی تعریف میں

(۱) جوئبار۔ ایسی جگہ جہاں بہت نہریں ہوں۔ مرغزار۔ چراگاہ۔ ترجمہ۔ شاید کہ نہروں کے اطراف سے بہشت کی نسیم چلی ہے۔ کہ چراگاہوں سے جو ہوا آتی ہے۔ اس میں کستوری کی خوشبو پائی جاتی ہے۔ (۲) زمین اور اینٹوں پر سبز کھیتیاں پھوٹ نکلی ہیں۔ کھیتیاں کیا ہیں (بالکل) بہشت ہی ہیں۔ دس نہیں۔ سو نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔

Marfat.com

۴۔ نائے۔ بانسری۔ گلا۔ آواز گلو۔ زنگ یا زنگلہ۔ گھنٹیاں۔ گھنگرو۔ چکارک۔ چڑیا سے ذرا بڑا جانور ہوتا ہے۔ جیسے ہندی میں چل یا چنڈول کہتے ہیں۔ اور عربی میں قبرہ۔ بعض اوقات اس کے معنی سرخاب کے بھی آتے ہیں۔ جیسے ہندی میں چکوا چکوی کہتے ہیں۔ تذرو۔ چکور ہزار یا ہزار داستان۔ بلبل۔ چنگ۔ سارنگی۔ پنجہ۔ ترجمہ۔ چکاوک۔ کلنگ۔ چکور۔ اور بلبلوں نے اپنے پنجوں سے سارنگیاں باندھ رکھی ہیں۔ اور اپنے گلے میں گھنٹیاں لٹکا رکھی۔ زیر۔ آواز پست۔ باریک سُر۔ بم۔ اُونچا سُر۔ (۴) فاختہ نے اپنی آواز سے سینکڑوں ہی تانیں پیدا کردی ہیں۔ اور اس طرح راگ گا رہی ہے۔ جیسے تاروں میں سے اونچے نیچے سُر کی آوازیں نکلتی ہیں۔ ۵۔ بسُد۔ مرجان۔ مونگا۔ ژالہ۔ اُس کے قطرے۔ اولے۔ ترجمہ زمین سے اس طرح کا گُل لالہ اُگ رہا ہے۔ جیسے مرجان کے پیالے ہوں۔

۶۔ ہمہمہ۔ شور و غوغا۔ آواز شیر۔ زمزمہ۔ نغمہ۔ راگ۔ ترجمہ۔ کیا چکور اور کیا سارس سب نے درخت سرو کی شاخوں پر بیٹھ کر ایک شور مچا رکھا ہے۔ اور (اپنا اپنا) راگ الاپ رہے ہیں۔ ۷ و ۸۔ بہار۔ گل نارنج۔ شقیق۔ گل لالہ۔ شمامہ۔ خوشبودار پھول۔ جنگلی خربوزہ جو خوشبودار ہوتا ہے۔ جسے ہندی میں کچری اور پنجابی میں "چبٹر" کہتے ہیں۔ خجستہ سیارک یہاں مُراد عمدہ پھول سے ہے۔ اراک۔ پیلو کا درخت۔ عرار یا عرعر۔ سرو کو ہی فیضی ؎

در چشم باغبان نشو و قدر او بلند گر از درخت گل گذرد شاخ عرعرم

ترجمہ۔ چونکہ نہروں کے اطراف میں ایک دوسرے کے سامنے گل نارنج۔ بنفشہ۔ گل لالہ۔ شگوفے۔ شمامہ۔ دستنبو۔ سیندھی۔ کچری۔ خجستہ۔ ایک زرد رنگ کا پھول جس کا اندرونی حصہ سیاہ ہوتا ہے۔ اور اس کو ہمیشہ بہار بھی کہتے ہیں۔ شمامہ۔ عمدہ پھول۔ پیلو۔ اور سرو پھوٹ نکلے ہیں۔ اس لئے بہشت کی نسیم دماغوں میں سما رہی ہے۔ ۹۔ ہر طرف سے مست (جھومتے جھامتے) آ رہے ہیں (اس حالت میں کہ) پیالے ہاتھوں میں لئے ہوئے ہیں (اور شرابیوں نے اتنی شراب پی ہے کہ) شرابیوں کے مغز سے شراب نے خمار دُور کر دیا ہے ۱۰ ترجمہ۔ بادلوں کے ترشح سے پانی پر بُلبلے اُٹھ رہے ہیں۔ اور آبشاروں میں پانی اس طرح رواں ہے۔ جس طرح چاندی کی نہریں چل رہی ہوں۔ ۱۱۔ مقری۔ قاری۔ قرآن شریف کو باقاعدہ حروف کی ادائیگی سے پڑھنے والا۔ ترجمہ۔ باغ کے سرو کی شاخوں پر قمریاں بیٹھی (گا رہی ہیں) جس طرح کہ عمدہ پڑھنے والے (خوش الحان) قاری سبز میناروں پر بیٹھے

Marfat.com

قرآن شریف پڑھ رہے ہوں۔ (۱۲) ہزارہا بلبلوں نے اکٹھی ہو کر پھولوں کی شاخوں پر بیٹھ کر
انتظار کی تکلیف (جو انہیں پھولوں کا انتظار کرنا پڑا) کا گلہ کرنے کے لئے ایک شور مچا
رکھا ہے۔ (۱۳-۱۴) شمال۔ باد شمال۔ وہ ہوا جو شمال کی طرف سے چلے۔ رحال
کجاوے۔ اصل۔ جڑ۔ فروع۔ فرع۔ شاخ۔ عقال۔ وہ رسہ جس سے اونٹ کا گھٹنا
باندھ دیتے ہیں۔ کہ کہیں آوارہ نہ پھرے۔ ترجمہ۔ پھلدار درختوں نے بوجھ اُٹھانے والے
اونٹوں کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے قطاریں اور صفیں باندھ رکھی ہیں۔ باد شمال ان کی
ساربان ہے۔ بادل ان کے کجاوے ہیں۔ ان کی جڑیں ان کے زانو بند ہیں۔ اور ان کی شاخیں
ان کی مہاریں ہیں۔ (۱۵) ایسی عمدہ بہار میں جبکہ زمین بھی عنبر کی خوشبو جیسی ہو رہی تھی۔ میرا
دل اور ایمان ایک معشوق نے لوٹ لیا (افسوس) (۱۶) معشوق کیسا تھا۔ کسی عاشق کا
متلاشی تھا۔ طبیعت میں نرمی تھی۔ سُرخ لب تھا۔ گل لالہ جیسے سُرخ منہ والا تھا۔ نرم دل
تھا۔ باریک بالوں والا تھا۔ بال کیا تھے۔ کستوری کے تار تھے (۱۷) تحجبہ۔ پوشیدہ کرنا
طبلہ۔ ڈبہ۔ غالیہ۔ اوبٹنہ۔ ذو الفقار۔ حضرت علیؓ کی تلوار جس کے لغوی معنی مہرہ
پشت کے توڑنے والی۔ فقرہ۔ مہرۂ پشت کو کہتے ہیں۔ ترجمہ۔ اس نے اپنی زلفوں میں
ہزارہا مرکب خوشبوؤں کے ڈبے چھپا رکھے تھے۔ اور اپنی پلکوں میں کاٹنے والی
تلواروں کو عاریتہً لیکر باندھ لیا تھا۔ (۱۸) ایسا معشوق تھا۔ کہ جس کی عمر چودہ سال تھی۔
اور جس کے جمال سے بہشت اور بہار بھی شگفتہ تھی (۱۹) ماہ نخشب۔ نخشب ایک حکیم کا
نام ہے۔ جسے ابن عطا بھی کہتے ہیں۔ اس نے سحر کی مدد سے ایک چاند بنایا تھا۔ جس کی روشنی
تقریباً اٹھارہ میل تک جاتی تھی۔ ترجمہ۔ اس کے لبوں پر شہر کے دو برتن بندھے تھے
اور اس کے دونوں رخسار ابن عطا کے چاند تھے۔ اس کی رات جیسی سیاہ زلفوں نے
اپنے تاروں میں ملک تاتار (جہاں کی کستوری ہوتی ہے) چھپا رکھا تھا (۲۰) سہیل۔
ایک ستارہ کا نام ہے۔ نبیذ۔ انگوری شراب۔ عُقار۔ محض شراب خواہ کسی قسم کی ہو۔
ترجمہ۔ اس کا چہرہ حسن کا سہیل تھا۔ جس کا آسمان میری دونوں آنکھیں تھیں (یعنی میری
آنکھوں میں سمایا ہوا تھا) انگوری شراب۔ اور اس کے علاوہ دوسری شرابیں بھی اس کی
محبت میں مست تھیں۔ (۲۱) میں تجھے کیا بتاؤں کہ کل وہ کس طرح ناز و انداز سے باہر
نکلا۔ اور شرابیوں کی طرح میرے گھر میں آگھسا۔ (۲۲) ہاتھ میں ایک سُرخ شراب کی صراحی

Marfat.com

لئے ہوئے تھا (وہ ایسی شراب تھی) کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی کہیں بانسری میں گر پڑے تو اس کے بند بند سے شرارے نکلنے لگیں۔ (۲۳) وہ دماغ اور سر میں دوڑ جانے والی تھی۔ اور دل و جگر میں اثر کرنے والی تھی۔ جس طرح کہ خشک گھاس پھونس میں آگ لگ جائے (۲۴) مجھے اس نے بڑے انداز سے کہا۔ کہ کیا تجھے شراب پینے کی خواہش ہے۔ میں نے اُسے کہا۔ کہ کیقباد کی یاد میں لاؤ اور پہلاؤ۔ (۲۵ و ۲۶) اے میرے عزیز معشوق آج یہ بات مبارک ہے۔ کہ ہم جمشید کی یاد میں شراب پئیں۔ کیونکہ جم کی سلطنت نامور صدر بزرگ اور منصف امیر کہ جس نے بڑے بڑے مضبوط قلعوں (فتح کیا ہے) کے دروازے کھولے ہیں۔ مضبوط اور منتظم ہو گئی ہے۔ (۲۷) شقی۔ بدبخت۔ تقی۔ متقی پرہیزگار۔ ممدوح کا نام بھی ہے۔ ترجمہ۔ بدبخت ظالم کی بجائے با انصاف تقی متمکن ہوا ہے (جس پر) کہ پرہیزگار مومن بھی فخر کرتے ہیں۔ (۲۸) یسار۔ بایاں ہاتھ۔ دستِ چپ۔ فراخی۔ خوشی۔ یمین۔ دایاں ہاتھ۔ دستِ راست۔ قسم۔ ترجمہ۔ بادشاہ کا بڑا امین اور امیر ہے اور بادشاہ کا دایاں بایاں ہاتھ ہے (مدار المہام ہے) جس نے اپنے عمدہ انتظام کی وجہ سے بادشاہ سے خراج تحسین حاصل کر کے) بادشاہ کی تحسین و آفرین سے اپنے سر کو کئی بار آسمان سے لگایا ہے (بادشاہ کی آفرین سے کئی ایک بار عزت حاصل ہوئی ہے)۔ (۲۹) اتابک۔ شہزادوں کا اتالیق۔ امیر۔ ترجمہ۔ وہ با عزت اور برگزیدہ صدر ہے۔ اور باشان و شوکت بزرگ سردار ہے۔ شاہ عجم کا اتالیق ہے۔ اور بڑے بڑے نامور بادشاہوں کا امین ہے۔ (۳۰) معین۔ مددگار۔ ضمین۔ ضامن ترجمہ۔ ملکوں کا فتح کرنے والا امیر۔ اور بادشاہ کے ملک کو امن میں رکھنے والا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا مددگار اور رزق کھانے والے (دنیا) کا ضامن ہے۔ (۳۱) قوام درستی۔ عماد۔ ستون۔ عیار۔ خالص ہونا۔ ترجمہ۔ شان و شوکت کی درستی اُسی سے ہے اور عزتوں کا وہ ستون ہے۔ انتظام کا دار و مدار اُسی پر ہے۔ اور اعتبار کا خلوص اُس کی ذات ہے۔ (۳۲) قصور۔ جمع قصر۔ محل۔ ایوان۔ مسدّد۔ مضبوط کنندہ۔ ثغور۔ ثغر سرحد۔ ممہد۔ تمہید۔ بچھانا۔ ہموار کرنا۔ اچھا کرنا۔ عمدہ بنانا۔ ترجمہ۔ محلات کی تکمیل کرنیوالا سرحدوں کا مضبوط کرنے والا۔ کاموں (بندوبست) کا عمدہ کرنے والا اور ملکوں کو با انتظام بنا دینے والا ہے۔ (۳۳) شریروں کا مارنے والا۔ قیدیوں کو رہا کر دینے والا غریب کا خزانہ

Marfat.com

اور کاموں کا منتظم کر دینے والا ہے۔ (۳۴ و ۳۵) **خطیب**۔ ممبر پر خطبہ پڑھنے والے۔ خطباء ادیب۔ قابل آدمی۔ **اریب**۔ بڑے بڑے آدمی۔ **لبیب**۔ دانا
ترجمہ۔ ہر شہر اور ہر مکان، ہر زمین اور ہر وقت۔ خطباء۔ ادیب۔ بڑے بڑے آدمی اور دانا لوگ۔ قریب کے رہنے (اور دور کے رہنے والے) مسافر چھوٹے بڑے سب شکر گذاروں کی طرح اس کی تعریف کرتے ہیں۔ (۳۶) **مہد**۔ گہوارہ۔ **قماط**۔ وہ کپڑا جس میں نوزائیدہ بچے کو لپیٹتے ہیں۔ اور جسے "غنڈک" بھی کہتے ہیں۔ ترجمہ۔ اس کے عہد میں شیر خوار بچے بھی اپنے گہوارں اور کپڑوں میں خوشیاں منا رہے ہیں۔

(۶)۔ (۳۷) بادل کے سے ہاتھ والا (سخی) دریا دل۔ خوشخو اور فراخ سایہ والا ہے۔ اس کی طینت میں فخر اور عزت خمیر کی گئی ہے (۳۸) **فرہی**۔ شان و شوکت۔ فتحمندی۔ ترجمہ۔ اس نے اپنی عقل کی مدد سے بادشاہ کے ملک کی شان دوبالا کر دی ہے۔ اور ملک تمام مکروہات سے خالی اور بری ہو گیا ہے (۳۹) بادشاہ کا مددگار۔ امین۔ اور دار المہام ہے۔ جیسے کہ بادشاہ کی دُور بین عقل نے بڑے بڑے آدمیوں میں سے انتخاب کیا ہے (۴۰) وہ نالائقوں کی جان کے لئے پیامِ مرگ اور کمینوں کے خرمن کا جلا دینے والا حاصل سوز ہے۔ مفلسوں کی رُوح کیلئے خوشی اور رنجیدہ لوگوں کے دل کی مسرت کا باعث ہے (۴۱) **جبان**۔ بُزدل۔ نامرد۔ گیر و دار پکڑ دھکڑ۔ لڑائی۔ جنگ۔ ترجمہ۔ اس کے غصہ کے وقت زمین و آسمان میں اس طرح تپش پیدا ہو جاتی ہے (ان کے اوسان جاتے رہتے ہیں) جس طرح کہ جنگ کے خوف سے بُزدل آدمیوں کے ہوش اُڑ جاتے ہیں۔ (۴۲) بادشاہ تیرا مرہونِ منت ہے۔ اور جہاں تیری آستین میں ہے۔ (قبضہ میں ہے) اور تیرے دائیں ہاتھ سے ہر شخص کو (مال و دولت) فراخی حاصل ہوتی ہے (۴۳ و ۴۴) ہفت خط۔ ہفت اقلیم۔ ترجمہ۔ ساری دنیا۔ اور چار جہات میں۔ ہر شہر اور ہر ملک میں بے شمار بڑے بڑے آدمی منشی۔ عقلمند اور باخبر لوگ۔ وزیر و امیر۔ مشیر سلطنت اور ملک کے مشار الیہ تیرے جان نثار ہیں۔ (۴۵) **محک**۔ کسوٹی۔ دو سال سے بھی کہ عرصہ گذرا کہ تیری عقل کسوٹی کی ایسی فکر نے ہر ایک شخص کی جان کی نقدی کو پرکھ لیا ہے۔ داز نقد عیار لبسنگ زدن۔ کسوٹی پر کس کے کھرا کھوٹا جانچنا (۴۶) اپنی مکمل عقل اور خدا کے فضل و کرم سے تمام کے ہاتھ سے تو نے عنان اختیار لے لی۔ (۴۷) تیری عزت اور عقل سے تیرے کام اور رتبہ اس قدر بلند ہوا۔ کہ تیرا عہد عمدہ عہد مانا گیا۔ (۴۸) مُلک اور دین کے

Marfat.com

دشمن کی کیا طاقت کہ وہ لڑائی کا ارادہ کر سکے۔ کہ تو نے ہر ایک زمین میں ان کی لاشوں کی ہزارہا قبریں بنا دیں۔ (سب فنا کر دیئے ہیں)۔ (۴۹) دوستوں کی تو نے عزت کی۔ اور بخیل کو ذلیل کیا۔ دونوں کے لئے تو نے کیا۔ تخت اور پھانسیاں بنائی ہیں۔ (۵۰) تو نے ظلم کا دروازہ بند کر دیا۔ اور فتنہ و فساد کا راستہ روک دیا۔ اور عدل کے پانی سے دین کے چہرے سے (ظلم و تعدی) کے غبار کو دھو ڈالا۔ (۵۱) تو نے بادشاہ کے دارالخلافہ میں فوج اس قدر بڑھا دی ہے۔ کہ پیادہ اور سوار کی دو ماہ کے راستہ جتنی صف کھنچتی ہے (۵۲) تو نے اپنی مضبوط عقل کی کوشش سے ملک اور مذہب کے گرد لوہے کی توپوں کا ایک آہنی قلعہ کھڑا کر دیا ہے۔ (۵۳) تف۔ گرمی۔ بخار۔ آب دہن۔ تھوک۔ ترجمہ: قلعہ شکن اور صفوں کو درہم برہم کرنے والی (توپیں) ہیں۔ جب ان کے منہ کا تھوک (گولیاں بارود) نکلتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیو کے گلے سے کوئلہ برسانے والے شرارے نکل رہے ہیں۔ (۵۴) اس کے پیٹ کی سیاہ چیونٹیاں (گولیاں۔ بارود) بھی اپنا چہرہ سرخ کر لیتی ہیں۔ ان چیونٹیوں کا چہرہ کیا ہے۔ موت کا پیام ہے۔ اور چیونٹیاں کیا۔ وہ تو سانپوں کا ایک گروہ ہے۔

(۵۵) اس میں کے تمام چیونٹے سرخ منہ والے سانپ بن جاتے ہیں۔ جو اس کے گلے سے اس طرح کودتے ہوئے نکلتے ہیں۔ جیسے سانپ اپنے غاروں سے نکلیں۔ (۵۶) میں نے ایسا اژدہا کبھی نہیں دیکھا۔ جس کا دل آگ بنا ہوا۔ اور جسم لوہے کا ہو۔ اور جو دشمنوں میں سانپوں ہی سے ہلاکت لا ڈالے (۵۷) ذوالخمار۔ ایک متشبد کا نام ہے۔ جو اپنے منہ پر چادر رکھا کرتا تھا۔ ترجمہ (جب وہ توپیں چلتی ہیں) تو نہ ہی کسی کو عدل و انصاف کا ہوش رہتا ہے اور نہ ہی مذہب کا۔ بلکہ ذوالخمار کے مغز میں بھی ظلم اور تعدی کا خمار چڑھ جاتا ہے (یعنی ذوالخمار بھی باوجود اس قدر متشبد ہونے کے ان کی زد سے نہیں بچ سکتا) (۵۸) حکومت اور مذہب کو ایک لڑی میں پرو دیا ہوا دیکھ۔ کہ ان کی کیسی عمدہ چمک ہے (اور اس طرح وہ منظم ہیں) کہ تانے بانے کی طرح ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو سکتے (۵۹) خمار۔ گدھا۔ فسار۔ باگ ڈور۔ گھوڑے یا گدھے کے باندھنے کا رسہ۔ ترجمہ خبردار اب وہ زمانہ گذر چکا ہے۔ جبکہ باغوں کے گل و یاسمن میں (معشوقوں کی بجائے) گدھے رسے توڑ کر بھاگے پھرا کرتے تھے (بدنظمی کا زمانہ ختم ہو گیا)۔ (۶۰) (اے امیر) میری اس طرح پرورش کر۔ کہ بندے کے شعروں سے جہان میں تیری ایک عمدہ یادگار قائم ہے۔

Marfat.com

(۶۱) آبیار۔ کسان۔ دہقان۔ ترجمہ۔ (میرے اشعار میں اس قدر روانی ہے) کہ اگر پانی کی بجائے میرے اشعار کو باغ میں لے جائیں۔ تو کسان پانی کے فکر او محنت سے رہا ہو جائیں۔
(۶۲ و ۶۳) مہرگاں۔ خزاں کے مہینے کا نام ہے جب آفتاب برج میزان میں ہوتا ہے سوسمار۔ گوہ۔ جیسے عربی میں ضب کہتے ہیں۔ قرن۔ لمبی مدت۔ تیس سال۔ سو سال۔ اور بعض کے نزدیک اسی سال ہے۔ ترجمہ۔ ہمیشہ جب تک موسم خزاں میں ماہ مہرگاں کی ہوا سے جہاں رنگ و بو سے سوسمار کی پیٹھ کی طرح گنجہ ہو جائے (تب تک) تو خوش حال رہے۔ اور تیری عمر ہزار ہا سال ہو۔ اور تیرے خیال میں ہر ایک دل میں ایک نوبہار شگفتہ رہے۔

قصیدہ نمبر ۳

خاتم انبیا حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں

(۱) توحید کے فرشتہ نے میرے ہوش کے کانوں میں آواز سنائی دی۔ کہ اے جوانمرد جوانی کے ایام میں اپنے اوقات کو ضائع نہ کر۔ (۲) اس کے بعد میں تنہائی کے گوشہ میں آرام سے بیٹھا رہوں گا۔ میں کہاں اور شراب خانے مستی اور جام شراب کہاں۔ (۳) جب میں وحدت کی بنسری کے نغمے سن سکتا ہوں۔ تو میں سارنگی اور رباب کی آواز پر کیوں کان لگاؤں (۴) اے قضا و قدر کے فاصیو۔ میرا منہ اس خطا کاری کی زمین سے موڑ دو۔ اور اے دین کے ہادیو۔ نیکی کے گھر کی طرف میری رہنمائی کرو (۵) آز۔ لالچ۔ جیفہ۔ ناپاک۔ مردار۔ نجس۔ کلاب۔ جمع کلب۔ یعنی کتا۔ ترجمہ۔ میں اپنی طبیعت کے جال میں پھنس کر کب تک لالچ سے دانے چگتا رہوں۔ (یعنی کب تک نفس امارہ کا کہا مانتا رہوں) اور کب تک دنیا کے مردار پر کتوں کی طرح مائل رہوں گا۔ حدیث شریف
(۶) اذکان الغراب۔ مخفف ہے۔ اذکان الغراب دلیل قوم۔ سیہدیہم طریق الھالکینا۔ یعنی جس قوم کا کوا رہنما ہو۔ تو ان کی کسی ہلاکت خیز مقام ہی کو رہنمائی کرے گا۔ کوے کو بالعموم عرب منحوس جدائی ڈالنے والا کہتے ہیں۔ چنانچہ قیس بن ذریح کا شعر ہے۔ لقد نادی الغراب ببین لبنی وطار القلب من حذر الغراب۔ کوا لبنی (معشوقہ) کی جدائی کی خبر دیتا ہے۔ اور میرا دل اس کوے کے ڈر سے اڑا جاتا ہے۔ ترجمہ۔ میں نفس سرکش کو اپنا ہادی منتخب کرتا ہوں۔ اگرچہ

Marfat.com

میں نے سینکڑوں دفعہ یہ شعر — اذکان الغراب الخ سُنا ہے۔ (۷) نیکنامی سے میرے سر پر کیا مصیبت آئی ہے۔ کہ اس وقت میں بوڑھے اور جوانوں میں بدنامی کا سہرا باندھوں ۔ (۸) مجھے خدا اور اپنے آپ سے شرم آنی چاہیئے۔ آخر کب تک میں بُرے افعال کی وجہ سے اپنی رُوح کو عذاب میں رکھوں گا (۹) **پیغارہ** ۔سرزنش۔ ملامت۔ بُرا بھلا کہنا۔ **ذباب** مکھیاں۔ ترجمہ۔ میں آفتاب ہوں۔ میں اپنی جان کو ہلال کی طرح کیوں گھٹاؤں۔ اور میں شہباز ہوں۔ مکھیوں سے کیوں سرزنش برداشت کروں۔ یعنی خدا نے مجھے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔ مجھے اس کا خاص خیال رکھنا چاہیئے (۱۰) **خرگاہ** ۔خیمہ۔ **طناب** ۔ رسہ ترجمہ۔ میں جو اپنی عقل کا خیمہ آسمان پر لگا سکتا ہوں۔ تو پھر کس نے خیمے کی میخ کی طرح اپنی جان کے گلے میں رسہ ڈالوں (۱۱) شیطان میرا خون گرانے والا (دشمن) ہے۔ اور تعجب کی بات ہے۔ کہ میں اُسی طرف بھاگتا ہوں (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ) میں حساب کے دن اور قیامت کی پرسش سے غافل ہوں۔ یعنی میں شیطان کے پھندے میں اس طرح پھنسا ہوا ہوں۔ کہ مجھے پرسش آخرت کا کوئی خیال نہیں ہے (۱۲) میں اپنی جان کے پرندے کو کب تک (گناہوں کے) پنجرے میں قید رکھوں اور اپنی توفیق کے چہرے کو کب تک (معصیت کے) نقاب میں چھپائے رکھوں (۱۳) **تعمیر** ۔عمارت بنانا۔ آباد کرنا۔ **تخریب** ویران کرنا۔ خراب کرنا۔ ترجمہ۔ کب تک میں دُنیا کے آباد کرنے اور دین کے خراب کرنے میں کوشاں رہوں گا (اور اس وجہ سے) کب تک اپنی جان کو مصیبت میں ڈالے رکھوں گا (۱۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ انسان دُنیا میں ایک کمزور ہستی ہے۔ جس کا مطلب یہی ہے۔ کہ (انسان) موت کے لئے پیدا ہوا ہے اور خراب ہونے کے لئے بنا ہے سے

لہ ملک ینادی کل یوم ۔ لدو للموت وابنوا للخراب ۔ ھی الدنیا اقل من القلیل ۔ و عاشقھا اذل من الکلاب

(۱۵) **عرضہ داشتن** ۔پیش کرنا۔ بغرض معائنہ۔ **مستطاب** ۔جس سے خوشی طلب کی جائے۔ مرجع مسرت۔ ترجمہ۔ اس کے بعد میں اپنے کاروبار میں اتنا منہمک نہیں ہونگا۔ بلکہ اپنا تمام کاروبار مرجع مسرت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا کرونگا (۱۶) **توقیع** ۔نشان کردن۔ دستخط بادشاہ۔ فرمان۔ طغرا۔ تحریر۔ فرمان پادشاہی۔ ترجمہ۔ وہ دنیا کی پرکار کا مرکز ہیں۔ اور وجود کی پرکار کا خط ہیں۔ سخاوت کے آسمان کے قطب ہیں۔ اور مہتری کے فرمان کے دستخط ہیں۔ (۱۷) **ابوالقاسم** حضور کی کنیت ہے۔ ترجمہ۔ دُنیا کے سردار ابوالقاسم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

کہ جن کے وجود کے سامنے (بلندی مرتبہ کے لحاظ سے) آسمان بھی اس طرح ہے جس طرح سورج کے سامنے ذرّہ ہو (۱۸) آپ کی وہ پاک ذات ہے۔ کہ جن کے لئے سُورج بھی واپس آگیا۔ اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ آپ اُمّی (ان پڑھ) تھے۔ لیکن اُمّ الکتاب (قرآن شریف) کے حامل تھے۔ **تشریح**۔ دُنیا میں خلافِ عادت سُورج افقِ مغرب سے دوبارہ غروب ہو کر پھر واپس آیا۔ ایک بار تو حضرت سلیمانؑ کے لئے اور دوسری بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر قضا ہونے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق واپس آیا۔ معجزۂ شق القمر مشہور ہے۔ ان دونوں معجزوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نظامی ؎

اُمّی و گویا بزبان فصیح — از الف آدم و میم مسیح

(۱۹) اور آپ کی وہ ذات ہے۔ کہ جب کُفّار نے (معجزہ) دیکھنا چاہا۔ تو آپ کے ہاتھ کے کنکروں نے کلمۂ شہادت پڑھا۔ جس پر کُفّار نے کہا۔ کہ یہ تو عجیب چیز ہے۔ **تشریح**۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کُفارِ مکہ کو تبلیغ فرما رہے تھے۔ تو انھوں نے کہا۔ کہ اگر آپ سچے ہیں۔ تو ان پتھروں سے کہو۔ اگر یہ کلمۂ شہادت پڑھیں۔ تو ہم بھی مان جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہو گیا۔ (۲۰) چار حد۔ اربعہ عناصر۔ ہفت خط۔ ہفت آسمان۔ **شش حجاب** جہاتِ ستّہ۔ چھ طرفیں۔ **ترجمہ**۔ دو تو عالم کے راہنما جو ایک آنکھ جھپکتے ہیں۔ چار حد اور ساتوں آسمان اور شش جہات سے گذر گئے (معراج کی طرف اشارہ ہے) (۲۱) آفتاب کے جسم کا نور آپ کے منوّر دل ہی کی وجہ سے ہے۔ اور بادلوں کے ہاتھ میں جو پُونجی ہے۔ وہ آپ کے ہاتھ بادل کی سخاوت سے ہے۔ یعنی سُورج میں روشنی آپ ہی کی بدولت ہے۔ اور بادل بھی آپ ہی کے طفیل بارش برساتے ہیں۔ (۲۲) **ہفت دوزخ**۔ دوزخ کے سات حصے کئے گئے ہیں (۱) سقر (۲) سعیر (۳) لظی (۴) حطمہ (۵) جحیم (۶) جہنّم (۷) ہاویہ **ترجمہ**۔ آپ کے قہر کے انگارہ کے مقابلہ میں ساتوں دوزخ ایک چنگاری ہیں۔ اور آپ نے (سخاوت کرنیوالے) ہاتھ کے مقابلہ میں ساتوں دریا ایک بلبلہ ہیں۔ (۲۳) اگر آپ کا وجود مبارک ذات واجب (خدا تعالیٰ کی ذات) کو ظاہر نہ کرتا۔ تو ابد تک تقدیر کی طاقت (نیستی کے) پردہ ہی میں چھپی رہتی۔ **بیت** :-

جب کہ چاہا ذاتِ حق نے دیکھنا اپنا جمال — پردۂ احمدؐ میں آیا تا کہ رُسوائی نہ ہو

حدیث کنت کنزاً مخفیاً فاحببتُ ان اعرف فخلقت الخلق (میں ایک مخفی خزانہ تھا۔

Marfat.com

میں نے چاہا کہ میں بھی پہچانا جاؤں۔ تو میں نے دنیا (خلقت) کو پیدا کیا۔ اور دوسری حدیث شریف
میں ہے کہ اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے خداوند تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا)
(۲۴ و ۲۵) **ممکنات**۔ کائنات۔ موجودات۔ دنیا میں جو چیز موجود ہے۔ سہ **مولود**۔ موالید ثلاثہ۔
جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ **چار مام**۔ اربعہ عناصر۔ آگ۔ پانی۔ مٹی اور ہوا۔ **ہفت باب**
بالعموم ساتوں آسمانوں کو کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں چونکہ نُہ سپہر پہلے آچکا ہے۔ اس لئے ہفت باب سے
مراد ہفت اقلیم ہے۔ **نُہ سپہر**۔ سات آسمان عرش اور کرسی شامل کر کے نو کہتے ہیں۔ **تالی**۔ یا بعد۔
پیچھے آنے والا۔ **ترجمہ**۔ جو کچھ دنیا میں موجود ہے یہ نو آسمان۔ جہات ستہ۔ سات دوزخ۔ آٹھ
بہشت۔ **موالید ثلاثہ**۔ اربعہ عناصر اور ہفت اقلیم سب آپ کے وجود مبارک کے بعد ہی پیدا ہوئے۔
اَوَّلَ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (۲۶) ساری عمر آپ کے وجود مبارک سے کسی قسم کا صغیرہ یا کبیرہ
گناہ سرزد نہیں ہوا۔ (آپ معصوم تھے) کیونکہ آپ کے افعال تمام کے تمام حکم ربّی کے ماتحت
تھے۔ صد ۹ (۲۷) **بوالبشر**۔ حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہم السلام۔ **ترجمہ**۔ باوجودیکہ حضرت آدم
علیہ السلام سے خطا سرزد ہو گئی تھی۔ اگر تجھے یقین نہیں آتا۔ تو قرآن شریف سے "فَتَابَ"
پڑھ لے۔ حضرت آدم علیہ السلام جب گندم کا کھانا کھانے کی وجہ سے جنت سے نکالے گئے۔
تو آپ کو چند ایک کلمات خداوند کریم کی طرف سے ملے جو یہ تھے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا الخ
جس وجہ سے آپ کی توبہ قبول ہو گئی۔ قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے۔ فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ
کلماتٍ فتاب علیہ اِنَّہٗ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ یعنی آدم علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے
چند ایک کلمات ملے۔ جن کی وجہ سے ان کی توبہ قبول ہو گئی۔ تحقیق خدا توبہ قبول کرنے والا
مہربان ہے۔ (۲۸) **حشمت اللہ**۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لقب ہے۔ جس طرح موسےٰ
علیہ السلام کا کلیم اللہ ہے۔ **ترجمہ**۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے (جو خدا کی شان شوکت
کا ظہور تھے) خطا سرزد نہیں ہوئی۔ تو القینا علیٰ کرسیہ جسداً ثم اناب (ہم نے اس کی کرسی پر ایک
گوشت کا لوتھڑا ڈال دیا۔ تو آپ خدا کی طرف رجوع ہوئے۔ کیا ہے۔ سلیمان علیہ السلام کے
ننانویں حرم تھے۔ اور آپ کا خیال تھا۔ کہ ننانویں ہی لڑکے اگر میرے گھر ہو جاویں۔ تو کفار
سے لڑنے کے لئے گھر ہی کی فوج کافی ہو گی۔ مگر آپ نے انشاء اللہ نہیں کہا تھا جس وجہ
سے کسی ایک بیوی کے ہاں بھی لڑکا نہ ہوا۔ محض ایک کے ہاں گوشت کا لوتھڑا ہوا۔ اس
غصہ کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔ کہ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا

Marfat.com

عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ یعنی ہم نے سلیمان علیہ السلام کو آزمایا۔ اور ان کی کرسی پر ایک جسم لا ڈالا پھر انہوں نے خدا کی طرف رجوع کیا۔ (۲۹) رات دن غیبی فرشتہ سے یہ آواز بلند ہوتی ہے۔ کہ جو شخص آپ کے راستہ سے پھر گیا اس کا انجام بہت برا ہوا۔ (۳۰) ہر وقت عرش کے رہنے والے۔ (فرشتوں) سے یہ آواز آتی ہے۔ کہ جو شخص آپ کے فرمودہ راستے پر چلا اس کو جو کچھ حاصل کرنا تھا۔ اس نے کر لیا۔ (۳۱) بیم و امید کا مطلب آپ کی دشمنی اور دوستی ہی ہے۔ جن میں ایک (بغض) کا نام معصیت ہے۔ اور ایک (محبت) کا نام ثواب ہے۔ (۳۲) آدم علیہ السلام کی توبہ ہرگز خدا قبول نہ کرتا۔ اگر وہ آپ کی خدمت کے فیض سے سو بار فیض حاصل نہ کرتے۔ (۳۳) **انتساب**۔ نسبت والا ہونا۔ **جلیل**۔ بزرگ چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ اسلئے کہا گیا ہے۔ ترجمہ۔ نمرود کی آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کبھی گلستاں نہ ہوتی۔ اگر وہ آپ کی بزرگ نسبت سے نسبت کو تلاش نہ کرتے۔ یعنی جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں پھینک دیا تھا۔ تو وہ ہرگز سلامت آگ سے نہ نکلے اگر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت کا واسطہ نہ دیتے۔ قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰٓی اِبْرَاہِیْمَ وَاَرَادُوْا بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰہُمُ الْاَسْفَلِیْنَ (ہم نے آگ کو کہا کہ اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامت رکھنے والی ہو جا۔ کفار نے تو آپ سے فریب کا ارادہ کیا تھا۔ مگر ہم نے انہیں نیچا کر دکھایا)۔ (۳۴) **تیہ**۔ ایسا جنگل جس میں راستہ کا پتہ نہ چلے۔ **ضلالت**۔ گم ہو جانا راستہ بھول جانا۔ **لبیک**۔ میں تیرے سامنے حاضر ہوں۔ ترجمہ۔ موسیٰ علیہ السلام بھی ضلالت کے جنگل سے ہرگز باہر نہ نکلتے۔ اگر وہ آپ کی مہربانی کے طور سے لبیک (میں تیری مدد کے حاضر ہوں) کی آواز نہ سنتے۔ بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ تم ارض مقدس داخل ہو جاؤ۔ لیکن انہوں نے باوجود موسیٰ علیہ السلام کے کہنے کے یہ جواب دیا کہ فَاذْہَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَآ اِنَّا ھٰہُنَا قَاعِدُوْنَ (اے موسیٰ تو اور تیرا خدا جائے ہم یہاں بیٹھے ہیں) جس پر انہیں سزا دی گئی۔ کہ قَالَ اِنَّہَا مُحَرَّمَۃٌ عَلَیْہِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً یَتِیْہُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (خدا نے کہا کہ وہ بستی ان پر چالیس سال حرام کی گئی ہے یعنی چالیس سال اس میں داخل نہیں ہو سکیں گے۔ بلکہ زمین میں سرگشتہ اور حیران پھریں گے۔ تو اس فاسق قوم کا غم نہ کر۔ اس قوم کی طرف اشارہ ہے۔ (۳۵) **جودی**۔ وہ پہاڑ جہاں نوح علیہ السلام کی کشتی آکر ٹھہری تھی۔ کنعان حضرت نوح علیہ السلام

Marfat.com

کا لڑکا تھا۔ جو کفار کے ساتھ غرق ہو گیا۔ سعدی ؎

چو کنعاں را طبیعت بے ہنر بود　　　پیمبر زادگی قدرش نیفزود

ترجمہ۔ نوح علیہ السلام بھی اگر آپ کی سخاوت کے جودی (پہاڑ) پر لنگر انداز نہ ہوتے تو کنعان کی طرح ہرگز اس پانی کے طوفان سے بچ کر نہ نکلتے۔ (۳۶) ایاب۔ رجوع واپس کرنا۔ ترجمہ۔ اگر ایوب علیہ السلام آپ کی مہربانی کے چشمہ سے بدن نہ دھوتے۔ تو اس حالت سے پہلی حالت کی طرف کب رجوع کر سکتے تھے۔ ایوب علیہ السلام کو خداوند کریم نے آزمایا تھا۔ آپ کے تمام جسم میں کیڑے پڑ گئے تھے۔ لیکن اس حالت میں بھی آپ ثابت قدم رہے اور خدا کا ذکر کرتے رہے۔ قرآن شریف میں ہے ؎ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ ۔ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ٥ (اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کر جس وقت اس نے خدا کو بلایا اور کہا کہ اے خدا شیطان نے مجھے بہت تکلیف دے رکھی ہے۔ پھر خداوند کریم کا حکم ہوا کہ ؎ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ (کہ اپنی ایڑی زمین پر مار۔ یہ نہانے کی ٹھنڈی جگہ ہے اور پینے والا پانی ہے) آپ نے جس وقت زمین پر پاؤں مارا تو چشمہ نکل آیا جس پر نہانے سے آپ کا جسم پہلے جیسا ہی صحیح سالم ہو گیا۔ (۳۷) اگر عیسیٰ علیہ السلام آپ کے راستہ کی خاک سے پیشانی کا مسح نہ کرتے۔ تو قبول ہونے والی دعا کی طرح آسمان پر نہ چلے جاتے۔ ہمارا اعتقاد ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جب نصاریٰ نے آپ کو صلیب پر چڑھانا چاہا۔ تو آپ غائب ہو گئے۔ قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے کہ فَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ (انہوں نے انہیں (عیسیٰ علیہ السلام کو) یقینی طور پر قتل نہیں کیا۔ بلکہ اُسے تو خدا اپنی طرف اُٹھا کر لے گیا۔ (۳۸ و ۳۹) اعتصام۔ تمسک کرنا۔ چنگل مارنا۔ اقتراب۔ نزدیک ہونا۔ بطن۔ پیٹ۔ حوت۔ مچھلی۔ ترجمہ۔ یوسف علیہ السلام اگر آپ کی مہربانی کے دھاگے سے تمسک نہ کرتے (آپ کی مہربانی کے دھاگے پر پنجہ نہ مارتے) اور یونس علیہ السلام اگر آپ کے قرب کی درگاہ کی نزدیکی تلاش نہ کرتے۔ تو ابد تک یہ تو (یونس علیہ السلام) مچھلی کے پیٹ سے نہ نکلتے۔ اور قیامت تک وہ (یوسف علیہ السلام) عذاب کے قید خانے میں رہتے۔ یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کی بیوی نے قید کر دیا تھا۔ مشہور قصہ ہے۔ یونس علیہ السلام کفار کے ڈر سے بھاگے اور ایک کشتی میں بیٹھ گئے۔ وہ کشتی غرقاب میں پھنس گئی کشتی والوں نے کہا کہ ہم میں سے کوئی ہے جو اپنے آقا سے بھاگ

Marfat.com

آیا ہے۔ قرعہ ڈالنے پر حضرت یونسؑ کا نام نکلا۔ جنہیں دریا میں پھینک دیا گیا۔ وہاں آپ کو مچھلی نے نگل لیا۔ اور تیسرے دن کنارے پر اُگلا۔ قرآن شریف میں ہے ؎ وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ (اور یونس علیہ السلام بھی پیغمبر تھے) جب وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف گئے۔ پس قرعہ ڈالا۔ پس دھکیلے ہوؤں میں ہو گئے۔ پھر ان کو مچھلی نگل گئی اور وہ بے نادم تھے)۔ (۴۰) حسن الماٰب۔ عمدہ جائے بازگشت۔ ترجمہ۔ آسمان جہاں کہیں عاجز آجاتا ہے۔ آپ ہی سے پناہ مانگتا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ آپ کا آستانہ اچھا ملجا و ماویٰ ہے۔ (۴۱) آپ کی پسندیدہ ذات کے سامنے عقل کو سوائے آمنا و صدقنا کہنے کے کوئی چارہ نہیں کیونکہ مچھر عقاب کے سامنے طاقت کی لاف کیسے مار سکتا ہے (۴۲ و ۴۳) اے شہنشاہ آپ کے سخاوت کرنے والے ہاتھ کے سامنے سمندر کا یہ چوڑا میدان سیراب ہے۔ اگر یہ زرّین گنبدوں والا خیمہ (آسمان) آپ کی ذات کی میخ سے مضبوط طنابوں والا نہ ہوتا۔ تو اسے یہ بلندی کہاں نصیب ہوتی۔ (۴۴) اگر آپ آگ کے تر ہونے کا حکم دیں تو فوراً ہی آگ کی ماہیت بدل جائے۔ (۴۵) اور اگر آپ زمین و آسمان کے تغیر و تبدل کا حکم دیں تو یہ (آسمان) اس (زمین) کی طرح ساکن ہو جائے۔ اور وہ (زمین) اس آسمان کی طرح حرکت میں آجائے۔

۱۰۔ (۴۶) **ممکن الوجود**۔ ایسا وجود جس کا ہونا نہ ہونا یکساں ہو۔ مخلوق۔ واجب الوجود وہ ہستی جو اپنے قیام میں کسی غیر کی محتاج نہ ہو۔ خداوند تعالیٰ۔ ترجمہ۔ نہ ہی آپ کو ممکن الوجود کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ ہی واجب الوجود۔ لیکن (اتنا کہہ سکتے ہیں کہ) خدا نے اپنی ذات کے بعد آپ کو منتخب کیا ہے۔ (۴۷) جب آپ بجلی جیسی رفتار والے براق پر سوار ہوتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام ایک ہاتھ سے آپ کی باگ پکڑتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے آپ کی رکاب تھامتے ہیں۔ (۴۸) اے شاہِ زمانہ جب سے **حبیب** آپ کی تعریف میں موتی برسانے والا ہوا ہے تب سے اس کے افکار کی روشنی سے سورج بھی (شرم کے) پردے میں چھپ گیا ہے۔ (۴۹) **ہشت باب**۔ ہشت خلد۔ ترجمہ۔ جو شخص آپ کی مدح کے دیباچے سے ایک باب بھی لکھے۔ تو قیامت کے روز خدا تعالیٰ اس کے لئے آٹھوں بہشتوں کے دروازے کھول دے گا۔ (۵۰) اب میں آپ کے صحابہ کرام کی دعا پر اپنا کلام ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ کے مدح کی حد حساب سے باہر ہے۔ (۵۱ و ۵۲)

Marfat.com

جب تک اس نورانی آفتاب کی چمکتی ہوئی مشعل سے دن کی مجلس ہر صبح کے وقت اس طرح روشن ہوتی رہے جس طرح رات چاند سے ہوتی ہے۔ تب تک قیامت تک آپ کے دم بھرنے والوں کے بخت کا ستارہ سورج کے نور اور شہاب (ٹوٹنے والا ستارہ) کے جسم سے بھی زیادہ روشن رہے۔

قصیدہ ۴

صاحب اختیار حسین خاں کی تعریف میں

(۱) **مرغ زار**۔ زخمی پرندے۔ ایسے پرندے جو موسم خزاں کا صدمہ اُٹھائے ہوئے ہیں **مرغزار**۔ چراگاہ۔ **ترجمہ**۔ بہار آرہی ہے (جس وجہ سے) پھولوں کے درختوں سے بُلبلوں کی آوازیں آرہی ہیں۔ اور ہر وقت چراگاہوں سے خزاں کا صدمہ اٹھائے ہوئے پرندوں کی آوازیں آتی ہیں۔ (۲) **ارغنوان**۔ ایک قسم کا باجہ۔ آرگن۔ **صلصل**۔ قمری۔ دراج۔ تیتر۔ **ترجمہ**۔ گویا ہر شاخ اور پتے پر ارغنوان (باجہ) بندھا ہوا ہے۔ کیونکہ چکور۔ قمری۔ تیتر اور سارسوں کی آوازیں آرہی ہیں۔ (۳) جب پھول کی خوشبو باغ سے آتی ہے۔ تو جان کے مغز میں ایک قسم کا ولولہ اور جوش پیدا ہو جاتا ہے اور جب پرندوں کی آواز شاخوں سے آتی ہے تو دل کا پرندہ (خوشی میں آکر) اُڑتا ہے۔ (۴) بلبلوں کا شور۔ سارسوں کی آواز اور قمری کے نالے کبھی پھُول۔ کبھی درخت سرو۔ اور کبھی چنار سے آرہے ہیں۔ (۵) **غلمان**۔ دربانانِ جنت۔ بہشت کے خدمتگار جو نوعمر لڑکے ہوں گے۔ **ساحت**۔ میدان۔ فراخی۔ **ترجمہ**۔ چونکہ باغ میں حوریں اور غلماں (خوبصورت معشوق) قطار در قطار آرہے ہیں۔ اس لئے تو کہیگا کہ باغ کی سطح بہشت کی مانند ہے (۶) کوئی گُل لالہ ہاتھ پر رکھ کر کہتا ہے۔ کہ اس کی بناوٹ تو شراب کے پیالے جیسی ہے اور کوئی پھُول پر تحسین و آفرین کہتا ہے کہ اس سے معشوق کی خوشبو آرہی ہے۔ (۷) کوئی بے ریش معشوق کے ساتھ باغ کی طرف آرہا ہے۔ اور کوئی شراب کا پیالہ لئے نہر کی طرف جارہا ہے۔ (۸) کوئی تو باغ کو دیکھ کر بے تامل مرحبا کہنے لگتا ہے اور کوئی چنبیلی کو سونگھ کر خداوند تعالیٰ کی کاریگری پر حیران ہوتا ہے۔ (۹) **پائے کوفتن**۔ رقص کرنا۔ ناچنا۔ **بخ بخ**۔ کلمہ انبساط۔ واہ واہ۔ **ترجمہ**۔ کوئی تو گل لالہ کے پاس کھڑا رقص کر رہا ہے۔ کہ ادہو ہو کیسا عمدہ رنگ ہے۔

Marfat.com

اور کوئی پھول کو دیکھ کر وجد میں آجاتا ہے کہ واہ واہ اس میں تو یار کی خوشبو آتی ہے ؎

اے گل بتو خورسندم تو بوئے کسے داری

۱۱-(۱۰) کوئی سبزے پر لوٹ ہو رہا ہے اور کوئی گل لالہ پر رقص کر رہا ہے۔ کوئی تو حواس باختہ ہو جاتا ہے اور کسی کو کبھی ہوش آجاتا ہے۔ (۱۱) ہر طرف سے آرگن۔ سارنگی۔ اور بانسری کی آواز آتی ہے۔ اور ہر کوچہ سے بربط۔ طنبورا اور تاروں کی آوازیں آرہی ہیں۔ (۱۲) کوئی تو یہاں بیٹھا بانسری بجا رہا ہے اور کوئی وہاں بیٹھا شراب پی رہا ہے ہر طرف سے واہ واہ۔ اوہ اوہ۔ ہائے ہائے کی ہزاروں آوازیں آتی ہیں۔ (۱۳) ہر جگہ جشن اور جوش پایا جاتا ہے۔ اور قدم قدم پر شرابی ملتے ہیں۔ جب موسم بہار آتا ہے۔ تو غالباً کسی کو بھی ہوش نہیں رہتا۔ (۱۴) **سنبلستان**۔ ایسی جگہ جہاں بہت سا سنبل اُگا ہوا ہو "ستان" جگہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے گلستان۔ خارستان۔ ترجمہ۔ شاید کہ سنبلستان میں میرے معشوق نے اپنی زلفیں کھول دی ہیں کہ سنبل سے میرے مغز میں بے اختیار جان (معشوق) کی خوشبو آرہی ہے۔ (۱۵) خبردار اے میرے ساقی مجھے لگاتار شراب دیئے جا پیالے تو بھی پی اور مجھے بھی پلا۔ کیونکہ مجھے خوف ہے۔ کہ کہیں حالت خمار طاری نہ ہو جائے۔ خمار سے پہلے ہی میں اور شراب پی لوں۔ تاکہ خمار کی نوبت ہی نہ آئے۔ (۱۶) ریاکاری کی وجہ سے میرے ایام زندگی سیاہ ہو گئے۔ اب تو مجھے ریاکاری کو جلا دینے والا پانی (شراب) دے تیری جان کی قسم کہ خواہ ریاکاری کے دو سو خرمن (کھلیان) بھی ہوں۔ تو ایک جو کی بھی قیمت نہیں رکھتے۔ (۱۷) کیا تو نہیں جانتا کہ سرسبز جگہ بیٹھ کر شراب کی کیا لذت آتی ہے۔ خصوصاً پھر اس وقت جبکہ باغوں سے کستوری جیسی خوشبو آرہی ہو۔ (۱۸) ان شرابوں کی قسم جو معشوقوں کے ساتھ بیٹھ کر شراب پیا کرتے ہیں۔ کہ معشوقوں کے بغیر آب کوثر بھی میرے لئے ناخوشگوار ہے (۱۹) ایک میٹھے (خوبصورت) معشوق کے ساتھ شراب تلخ پینی چاہتا ہوں (ایسی شراب) جس کے نشے سے عقل دیوانی ہو جائے اور پہاڑ اور جنگل بھی بیقرار ہو جائیں (۲۰) **شنگ**۔ شوخ۔ غارتگر۔ حصار۔ قلعہ چونکہ متقدمین کے دور میں بالعموم نوعمر ترک فوج میں بھرتی ہوتے تھے۔ اس وجہ سے ترک سے مراد معشوق لیتے ہیں اور اسی مناسبت سے فوجی ساز و سامان ان کیلئے استعارہ کے طور پر لے آتے ہیں۔ چنانچہ یہاں حصار بھی اسی مناسبت سے آیا ہے ؎

ہمی آرند ترکاں راز یلغار　　　زبہر پردہ مردم دریدن

Marfat.com

ترجمہ ۔ میرا دل ایک شوخ اور غارتگر معشوق نے لوٹ لیا ہے۔ کہ ویسا نہ تو ختن میں کوئی معشوق ہوگا۔ اور نہ قلعوں میں کوئی تُرک ہوگا۔ (۲۱) جب ہوا اس کی سیاہ زلفوں کو اسکے رخساروں پر بکھیرتی ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چین کو لوٹنے کے لئے زنگیوں کی سپاہ آرہی ہے (چین کے لوگ سفید رنگ اور زنجبار کے سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ (۲۲) جس وقت وہ اپنی پیچدار زلفوں کی لٹوں کو کھولتا ہے۔ تو میرے دماغ میں تتار کی کستوری کے قافلے کے قافلے آسماتے ہیں۔ (۲۳) اس کی جان کی قسم کہ جب میں کاکل اور گیسو دیکھتا ہوں تو جہان گویا میری آنکھوں میں افعی اور سانپوں سے پُر ہو جاتا ہے۔ (اس کی زلفیں سانپ کی طرح بل کھائے ہوئے ہیں) (۲۴) جب میں اس کے لب چوستا ہوں۔ تو میرے لب ہندوستان (جہاں کی شکر مشہور ہے) بن جاتے ہیں۔ اور جب میں اس کا رنگین چہرہ دیکھتا ہوں۔ تو میری آنکھیں قندھار (جہاں کا رنگ مشہور ہے) بن جاتی ہیں۔ (۲۵) اگر وہ مجھے اپنا چہرہ دکھائے۔ تو میں باغ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھوں۔ اور اگر وہ میری گود میں آبیٹھے تو میں دوستوں سے بھی کنارہ کش ہو جاؤں۔ (۲۶) جب وہ اپنی بل کھائی ہوئی زلفیں لیکر میری گود میں آبیٹھتا ہے تو میں اپنی گود کو زہریلے بچھوؤں سے بھرا ہوا دیکھتا ہوں (زلف کو نیش عقرب سے تشبیہ دی ہے)۔ (۲۷) جب کبھی میری آنکھیں اس کے چہرہ سے پھسل کر اس کی زلفوں پر جا پڑتی ہیں تو تمام دنیا میری آنکھوں میں دھوئیں اور شراروں سے پر معلوم ہوتی ہیں۔ (۲۸) اس کے خال خط۔ زلف۔ پلکوں۔ ابرو۔ اور گیسوؤں کی وجہ سے جہاں میری آنکھوں میں مشت غبار کی طرح تیرہ و تاریک معلوم ہوتا ہے۔

۱۲۔ (۲۹) مجھے معلوم نہیں کہ یہ کیا رمز ہے کہ جب اس کا چہرہ اور زلفیں دیکھتا ہوں تو میری دنیا میں دونوں جہاں کبھی روشن اور کبھی تاریک معلوم ہوتے ہیں (چہرہ دیکھنے سے روشن اور زلفیں دیکھنے سے سیاہ۔ (۳۰) اھواز۔ خورستان میں ایک شہر ہے۔ جہاں بچھو بہت ہوتے ہیں۔ اور زلف کو بھی دُم اور سیاہی رنگ کی وجہ سے بچھو سے تشبیہ دیتے ہیں۔

ترجمہ ۔ جب اس کی پیچدار زلفیں اس کے چمکدار چہرہ پر پڑ جاتی ہیں تو اس کا چہرہ اھواز کی طرح ہوتا ہے جہاں بچھو بہت پیدا ہوتے ہیں اس کا چہرہ شہر اھواز سے مشابہ ہے جس سے بچھو پیدا ہوتے ہیں۔ (۳۱) اس کی کمر کا بال (باریک کمر) رات دن ایک بھاری پہاڑ (سرین) کو کھینچے پھرتا ہے۔ گویا وہ میری طرح ہے کہ باوجود اس قدر لاغری کے بردبار بوجھ اٹھانے والا

Marfat.com

متحمل مزاج) ہے۔ (۳۲) قاآنی کے لب اس کے لبوں کی تعریف کرتے وقت بنگال کی مانند ہوتے ہیں۔ جہاں کہ مصری۔ قند اور شکر پیدا ہوتی ہے۔ (۳۳) خبردار اے سرو قد خوبصورت معشوق مجھے ایسی مصفیٰ شراب دے۔ گو یادہ (شراب) کوہِ طور کی روشنی ہے (جو موسیٰ علیہ السلام کو مدین سے واپس آتے وقت دکھائی دی تھی)۔ (۳۴) تو مجھے کہتا ہے کہ جب میں تیرا سراپا دیکھوں تو تیری تعریف کروں۔ تو سر سے پاؤں تک مجسم تعریف ہے۔ تعریف تیرے کس کام آئیگی

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

(۳۵) جب تو کہتا ہے۔ کہ میں معشوقوں کے لئے باعثِ فخر ہوں۔ تو مجھے غصہ آتا ہے۔ تو تو خوبصورتی میں معشوقوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ تجھے اس فخر سے عار آنی چاہیئے۔ (۳۶) میں تجھے پھول کہوں یا چاند کہوں۔ میں تیری تعریف نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں حیران ہوں کہ تیری کیا تعریف کی جائے جو زیبا ہو۔ (۳۷) تو جب میرے گھر آتا ہے۔ تو میرا گھر باغ کے لئے بھی باعث رشک بن جاتا ہے اور اگر موسم خزاں میں تو باغ میں آئے تو (تیرے حسن کی وجہ سے بہار آجاتی ہے۔ (۳۸) غریب ۔ مسافر۔ تیار۔ خاندان۔ کنبہ۔ ترجمہ۔ وہ مسافر جو تجھ سے جدا ہو کر جائے اپنے شہر میں رہتا ہے۔ کیونکہ اسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے کنبہ اور خویش واقارب سے علیحدہ ہو کر مسافرت میں جا رہا ہے یعنی مسافرت کی حالت میں اگر کوئی تجھ سے مانوس ہو جائے تو اپنا گھر بھی اُسے پردیس معلوم ہوتا ہے (۳۹) اپنے گھر کی نقاشی کے لئے) ہم کسی نقاش یا مصوّر کے مرہونِ منت کیوں ہوں۔ کیونکہ جب تو گھر میں آتا ہے تو گھر نقش ونگار سے پر ہو جاتا ہے۔ (۴۰) اے میرے معشوق عید نوروز کی صبح ہے۔ اور آج بوسے کا دن ہے۔ اسلام میں ہر عید پر یہ (بوسہ کی) رسم سنت ہے۔ (۴۱) کیا تجھے یاد ہے کہ آج سے دو ماہ پیشتر میں مستی کی حالت میں تجھے کہہ رہا تھا۔ کہ جب عید نوروز آئے گی تو ہماری بھی بوس وکنار کی باری آئے گی۔ (۴۲) اور تو مسکراتا تھا۔ اور بڑی دبی زبان سے کہتا تھا کہ میری عید تو تب ہی ہو گی۔ جب صاحب اختیار (امر ممدوح) آئیگا۔ (۴۳)۔ (کون صاحب اختیار) ملک جمشید کا امیر کہ جب وہ مجلس میں بیٹھتا ہے۔ تو اُسکی سخاوت (کی وجہ سے) دُنیا والوں کی قسمت دائیں بائیں سے امڈی چلی آتی ہے۔ (۴۴) جب وہ غصہ کے وقت اکیلا ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ تو اس کے دشمن کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا ہی سوار ہو کر آ رہی ہے۔ (۴۵) غصہ کے وقت اسکی پلکیں دشمنوں کی آنکھوں میں

Marfat.com

ایسی گڑتی ہیں۔ جیسے رستم کے تیر اسفندیار کی آنکھوں میں گڑ گئے تھے۔ اسفندیار جسے روئیں
تن بھی کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ اس کے جسم میں تیر اثر نہیں کرتا تھا۔ اور رستم نے اسکی آنکھوں
میں تیر مار کر اُسے ہلاک کیا تھا۔ (۴۶) کوکنار۔ پوست۔ ترجمہ۔ (فتنہ و فساد) اسکے عدل کے
ڈر سے ایسا سوتا ہے۔ کہ گویا بیدار ہی نہیں ہوگا۔ گویا اس (فتنہ و فساد) کی آنکھوں میں پوست
کی خاصیت آجاتی ہے۔ (۴۷) جب میں تحریرِ سخن کے وقت اس کے غصہ کو یاد کرتا ہوں۔
میرے قلم، دوات اور کاغذ کے چاروں طرف تاریکی اور قہر آجاتا ہے۔ مار۔ قہر۔ ظالم۔

۱۳۔ (۴۸) جب میں اس کے دشمن کو جلانے والی تلوار کی تعریف زبان پر لاتا ہوں
تو میرے منہ سے دوزخ کی طرح جلتے ہوئے شرارے نکلنے لگتے ہیں۔ (۴۹) جب میں اسکے
گھوڑے کی چال کا خیال دل میں لاتا ہوں۔ تو دنیا کی فضا میری نظر میں تمام گرد و غبار سے
اٹی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ (۵۰) جب میرا قلم اس کے زر نچھاور کرنے والے ہاتھوں کی تعریف
لکھنے لگتا ہے میرے اشعار کے دیوان کے اوراق مطلا ہو جاتے ہیں۔ (۵۱) جب میں اسکے
(سخی) ہاتھ اور طبیعت کی باتیں کرتا ہوں۔ تو تو خیال کریگا کہ میرے دائیں بائیں بادل
اور سمندر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ (۵۲) **اضائت** ۔ روشنی۔ درخشندگی **منقبت**۔ اوصاف
حمیدہ کا بیان کرنا۔ ترجمہ۔ جب میں درخشندگی میں اس کی روشن طبیعت کی تعریف کرتا ہوں۔
تو چمکتے ہوئے سورج کی روشنی عاریتہً میری آنکھوں میں آجاتی ہے۔ (۵۳) جب میں قلم سے
اس کے اخلاق حمیدہ کی باتیں کتاب میں لکھتا ہوں۔ تو میرے دیوان کے تمام نقش (حروف)
قندھار کے نقش و نگار جیسے ہو جاتے ہیں (قندھار کے باغات مشہور ہیں۔ (۵۴)
درخ ۔ نیزہ۔ **پیکان** ۔ تیر یا نیزہ کا پھل۔ ترجمہ۔ اس کے بعد اس کے نیزے کے ڈر
سے اس کے دشمن کی آنکھوں میں پلکوں کی بجائے بھالے اور نیند کی بجائے کانٹے چبھتے ہیں
یعنی ڈر کے مارے سو نہیں سکتے۔ (۵۵) ایک دانا نے کہا ہے کہ جو خون پینے والا ہو وہ کمزور
اور لاغر ہوتا ہے۔ جس کا مجھے اب یقین ہوا ہے۔ کیونکہ اس کی تلوار خونخواری کے باوجود لاغر
اور نحیف ہے۔ (۵۶) اس کی لڑائی کے دن ساکنانِ مشرق و مغرب کے کانوں میں ہر طرف
سے الامان کی آواز آتی ہے۔ (۵۷) زر و سیم کان سے اور موتی سمندر کی تہ سے اس شوق
سے باہر نکل رہے ہیں کہ اس کا سخی ہاتھ بخشش کرے۔ (۵۸) لڑائی کے دن اسکی تلوار کے
جوہر دل سے چونکہ خون جوش مارنے لگتا ہے۔ اس لئے گویا تمام دنیا کا میدان یاقوت

Marfat.com

(سُرخ رنگ) کی کان بن جاتا ہے۔ تمام زمین سُرخ ہو جاتی ہے۔ (۵۹) ایک حسابدان نے کہا کہ میں کسی دن اس کی سخاوت کو شمار کر لوں گا۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ قیامت کے دن تک وہ شرمندگی کے باعث سر ہی نہیں اٹھا سکے گا۔ (۶۰) لڑائی کے دن جب وہ اپنے سخی ہاتھ کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھتا ہے۔ تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ بادل پہاڑ کے اوپر ہو۔ یعنی اس کا ہاتھ بلحاظ سخاوت بادل ہے۔ اور گھوڑا بلحاظ بلندی پہاڑ ہے۔ (۶۱)۔ ملک آفرینش۔ دُنیا۔ حزم۔ پختہ کاری۔ استقلال۔ دُور اندیشی۔ جیش۔ لشکر۔ ترجمہ۔ دُنیا کے لئے اس کے استقلال کے سوا اور کوئی قلعہ (جائے پناہ نہیں) کیا پرواہ فنا کے لشکر کی اگر اسکے حزم کے محکم حصار میں آجائے غم جیش فنا را میں بدل اضافت ہے یعنی چہ غم جیش فنا۔ (۶۲) اے آسمان جیسی قدر والے اور فرشتوں جیسے صدر رکھنے والے ہر سال بہار اسلئے آتی ہے کہ تیرے (خوشبودار) اخلاق حمیدہ کی یادگار دُنیا میں چھوڑ جائے۔ (۶۳) عید کے روز لوگ تجھے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ تو خود عید ہے جو شخص عید کے دن تجھے مبارکباد کہے وہ شرمندہ ہوتا ہے۔ (۶۴) میری عید تو اسی دن ہوتی ہے جب میں تیرا روشن چہرہ دیکھ لیتا ہوں۔ دوسری عیدوں کی تو میرے سامنے کوئی عزت و توقیر نہیں۔ (۶۵) سُن لو جب تک ایک سو کی نسبت چار سو سے جا پہنچے بس وہ ہو جو کہ دس کی نسبت چالیس کے ساتھ اور ایک کی چار کے ساتھ ہے۔ (۶۶) تیری دولت کا حساب اس سے بھی بڑھ کر ہو جو حساب میں آسکے اور تیری عمر کا شمار اس سے بھی زیادہ ہو جو شمار میں آسکے۔

۱۴۱۔ (۶۷) اے قاآنی تو خیال کریگا۔ کہ تیرا منہ بحر عمان ہے۔ کہ جس سے شاہی موتیوں کی لڑیاں نکل رہی ہیں۔

قصیدہ ۵

کامیاب امیر نظام الدولہ حسین خاں کی مدح میں

(۱) ٹھیک طور پر کوئی بھی نہیں جانتا۔ کہ موسم بہار میں یہ تمام نقش و نگار کہاں سے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ (۲) نژند۔ ذلیل و خوار۔ پست۔ کم مایہ۔ نغز۔ عجیب۔ ترجمہ۔ عقل حیران رہ جاتی ہے کہ اس تحریک اور ذلیل سی مٹی سے یہ عمدہ اور پسندیدہ پھول کیسے نکل آتے ہیں۔ (۳) اگر یہ ریحان اور پھول پانی اور خاک ہی کی نقاشی کی وجہ سے اُگتے ہیں۔ تو شور اور بنجر

نہ زمین سے کیوں گھاس نہیں اُگ آتی۔ (۴) وہ کونسا ماہر نقاش ہے جو بغیر کسی دوسرے کی پیروی (مدد) کے بغیر سبب اور آلات کے یہ تصویریں بنا دیتا ہے۔ (۵) **تماثیل** ۔ تصاویر۔ ترجمہ۔ تو (پھر) کس طرح نہ پوچھے کہ یہ تصاویر کہاں سے نکل آئیں۔ اور کس طرح تو جستجو نہ کرے کہ یہ صورتیں کہاں سے ظاہر ہوئیں۔ (۶) (اور کس طرح تو نہ پوچھے کہ) باغ میں **گلخیر و کامنہ** کس کے عشق سے زرد ہو گیا ہے اور گلستاں میں گل لالہ کس کے عشق میں داغدار ہو گیا۔ (۷) بلغ گل لالہ کی وجہ سے بغیر شنگرف (سُرخ رنگ کا پتھر جس سے سُرخ رنگ بنایا جاتا تھا) کے کیوں سُرخ ہے۔ (۸) ہوا بغیر عنبر کے ایسی عنبر جیسی خوشبو والی کیوں بن گئی۔ اور بادل بغیر موتیوں کے ایسا موتی برسانے والا کس طرح ہو گیا۔ (۹) **ارغوان** ۔ سُرخ رنگ کا پھول۔ گلہ کا پھول۔ **کوکنار** ۔ پوست۔ ترجمہ۔ گل ارغوان یاقوت کی تسبیح ہاتھ میں کیوں لے لیتا ہے۔ اور پوست کا ڈوڈہ اپنے سر پر زمرد کا تاج کیوں رکھ لیتا ہے۔ (۱۰) برق کس کے شوق سے اس طرح قاہ قاہ کر کے ہنستی ہے اور بادل کس کی جدائی میں اس طرح زار زار روتا ہے۔ (۱۱) **مجوس** ۔ آتش پرست۔ **زمزمہ** ۔ راگ۔ **گوشوارہ** ۔ کانوں میں پہننے کا زیور۔ بُندے۔ ترجمہ۔ بُلبلیں کس کے ذوق میں آتش پرستوں کی طرح راگ گا رہی ہیں اور پھُول کے درخت نے دُلہنوں کی طرح کس واسطے اپنے کانوں میں بُندے پہن رکھے ہیں۔ (۱۲) **غواص** ۔ غوطہ زن۔ **رقاص** ۔ رقص کرنے والا ترجمہ۔ بادل غوطہ زنی نہیں جانتا۔ مگر موتی کہاں سے لے آتا ہے۔ ہوا کو رقص کرنا تو آتا نہیں۔ مگر موسم بہار میں کیوں رقص کرتی ہے۔ (۱۳) ہوا کو کون کہتا ہے کہ بغیر کسی مطلب کے اتنی بھاگ دوڑ کر۔ اور بادل کو کون کہتا ہے کہ بغیر کسی سبب کے اتنا برس۔

۱۵-۱۴) گل سوری کا چہرہ بغیر اُبٹنے کے اتنا سُرخ کیوں ہو گیا ہے اور سنبل کی زلفیں بغیر کنگھی کے ایسی بَلدار کس طرح ہو گئیں ہیں۔ (۱۵) **حقیقت** تو یہ ہے کہ خواجہ جیسا خدا پرست عارف چاہیئے۔ تاکہ خدا کی صنعت اور قدرت کو پہچان سکے۔ (۱۶) ایران کا مکمل چاند ایمان کا صدر حاجی آقاسی جو خدا کا خاص مُرید ہے اور بادشاہ کی مُراد ہے۔ (۱۷) خلاصہ کلام کل جب آسمان کے سورج نے منہ چھُپا لیا۔ تو میرا معشوق خورشید جیسے چہرہ کے ساتھ دروازے سے نکلا۔ (۱۸) اس کے دونوں میفروش سُرخ لبوں میں اتنا سرور تھا جتنا شراب میں ہوتا ہے۔ اور اس کی دونوں شرابی آنکھوں میں اتنا خمار تھا۔ جتنا مستی میں ہوتا ہے۔ (۱۹) **سلّہ** ۔ ٹوکرہ پٹارہ۔ ترجمہ ۔ اس کے رخسار حوروں کی ایک بہشت تھی۔ اور اس کا چہرہ نور کا ایک عرش تھا۔

Marfat.com

اس کا خط چیونٹیوں کا ایک گروہ تھا اور اس کی زلفیں سانپوں کا پٹارہ تھیں۔ (۲۰) مفتول
پیچیدہ مکول ۔ ایسی آنکھیں جن میں سُرمہ ہو۔ **ترجمہ** ۔ اسکی پیچیدہ زلفوں کی ہر ایک گرہ
میں جادو چھپا بیٹھا تھا۔ اور اس کی سُرمگیں آنکھوں میں جادوگر قطار باندھے کھڑے تھے (۲۱)
پرنیاں ۔ اطلس ۔ پیکر ۔ شکل جسم ۔ پود و تار ۔ تانا بانا ۔ ترجمہ ۔ اس کے رخساروں کے
ارغوان کے لئے خوبصورتی اور لطافت رنگ و بو تھے ۔ اور اس کی شکل کے ریشم کیلئے لطافت
اور خوبی تانا بانا تھے ۔ (۲۲) اس کی دونوں کافر آنکھوں کی وجہ سے دلوں کے کئی خاندان دردمند
تھے اور اس کی دو جادوگر زلفوں کی وجہ سے جالوں کے کنبے بیقرار تھے۔ (۲۳) اس کی سیاہ
زلفوں کا ڈھیر اس کے رخساروں کے گرد ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ایک چاندی کے قلعہ
کے اوپر ایک کستوری کا برج بنا ہوا ہو۔ (۲۴) گویا اس نے اپنی ٹھوڑی میں چاہ یوسف کو
چھپا رکھا ہے ۔ اور رخساروں پر گویا آسمان کا چاند عاریۃً لیکر باندھ رکھا ہے۔ (۲۵) نہیں
میں نے غلط کہا اور غلطی کی کیونکہ میں نے اپنی عمر میں کوئی اُلٹا کنواں اور ایسا چاند جو اپنی
جائے گردش کے بغیر ہو نہیں سُنا۔ (۲۶) **عنکبوت** ۔ مکڑی جو جالا تنتی ہے ۔ سوسمار ۔
گوہ جسے عربی میں ضب کہتے ہیں ۔ ترجمہ ۔ مکڑی کے جالے کی طرح اس کی زلفوں کے تار
ایک دوسرے میں پھنسے پڑے تھے ۔ اور سوسمار کی پیٹھ کی طرح اسکی گُندھی ہوئی زلفوں کے
حلقے ایک دوسرے میں اڑے ہوئے تھے ۔ (۲۷) اس کی زلفیں شکاری باز کے پنجے کی طرح
شکار پکڑنے والی تھیں اور اس کی پلکیں چراگاہ کے شیر کے پنجوں کی طرح جان کا شکار کرنیوالی
تھیں ۔ (۲۸) جب میں نے اس کے لب چومے تو میرا منہ میٹھا ہو گیا ۔ اور جب میں نے اس کا
خط سونگھا تو میرے دماغ میں کستوری بس گئی (میرا دماغ کستوری برسانے والا ہو گیا) (۲۹)
میں اس کے لبوں سے شکر قند کے بورے کے بورے کھا رہا تھا ۔ اور اس کے خط سے میں
بار بار کستوری اور عنبر لے جا رہا تھا۔ (۳۰) اس نے کہا کہ میرے لبوں کے دس بوسے لے لے
اور زیادہ نہیں ۔ میں نے کہا بہت بہتر (بسر و چشم) میں اس کے لب چومتا تھا اور گنتی بھول
جاتا تھا ۔ (۳۱) ہر چند وہ کہتا تھا کہ دس سے زیادہ ہو گئے لیکن میں اُسے کہتا تھا کہ میں دس
کا گننا بھول گیا تو از سرِ نو شمار کر لے ۔ (۳۲) اس نے کہا کہ کیا تو دس کر کے سو دفعہ
چومنا چاہتا ہے ۔ میں نے کہا ۔ نہیں میں تو تجھے سو سو کر کے ہزار بار چومنا چاہتا ہوں (۳۳)
اس نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے تیرے جیسا حریص عاشق کوئی نہیں دیکھا میں نے کہا اللہ کی

Marfat.com

قسم میں نے تیرے جیسا متحمل مزاج معشوق نہیں دیکھا (۳۴) وہ مسکرایا اور کہنے لگا کہ اے شاعر مجھے ڈر ہے کہ تو آہستہ آہستہ ہر بوسہ کے بعد مجھے بغل میں بھی لینے لگے۔ (۳۵) میں نے کہا ہاں میں بادشاہ کا غلام اور امیر کی مدح کرنے والا ہوں میرے بوس و کنار سے تو کس طرح گریز کر سکتا ہے (۳۶) خلاصۂ کلام ہم ابھی آپس میں تھوڑی بہت باتیں ہی کر رہے تھے کہ نوکر دروازے سے آیا۔ اور کہا کہ اے قاآنی خدا سے شرم کر (۳۷) شراب اور معشوق کی محبت میں کب تک بیٹھو گے۔ کیا تم اس بات سے غافل ہو کہ کل کی رات آفتاب کے برج حمل میں آنے کی رات ہے اور دربار کا دن ہے (۳۸) میں نے کہا اے خادم کیا شاہی نوروز آگیا ہے۔ کہنے لگا۔ او ہو ناقص رائے اور عاریتی عقل (بیوقوفی) تو دیکھو کہ ابھی تک اتنا علم بھی نہیں)۔ (۳۹) **پیروزہ** - فیروزہ۔ **مرجان** - بسد۔ مونگا۔ **مُل** - شراب۔ ترجمہ۔ سبزہ نے فیروزی لباس پہنا ہے۔ اور گل لالہ مرجان فروش (سُرخ) بنا ہوا ہے۔ سُرخ شراب جوش میں آگئی ہے۔ اور سُرخ رنگ کے پھُولوں کے (درختوں میں) پھل آیا ہوا ہے۔ (۴۰) **شوستر** - خوزستان کے ایک شہر کا نام ہے۔ جہاں کا منقش ریشم مشہور ہے۔ ترجمہ۔ باغ گل لالہ کی وجہ سے شوستر کارخانہ بنا ہوا ہے! درشاخیں شگوفوں کی وجہ سے چاند اور ستارہ مشتری سے پُر ہیں۔ (۴۱) اُٹھ اور ذرا باغ کی طرف گذر کر گویا حوروں نے چراگاہوں میں اپنے خوشبودار گیسو بکھیرے ہیں۔ (۴۲) ہر شاخ کے نیچے ایک ظریف (خوش آواز۔ خوش طبع) دوسرے ظریف کے ساتھ بیٹھا شراب پی رہا ہے۔ اور ہر سرو کے درخت کے نیچے ہم مشرب بیٹھے شراب نوشی میں محو ہیں۔ (۴۳) **عود** - ایک ساز کا نام ہے۔ جسے بربط بھی کہتے ہیں۔ **مزمار** - نے۔ بنسری۔ **چنگ** - سارنگی۔ ترجمہ۔ ایک طرف سے تو بربط۔ طنبور۔ بنسری اور سارنگی کی آواز آتی ہے اور ایک طرف سے چکور۔ قمری۔ تیتر اور سارس کی آواز آرہی ہے۔ (۴۴) **سماع** - راگ۔ **شادخوار** - آسودہ حال۔ فارغ البال۔ ترجمہ۔ یہاں راگ سن رہا ہے۔ وہاں گویّا گانے میں محو ہے۔ عاشق یہاں خوش بیٹھا ہے۔ وہاں معشوق آرام کر رہا ہے (۴۵) کام۔ تالو۔ لحن۔ راگ۔ آواز۔ ترجمہ۔ آنکھیں تو ساقی کی آنکھوں کو دیکھ رہی ہیں۔ اور سینہ شراب کے پیالے پر لگے ہوئے ہیں۔ کان مطرب کی آواز اور چہرے معشوق کے چہرہ کے دیکھنے میں محو ہیں۔ (۴۶) **بوتہ** - وہ مٹی کی پیالی جس میں زرگر سونا چاندی پگھلاتے ہیں۔ ترجمہ۔ نرگس کی شکل ایسی ہے جیسے ایک بلور کا پیالہ زرد رنگ کی شراب سے بھرا ہوا ہو۔ یا چاندی کی چمکتی ہوئی پیالی خالص سونے سے پُر ہے۔ (۴۷) کبھی تو

Marfat.com

درختِ سرو کے نیچے چکور شوق میں آکر رقص کرنے لگتا ہے۔ اور کبھی سُرخ پھول کی شاخ پر بُلبل بہت شوق سے ہنستی ہے (۴۸) مزرع۔ کشت۔ کھیتی۔ زمین۔ فروردین۔ موسم بہار کا مہینہ جب آفتاب برج حمل میں ہوتا ہے۔ ماہ بیساکھ۔ آذر۔ رومی مہینے کا نام۔ جو چیت کے مقابل ہوتا ہے۔ ترجمہ۔ کھیتیاں۔ ماہِ آذر کی بارش کی وجہ سے عدن کے موتیوں کے پُر ہیں۔ اور سبزہ ماہ فروردین کی ہوا کے باعث تتار کی کستوری سے بھرے ہوئے ہیں۔ (۴۹) نوکر گفتگو میں مجھ سے بڑی تند کلامی سے پیش آیا۔ لیکن چونکہ وہ سچا تھا حقیقت میں میں اس سے شرمندہ ہوا (۵۰) عقار۔ شراب۔ ترجمہ۔ میں نے کہا اے خادم میرے سامنے کاغذ اور قلم رکھ دے۔ لیکن پہلے شراب کا پیالہ دے تاکہ میں اپنے دماغ کو تر کر لوں۔ (۵۱) زائندہ۔ رود یا زندہ رود۔ ایک دریا کا نام۔ ترجمہ۔ اس نے کہا تو کب تک شراب پیئے گا۔ مجھے خوف ہے کہ تیرے سامنے تو جام شراب کی بجائے (شراب کا) دریا بھی لے آئیں۔ تو پھر بھی تو کہیگا اور شراب پلا۔

۱۷۔ (۵۲) دوسرے شرابیوں کا حصّہ بھی ضرور ہونا چاہیئے۔ نہ کہ جتنی دنیا میں شراب ہے وہ تیرا ہی حصہ ہے۔ (۵۳) میں نے کہا اے خادم کیا تو جانتا ہے کہ زبان میرے حلق میں قطع و برید میں ذو الفقار کی قائم مقام ہے۔ (۵۴) مجھے شراب دے کیونکہ آج دنیا میں میں ہی نظم کا خلاق (پیدا کرنے والا ملک الشعراء) ہوں (اس فن شعر میں) تو نے مجھے مستی اور ہوشیاری کی حالت میں کئی بار آزمایا ہوگا۔ (۵۵) جب میں (شراب کے نشہ سے) مست ہو جاتا ہوں۔ تو عمدہ معانی میرے دل میں حاضر ہو جاتے ہیں (برخلاف اسکے جب میں ہوشیاری کی حالت میں ہوتا ہوں تو میرے دل سے غائب ہو جاتے ہیں۔ (۵۶) وہ خادم ناراض ہو گیا اور اس نے دبی زبان سے کہا۔ کہ ٹھیرو اگر آج رات اس نے شراب پی لی تو کل اُسے امیر پھانسی پر چڑھا دیگا۔ (۵۷) سرجوش۔ نتھری ہوئی شراب بہت تیز ہوتی ہے۔ ترجمہ۔ وہ جان بوجھ کر شراب خانے گیا۔ اور مٹکے کے سرجوش سے ایسی شراب لایا کہ جس کے عکس سے زمین لالہ کی کھیتی بن گئی۔ (۵۸) وہ ایسی شراب تھی کہ اگر اسکا ایک گھونٹ تو زمین پر چھڑک دے۔ تو (زمین) مستی کی وجہ سے ساتوں آسمانوں پر پتھر پھینکنے لگ جائے۔ (۵۹) خلاصۂ کلام جب میں نے دو شراب کے پیالے پی لئے۔ تو قلم اٹھایا اور ایک دو گھنٹوں ہی میں یہ قصیدہ غرا (روشن) کہہ دیا۔

Marfat.com

قصیدہ ع۶

نواب فریدوں مرزا کی تعریف میں

(۱) کل رات جب یہ نیلے رنگ کی سیپی (آسمان) ستاروں کے موتیوں سے پُر ہوئی۔ تو ایک آدمی نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کہا کون ہے۔ اس نے کہا میں ہوں۔ دروازہ کھول۔ (۲) **ولدل کردن**۔ تیزی سے چلنا وَلْدَلَۃً رفتن ولدلتہ علی الارض ذھب ومرۃ علی الارض بیقرار ہونا۔ (۳) میں اپنی جگہ سے اُٹھا اور دوڑتا بھاگتا پریشان ہوتا ہوا گیا۔ تاکہ اس کا نام دریافت کروں اور اس کے حال کا پتہ چلاؤں (۳) میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ چور ہے۔ فقیر ہے یا کیا ہے۔ بغیر کسی باعث کے تو تو مسافروں کی طرح دربدر مارا مارا نہیں پھرتا۔ (۴) وہ میرے اس جواب سے غصہ میں آگیا اور آواز دی کہ اے بے ادب۔ میں رہزن نہیں ہوں کہ آدھی رات کو ہر کوچہ و بازار میں پھروں۔ (۵) دروازہ کھول تاکہ تجھے معلوم ہو کہ میں کون ہوں۔ (تاکہ تو) میرے قدموں پر جان قربان کردے۔ مجھے سر آنکھوں پر بٹھائے اور قصہ مختصر کردے۔ (۶) **شنا کردن**۔ تیرنا عنا۔ تکلیف۔ رنج۔ غم۔ ترجمہ۔ اس آشنا کی آواز سُن کر میں تو غم کے سمندر میں تیرنے لگا۔ شرمندگی کی وجہ سے میری جان رنج میں تھی۔ اور حیرت کے باعث میرے ہوش فکر میں تھے (ٹھکانے نہ تھے) (۷) ناگہاں مجھے کپکپی لگ گئی۔ اور میں سر کے بل گر پڑا۔ کیونکہ مجھ سے یہ بھاری غلطی ہوگئی تھی۔ جس سے مجھے خطرہ کا بھی اندیشہ تھا۔ (کہ ناراض ہو کر چلا ہی نہ جائے)۔ (۸) **احتضار**۔ حاضر کرنا۔ محتضر۔ اسم مفعول۔ خوی۔ عرق پسینہ۔ ص۱۸ ترجمہ۔ میں اندر اور وہ باہر دونوں پریشان اور سر جھکائے کھڑے۔ وہ پسینے سے چُور تھا۔ اور میں خون میں غرق تھا۔ وہ انتظار کر رہا تھا اور میں حاضر تھا۔ (۹) خلاصۂ کلام میں بڑے پیچ و تاب کھا کر بہت جلدی اپنی جگہ سے اُٹھا۔ شرمندگی کی وجہ سے میری جان پیچ و تاب کھا رہی تھی۔ اور حسرت سے میرا جگر خون ہو رہا تھا۔

(۱۰) فرخ۔ مبارک۔ **بوک**۔ شاید مگر۔ لیت ولعل۔ **ترجمہ**۔ میں نے اس کیلئے دروازہ کھولا تو اس کا مبارک چہرہ دیکھا۔ شرم کی وجہ سے اس کا میٹھا جواب لیت ولعل میں تھا۔ (۱۱) ساتگین۔ صراحی۔ مطر۔ بارش۔ گل سوری۔ سرخ رنگ کا پھول۔ ترجمہ۔ ایک تو وہ پسینہ میں عرق تھا۔ شراب کی ایک صراحی لئے ہوئے تھا۔ اسکے جمال پر پسینہ ایسے معلوم ہوتا تھا جسطرح

Marfat.com

گل سوری پر بارش کے قطرات ہوں۔ (۱۲) **توسن**۔ سرکش گھوڑا۔ **رمیم**۔ آہوئے سپید۔ آہو بچہ۔ **غنج**۔ ناز و نخرہ۔ **رنی**۔ لگاتار دیکھنا۔ ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا۔ سفر۔ روشن کرنا۔ چمکنا۔ سفر النار۔ اس نے آگ روشن کی۔ **ترجمہ**۔ اس کا منہ خوبصورتی میں سوسن تھا۔ جب اس کی طرف نگاہ اُٹھائی جائے تو ناز و انداز میں ہرن کا بچہ معلوم ہوتا تھا۔ اور جب وہ اپنا چہرہ چمکائے تو حُسن میں مہ کامل دکھائی دیتا تھا۔ (۱۳) اس میں نخرہ بہت زیادہ تھا۔ اور ناز کی کوئی حد ہی نہ تھی۔ اس کی زلفیں پیچدار اور گرہ در گرہ تھیں۔ اس کی زرہ جیسی زُلفیں کندھوں پر سے لٹک کر کمر تک چلی گئی تھیں۔ (۱۴) وہ روشن چہرے والا۔ سیاہ بالوں والا شیریں زبان اور کڑوی باتوں والا تھا۔ بلحاظ خلعت دشمن بلحاظ چہرہ دوست عمدہ جمال والا اور بلحاظ خصائل بُرا تھا۔ (سخت دل دشنام دہ۔ حُسن کا جلوہ دکھا کر مار دینے والا تھا)۔ (۱۵) اس کے گیسو زرہ کی مانند تھے۔ اور قد نیزہ کی طرح (بلند و بالا تھا) مژگاں تیر اور ابرو کمان تھے۔ دل لوہے جیسا اور جسم ریشم جیسا۔ خط جوشن (زرہ) جیسا اور صورت کے لحاظ سے ڈھال تھا۔ حافظ ؒ ؎

چہ قیامت است جاناں کہ بعاشقاں نمودی ‏ ‏ ‏ ‏ رُخ ہمچو ماہ تاباں دلے ہمچو سنگِ خارا

(۱۶) گداز سُرین والا باریک کمر، کم سخن اور بہت کچھ جاننے والا تھا۔ خورشید جیسے چہرے والا۔ زرہ جیسے دہان والا فولاد جیسے دل والا (سخت دل) اور سیماب جیسے جسم والا تھا۔ (۱۷) **پژماں**۔ پژمردہ۔ **حذر**۔ پرہیز کرنا۔ بچنا۔ بھاگنا۔ **ترجمہ**۔ جب وہ گھر آگیا۔ اور اس نے مجھے اس پژمردگی کی حالت میں دیکھا تو کہنے لگا کہ بغیر کسی وجہ کے تو میری ملاقات سے کیوں پرہیز کرنے لگا۔ (کہ دروازہ نہ کھولا)۔ (۱۸) میں تو چاند ہوں۔ تو اس سیاہ رات میں مجھ سے بے وجہ بھاگ گیا۔ تعجب ہے۔ حالانکہ اندھیری رات میں چاند نظر کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے (۱۹) **آزرم**۔ صلح۔ شرم۔ آشتی۔ مدار۔ **آشوب**۔ پریشانی۔ **نتتر**۔ ملک تتار۔ **ختا**۔ ختن۔ ان دونوں ملکوں کے باشندے حسین ہوتے ہیں۔ **ترجمہ**۔ میں نے کہا کہ اے وہ معشوق کہ تیرا چہرہ ختن کو بھی شرم دلانے والا ہے۔ اور تاتار کو بھی پریشانی میں مبتلا کر دینے والا ہے مجھ سے بھاری غلطی ہوئی (اُسے معاف کر کے) اب تجھے رحم کرنا چاہئے (۲۰) **پُر شور و شر**۔ ایسی شراب جس میں شور و شر سمایا ہوا ہے۔ نشہ آور شراب۔ **ہِل**۔ چھوڑ دے۔ **سبو سنگیں کردن**۔ مٹکا بھرنا **ہائے و ہو**۔ فضول باتیں۔ **ترجمہ**۔ اس نے کہا کہ اب یہ واہیات باتیں چھوڑ۔ اُٹھ اور مٹکے کو نشہ اور شراب سے پُر کر۔ (۲۱) ایسی شراب کہ اگر کانٹوں پر گرائی جائے تو ان میں سے بھی

Marfat.com

سینکڑوں من بید مشک پیدا ہو جائے۔ رنگ میں لعل جیسی، خوشبو میں کستوری جیسی، زیبائش میں چاند جیسی، اور شان میں سُورج جیسی ہو (۲۲) **کرب** ۔ سختی۔ رنج۔ **ترح** ۔ غم و اندوہ۔ **فرح** ۔ خوشی۔ مسرّت۔ **نیران** ۔ آگ۔ دوزخ۔ **ترجمہ** ۔ رنج و غم کے دُور کرنیوالی خوشی کی کان اور مسرّت کی جان ہے۔ دل کے لئے ریحان کے پیالے کے لئے روح غم کے لئے (جلاتے میں) آگ اور آنکھوں کے نُور کا کام دیتی ہے (۲۳) **بیجادہ** ۔ یاقوت۔ سُرخ رنگ کا ایک قیمتی پتھر۔ **لُؤلُؤ** ۔ موتی جس کی لالی آتی ہے **مستقر** ۔ جائے قرار۔ **ترجمہ** ۔ اس کی خوشبو عنبر اور رنگ گوہر کی مانند ہے۔ وہ ایک ثریا نوت، معلوم ہوتا ہے۔ جس کی جائے قرار خشک موتی (پیالہ) ہو (۲۴) **اہرمن** ۔ دیو۔ شیطان۔ **معاصی** ۔ گناہ۔ **مغتفر** ۔ غفران دادہ شدہ بخشے ہوئے۔ **ترجمہ** ۔ عقل کو اس سے تعلق ہے۔ (عقل بڑھانیوالی ہے) جان و دل اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔ اس کے پینے سے شیطان بھی قید ہو جاتا ہے (آدمی کے پاس نہیں بھٹکتا) اور گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ (۲۵) چونکہ وہ صاف اور رواں (جسم میں جاری ہونے والی اثر کرنے والی) ہے۔ اس لئے اُسے ظاہر بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور باطن بھی جس طرح کہ بیان میں مضامین اور تصویروں میں باریکیاں پوشیدہ ہوتی ہیں (۲۶) **بق** ۔ پشہ۔ مچھر۔ **ترجمہ** ۔ اگر اس شراب کو مچھر پی لے۔ تو ہاتھی بن جائے۔ ایک ندی میں گر جائے تو وہ (جوش مار کر) دریائے نیل بن جائے۔ اور اگر کہیں ابابیل اسے پی لے۔ تو مور کو بھی (خوبصورتی میں) مات کر دے۔ (۲۷) اگر کوئی نادان (صوفی) اُسے پی لے۔ تو چھچھورے پن کی وجہ سے جوش میں آ جائے۔ اور خواہ قیامت تک پھر کوشش کرتا ہے۔ اسی کیفیت میں پھنسا رہے جس طرح گدھا کیچڑ میں پھنس جاتا ہے ص ۱۹ (۲۸) میں اُس وقت اپنی جگہ سے اُٹھا اور اپنے دل کو غم سے فارغ کیا۔ خوشی کی مجلس آراستہ کی۔ اور ماحضر (جو کھانا موجود تھا) ترتیب دیا (معشوق کے سامنے لا رکھا) (۲۹) میں نے اس کے لئے رباب۔ سارنگی۔ بانسری۔ نقل۔ کباب۔ جام شراب اور تمام عیش و عشرت کے ساز و سامان تیار کئے۔ (۳۰) **اہلاً و سہلاً** ۔ **مرحبا** ۔ عرب میں جب کوئی مہمان دُور دراز کا راستہ طے کر کے آئے۔ تو اس وقت یہ تینوں کلمات کہے جاتے ہیں۔ جسکے لفظی معنی اہلاً۔ تو اپنے اقربا کے پاس دُور سے آیا۔ سہلاً۔ اور ہماری زمین کو سیراب کیا۔ مرحبا خدا تجھے فراخی بخشے۔ اس کے مقابلہ میں فارسی میں خوش آمدید۔ صفا آوردی بھی ہو سکتا ہے۔ ترجمہ۔ میں نے اس کی قبا کے بٹن کھول دیئے۔ اور کہا کہ اے شیریں لب معشوق خوش آمدی۔ صفا آوردی۔ شراب پی۔ کہ صبح کا وقت ہونے والا ہے۔ (۳۱) چونکہ تو دل کا آرام۔ محفل کی

Marfat.com

شمع اور جہان کے عیش کا حاصل ہے۔ اس لئے تیرے وصل سے اچھّی اور کیا چیز ہو سکتی ہے (۳۲)
اس بیگانگی (کوراپن) کو سر سے رکھ دے (چھوڑ دے) یہ بیگانگی اچھی نہیں۔ بیٹھ جا۔ تو بھی کھا
پی۔ اور ہمیں بھی کچھ کھلا پلا۔ خوشی لا۔ اور غم لے جا۔ (۳۳) **بذلہ**۔ لطیفہ۔ **دل جستن**۔
دل خوش کرنا۔ **انگبیں**۔ شہد۔ **ترجمہ**۔ لطیفے سن بھی اور سنا بھی۔ دل کو بھی خوش کر اور پھول بھی
سونگھ (شراب کی) صراحی بھی پی اور مٹکا بھی۔ اور شہد و شکر بھی کھالے (۳۴) **رخش**۔ گھوڑا
جہاں۔ جہانیدن سے۔ کودانا۔ **ترجمہ**۔ چونکہ یہ جہان گذر جانے والا ہے (فانی ہے)
اس لئے غم کے گھوڑے کو باہر دوڑا دینا چاہیئے۔ کیونکہ ظاہر و باطن نقشوں میں سے کوئی بھی
نشان باقی نہیں رہتا (۳۵) خوشی و مسرّت ہی اچھّی چیز ہے۔ کیونکہ فائدہ و نقصان کے نقش سے
انسان کی عمر کا درخت جان کی خوشی کے سوا اور کوئی پھل نہیں رکھتا (خوشی ہی ایک عُمدہ چیز ہے)
(۳۶) ہمارا حال تو یہی (کہ ہم خوشی مناتے ہیں) ہے۔ جس وجہ سے ہمارا نصیبہ ترقی پر ہے۔ اے
معشوق ماہ و سال سے سوائے اس (خوشی) کے ہمارا اور کوئی حصّہ نہیں ہے

ہنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی　　کایں کیمیائے ہستی قاروں کند گدا را

(۳۷) آج میں تیرے وصل سے خوش ہوں۔ کل میں غم کی وجہ سے آگ میں پڑا ہوں گا۔ کیونکہ
کل میں سفر میں جانے کو تیار بیٹھا ہوں۔ (اپنے ارادہ کا سامان سفر کے لئے باندھ رہا ہوں)
(۳۸) جب سفر کا نام لیا گیا۔ تو وہ شوخ چشم (معشوق) بہت آزردہ ہوا۔ اور غم سے ایسا
پژمردہ ہوا۔ جیسے خزاں درخت کی شاخیں مُرجھا جاتی ہیں۔ (۳۹) **مہرۂ سلیمانی**۔ مُراد آنکھ
ہے۔ کلمہ تنبیہ۔ **از دست و پا رفتن**۔ غصّہ میں آنا۔ **ترجمہ**۔ وہ اپنے ہیرے (چہرہ)
مونگا گھسانے والا بن گیا (اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا) اور اپنے سلیمانی منکے (آنکھ) سے مرجان
پیدا کرنے والا ہو گیا (رونے لگا) بڑے غصّے میں آگیا۔ اور (غصّے میں) اپنے مُنہ اور سر پر
ہاتھ مار لئے۔ (۴۰) **جزع و فزع**۔ رونا پیٹنا۔ **اسکت**۔ ساکت ہو جا۔ چُپ کر۔ **لکع**۔
بندہ نفس۔ ذلیل۔ خوار۔ بے حیا۔ حریص۔ **عذبت**۔ تو نے عذاب دیا۔ دُکھ دیا۔ تکلیف دی۔ حلق
آنکھ۔ **سہر**۔ بیداری۔ **ترجمہ**۔ وہ بہت رویا پیٹا۔ اور آہ و زاری کی۔ اور کہنے لگا۔ کہ اے
حریص چُپ رہو۔ تو نے (مُفت میں ہی) میری آنکھوں کو بیداری کی تکلیف دی (۴۱)
خیزراں۔ بید کی چھڑی۔ **چنبر**۔ دائرہ۔ **ضیمران**۔ ریحاں۔ نازبو۔ **ترجمہ**۔ اس
(پیٹ پیٹ کر) اپنے گل ارغوان (جیسے چہرے) کو ریحان (نیلگوں) بنا لیا۔ اور اپنے یاقوت

Marfat.com

(جیسے رخساروں کو) موتیوں (جیسے آنسوؤں) سے آزردہ کر لیا (۴۲) دہ ہلال۔ مُراد ہاتھ
دس اُنگلیاں۔ پرتاب کردن۔ اُڑا دینا۔ پھینک دینا۔ تاج۔ تیر۔ نیزہ۔ ترجمہ۔ سر سے
ٹوپی اُتار کر پھینک دی، اور اپنے دس ہلال (جیسی اُنگلیوں) اور چاند (جیسے مُنہ) کو آزردہ کیا
(نوچ لیا) اس کی ہر نگاہ میں سینکڑوں خنجر اور ہر ایک نظر میں ہزار ہا تیر تھے (۴۳) عبہر
گُل نرگس۔ بیختن۔ چھاننا۔ بیزد۔ مضارع۔ ترجمہ۔ اس نے اپنے پھول (جیسے چہرے) پر موتی
گرائے۔ اور اپنے چاند (جیسے رخساروں) پر عنبر (جیسے خوشبودار آنسو) جھاڑے اور اپنی نرگس
(جیسی آنکھوں) سے ترمروارید (جیسے آنسو) برسائے۔ (۴۴) اس کے دل کے تنور سے ایسا غم کا
پانی جوش مارنے لگا۔ کہ جس کے سامنے طوفان بھی شرمندہ تھا۔ (اور وہ غصّہ میں آکر) نوح علیہ السلام
کی طرح لگاتار ربی لاتذر کہہ رہا تھا۔ تنور۔ طوفان۔ نوح۔ رب لاتذر۔ بہت مناسبت سے
لایا ہے۔ حضرت نوحؑ نے کفار سے تنگ آکر دُعا مانگی تھی۔ کہ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ
مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا۔ کہ اے خدا زمین پر کافروں کا کوئی گھر نہ چھوڑیو۔ جس پر انہیں
کشتی بنانے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور طوفان کے آنے کی علامت یہ بتائی گئی تھی۔ کہ جلتے ہوئے
تنور میں سے جب پانی شعلے مار کر نکلنے لگے۔ اُس وقت تم مع احباب کشتی میں سوار ہو لینا
تنور کی مناسبت سے شاعر باقی الفاظ بھی لایا ہے۔ گویا معشوق بھی غصّہ میں آکر یہی کہہ رہا تھا۔
کہ اے خدا کسی کو زندہ نہ چھوڑیو۔ (۴۵) میں نے اس سے کہا۔ کہ تو ایسے کیوں ہو گیا۔ اس نے کہا
جا چُپ رہو۔ تو مجھے بہت دُکھ دیتا ہے۔ اور مجھ سے بُرے الفاظ بھی کہہ دیتا ہے۔ (۴۶)
میں تجھے ہر وقت حریص آدمی کی طرح کسی نہ کسی چیز کا مشتاق ہی دیکھتا ہوں۔ اور غافل
آدمیوں کی طرح تو آگے پیچھے سے پریشان حال اور سراسیمہ ہی رہتا ہے (تجھے اپنے آگے
پیچھے کا کوئی پتہ نہیں) صنعت (۴۷) اختراع۔ اتباع۔ نقش قدم پر چلنا۔ پیروی
کرنا۔ ترجمہ۔ کبھی کوئی پیشہ اختیار کر لیتا ہے۔ کبھی کسی طریقہ کا پیرو بن جاتا ہے۔
اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے خدا سے ڈر، اور پوری طرح پر ڈر۔ (۴۸) نہ ہی تو عارف ہے
نہ پرہیزگار۔ نہ شرابی، نہ پاکدامن۔ نہ نیک بخت، نہ بدبخت، نہ انجام سوچنے والا۔ اور نہ
گذشتہ افعال پر (نادم) نظر ڈالنے والا۔ (۴۹) بہل۔ چھوڑ۔ ہلیدن۔ مصدر۔ بحل کردن
معاف کرنا۔ حضر۔ شہر میں رہنا۔ ضد سفر۔ ترجمہ۔ اپنی اس (سفر کی) آرزو کو ترک کر دے
ورنہ میں تجھے معاف نہیں کروں گا۔ مجھے معلوم ہے۔ اگر تو نے شہر سے (سفر کے لئے) سامان

Marfat.com

باندھ لیا۔ تو شرمندہ ہوگا (۵۰) ابھی تجھے اس تھوڑے سے روپیہ کے لئے سفر کرنے ۔سفر
کی تکالیف برداشت کرنے اور اپنے جان و دل کو دُکھ دینے کی کیا ضرورت پڑی۔ (۵۱)
خنبل۔ گلۂ اسپاں۔ رمہ۔ گلۂ گوسفنداں۔ دمدمہ۔ فریب۔ چاپلوسی۔ مکر و حیلہ۔
ترجمہ۔ گھوڑوں۔ بھیڑوں وغیرہ (کے حاصل کرنے) کے لئے اتنی ہائے ہائے اور چاپلوسی
کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دُنیا میں یہ چیزیں بھی نہیں رہیں گی اور دُنیا کی بھی اتنی قدر و قیمت
نہیں۔ (۵۲) کام۔ مقصد۔ خاور۔ مشرق۔ باختر۔ مغرب۔ ترجمہ۔ مَیں مانتا ہوں۔ کہ
سفر سے تیرے مقاصد پورے ہو جائیں گے۔ اور خورشید کی طرح تو نامور ہو جائے گا۔ اور
صبح سے لے کر شام تک تو مشرق و مغرب میں پھر جائیگا۔ (مشرق و مغرب میں مشہور ہو جائیگا)
(۵۳) کیا تجھے اس تکلیف کا خیال نہیں آتا۔ کہ تو ایک ایسے (آدمی کی) درسگاہ سے جُدا ہو جائیگا
جس کو خدا نے تمام منصف بادشاہوں پر فتحمندی عطا فرمائی ہے (۵۴) **سمک**۔ مچھلی۔
پُرانے زمانے کے لوگوں کا خیال ہے۔ کہ زمین کے نیچے ایک مچھلی ہے۔ اور اُس پر بیل
کھڑا ہے۔ جس نے سینگوں پر زمین اُٹھا رکھی ہے۔ دوسرا مصرعہ اس طرح چاہیئے۔ ؎
با خلق و کردارے ملک با خلق دیدار بشر۔ ترجمہ۔ شاہ آفریدوں کی زمین سے لیکر آسمان
تک اُس کی شہرت پھیلی ہوئی ہے۔ اخلاق حمیدہ اور افعال عمدہ کے لحاظ سے فرشتہ
ہے۔ اور خلقت کے لحاظ سے لوگوں کی زیارت گاہ ہے (۵۵) **راستین**۔ راست رو
جود۔ سخاوت۔ شمر۔ چھوٹا تالاب۔ جوبچہ۔ ترجمہ۔ مبارک اور راست رو بادشاہ
ہے۔ جس کی آستینوں میں (سونے چاندی کی) کانیں ہیں۔ اُس کی قدر کے مقابلے میں
آسمان بھی زمین ہے۔ اور سخاوت کے سامنے سمندر بھی ایک چھوٹا سا تالاب ہے۔ (۵۶)
منکوب۔ نکبت دادہ شدہ۔ ذلیل کیا ہوا۔ عاجز کیا ہوا۔ **قہرمان**۔ زبردست حاکم
ترجمہ۔ چار حدیں (ساری دُنیا) اس کے حکم کی مغلوب (محکوم) ہیں۔ دیو اور درندے اس
کے قہر کے عاجز کئے ہوئے ہیں۔ نیک و بد پر حکومت کرنے والا۔ اور نیکی اور بدی پر زبردست
حاکم ہے۔ (۵۷) کیا۔ بادشاہ۔ اذکیا۔ جمع زکی۔ ذہین۔ پرہیزگار۔ قابل آدمی۔
مطاف۔ طواف کرنے کی جگہ۔ ترجمہ۔ دُنیا اور مخلوق کا بادشاہ ہے۔ اس کا محل
بڑے بڑے آدمیوں کے طواف کی ہے۔ جنت اس کے اخلاق کے سامنے ایک گھاس
اور دوزخ اس کے قہر کا ایک شرارہ ہے۔ (۵۸) **عین**۔ آنکھ۔ **عون**۔ مددگار۔

Marfat.com

غیبث۔ بادل۔ غوث۔ فریاد رس۔ فصل۔ باب۔ جزوے از کلام۔ ترجمہ۔ زمین کی آنکھ اور زمانے کا مددگار جہان کا بادشاہ اور بڑے بڑے سرداروں کا چاند۔ بخشش کا بادل اور امن کا غوث۔ ادب کا باب اور ہنر کی جڑ ہے (۵۹) دہی۔ داد و دہش۔ ہا۔ مہی۔ نہادن ہیں سے۔ سہا۔ بنات النعش کے دوسرے ستارے کے پاس ایک چھوٹا سا ستارہ ہوتا ہے۔ مدر کلوخ۔ ڈھیلا۔ ترجمہ۔ داد و دہش ہیں وہ بہتری کی کان ہے۔ اور زرداری ہیں شان و شوکت کا دریا ہے۔ خورشید اس کی صائب رائے کے سامنے سہا اور یاقوت اس کی سخاوت کے سامنے ڈھیلے ہیں۔ (۶۰) مذبوح۔ ذبح کیا گیا۔ رمح۔ نیزہ کا بھالا۔ مرجوح۔ مغلوب۔ عاجز۔ درماندہ کمزور۔ مطروح۔ ذلیل کیا ہوا۔ پھینکا ہوا۔ ترجمہ۔ (زمین کے نیچے کی) مچھلی بھی اس کی تلوار کی مذبوح ہے۔ آسمان اس کے نیزے سے مجروح ہے۔ فرشتے اس کے اخلاق کے سامنے مغلوب ہیں اور شکر بھی اس کی شیریں زبانی کی پرے پھینکی ہوئی چیز ہے۔ (۶۱) اس کا غصہ دوزخ کی طرح جان کو کاٹنے والا۔ اس کی محبّت جنت کی طرح جان کو تقویت دینے والی ہے۔ قضا اس کے حکم کی تابع اور تقدیر اس کے حکم کی پیرو ہے۔ پہلے مصرعہ میں قہر کی بجائے مہر چاہیئے (۶۲) حرم۔ حدود کعبہ جہاں کسی جاندار کو تکلیف دینا گناہ عظیم ہے۔ سقر۔ دوزخ۔ ارم۔ بہشت شداد۔ ترجمہ۔ دُنیا اس کے عدل کی وجہ سے حرم بنی ہوئی ہے۔ اس کے عہد میں بخشش و کرم رائج ہو گئی ہے۔ بہشت اس کے اخلاق کا ایک باب۔ اور دوزخ اس کی تلوار کی ایک چمک ہے۔ (۶۳) اے وہ شخص کہ چاند اور سُورج کی طرح تیری تلوار نے خشک و تر کو فتح کر لیا ہے۔ اور اے وہ شخص کہ صبح کی روشنی کی طرح تیری شہرت بحر و بر کو گھیرے ہوئے ہے۔ (۶۴) خنگ۔ گھوڑا۔ ہبا۔ گرد و غبار۔ ہدر۔ مباح۔ ترجمہ۔ تیرا گھوڑا ہوا ہے۔ اور اس ہوا کے سامنے دُشمنوں کے جسم گرد و غبار کی طرح اُڑ جاتے ہیں۔ اور تیری تلوار وبا ہے۔ اور اس وبا کو ظالموں کا خون مباح ہے (۶۵) گوان۔ بہادر۔ پہلوان۔ تو ہر ایک پلید پر قہر کرنے والا۔ ہر ایک شہر پر زبردست حاکم۔ ہر ایک امین پر مہربان اور ہر زمین میں مشہور رہے

۲۱-(۶۶) جس دن تیرے بہادروں کی تلوار سے زمین سے ارغوان (سُرخ رنگ) اُگتا ہے اور تیرے کی نوک سے اس طرح خون جاری ہوتا ہے۔ جس طرح کہ نشتر لگنے سے چلتا ہے۔ (۶۷) فندز۔ سمور۔ اود بلاؤ کی کھال۔ ترجمہ۔ خون اور گرد کی وجہ سے زمین کی سطح چینیوں کے کپڑوں جیسی ہو جاتی ہے۔ جس کپڑے کی آستین اطلس اور استر سمور کا ہو۔ (۶۸) شل۔ چھوٹا نیزہ

Marfat.com

ترجمہ - بھالوں - تلواروں اور تیروں کی وجہ سے جو لگاتار برستے ہیں - اور جانستان تیروں کی وجہ سے جو دشمنوں کے دلوں پر کارگر ہوتے ہیں - (۶۹) (ایسا معلوم ہوتا ہے) کہ خدائے آسمان نے دُنیا میں سوائے خنجر - تلوار - نیزہ - تیر اور کلہاڑے کے کچھ پیدا ہی نہیں کیا - شعر نمبر ۶۶ سے لیکر نمبر ۶۹ تک قطعہ بند ہیں - (۷۰) عجین - گُندھا ہُوا - اہل کین - دشمن - ترجمہ - چونکہ دشمنوں کی جان خاک راہ کے ساتھ گُندھ جاتی ہے - اس لیئے (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) گویا زمین کی مٹی بھی جانداروں کی طرح جان رکھتی ہے - (۷۱ تا ۷۴) شکردن - توڑنا - جان شکر - جان کو توڑنے والی حک گردن - چھیل دینا - مفرّ - بھاگنے کی جگہ - مناص - جائے پناہ - مفر - جائے فرار - قصاص - بدلہ لینا - ترجمہ - جب تو گھات سے نکلتا ہے - اور اپنی پانی جیسی (صاف شفاف چمکدار) تلوار کے ڈنک اور جان کو توڑ دینے والی تلوار کی نوک سے خُون کے دریا جاری کر دیتا ہے - تیرا نیزہ آسمان تک (کی مخلوقات کو) پھاڑ دیتا ہے - اور تیری تلوار زمین کے نیچے کی مچھلی تک کو کاٹ دیتی ہے - اور مخلوق کی زندگی کے نقش کو یہ (تلوار) تو نیچے سے اور وہ (نیزہ) اوپر سے تراش دیتے ہیں - تو تیرا دشمن ہر قدم پر جان کے خوف کے مارے کہتا ہے - کہ خوب مجھے دار العدم اور دوزخ کی آگ نصیب ہوئی - اور قصاص کے خوف کے مارے (یہ بھی) کہتا ہے - کہ جائے گریز جائے پناہ نجات - خلاصی - جائے قیام - اور جائے قرار کہاں ہے (مجھے تو کہیں پتہ نہیں ملتا) - (۷۵) اے بادشاہ میری ایک التماس باقی ہے - ایک دم کے لیئے سُن لے - کہ آسمان نے مجھے ایک بے بال و پرندے کی طرح پنجرے میں ڈال رکھا ہے (۷۶) اقران - ہمسر - ساتھی - ترجمہ - ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوا ہے - کہ تو نے مجھے اپنے ہمسروں سے بڑھا دیا ہے - تُو نے مجھے سونا - چاندی - خزانہ اور زر و جواہر دیئے ہیں - (۷۷) خواستہ - مال - زر و سیم - ترجمہ - مجھے بغیر سوال ہی کے بہت دفعہ تو نے زر و سیم اور مال بخشا ہے - لیکن اب میرا عزم (ارادہ) سفر کرنے کا ہے (۷۸) رہی - نوکر - غلام - خطر - عزّت - ترجمہ - نہ ہی میرے پاس کوئی گھوڑا ہے - اور نہ ہی کوئی نوکر - روپے پیسے سے بھی میری جیب خالی ہے - میرے سر میں سرداری کا فکر بھی ہے - اور میرے دل میں عزّت کا ارادہ بھی (۷۹) زرِ جعفری - زر منسوب بجعفر برمکی - یا جعفر کیمیا گر - ہارون الرشید کے عہد میں جعفر برمکی کی وزارت سے پہلے سکوں میں کچھ کھوٹ ملا دیا جاتا تھا - جسے جعفر برمکی نے بند کیا - مراد زر خالص - عبقری - عمدہ کپڑا - بربر - حبش کے اطراف میں ایک خطّہ ہے - جہاں کے لوگ ملیح ہوتے ہیں - بارہ -

Marfat.com

چار پایہ۔ گھوڑا۔ ترجمہ۔ مَیں خالص زر عبقری بربری غلام اور راستہ طے کرنے کے لئے کوئی گھوڑا چاہتا ہوں۔ (۸۰) اجرائے۔ وظیفہ۔ روزینہ۔ گیتی خدا۔ دنیا کا مالک۔ بادشاہ ترجمہ۔ مَیں بادشاہ سے جس پر دُنیا کی جان قربان ہو۔ یہ بھی چاہتا ہوں۔ کہ میرا وظیفہ (آدھا اور زیادہ کردے) ڈیوڑھا کردے۔ (۸۱) بعد ازیں جبکہ بادشاہ کی درگاہ سے میرے عیش کا درخت بارور ہؤا ہے۔ مَیں یہ بھی چاہتا ہوں کہ گاہے گاہے مجھے دربار میں بھی آنے کی اجازت دی جائے۔ (۸۲) تیرا کام سخاوت کرنا۔ میرا کام تعریف کرنا۔ تیرا کام عطیہ کرنا۔ میرا کام دُعا کرنا۔ تیرا کام بخشش کرنا۔ میرا کام وفاداری کرنا۔ اور تیرا کام (خدا سے) مراد مانگنا اور خدا کی طرف سے فتحمندی (اس مراد کا پورا کرنا) ہے۔ (۸۳ و ۸۴) دمن۔ ایسی جگہ جہاں بول و براز۔ کوڑا کرکٹ پڑا رہے۔ کوڑی۔ ہالہ۔ چاند کے گرد جو سیاہ حلقہ ہوتا ہے۔ ترجمہ جب تک کوڑیوں سے گل لالہ اُگے۔ اور جب تک چمن میں بارش برسے۔ جب تک مُنہ سے آہ و نالہ پیدا ہو۔ اور جب تک چاند کے گرد ہالہ رہے۔ تب تک تیرے دوست بڑھتے رہیں اور دشمن کم ہوتے رہیں۔ یہ (دوست) تو عزیز ہو۔ اور وہ (دشمن) ذلیل یہ (دوست) تو تندرست اور وہ (دشمن) بیمار۔ یہ (دوست) خوش اور وہ (دشمن) نوحہ گر رہے۔

۲۲۔ (۸۵) اے قاآنی تیرے ان اشعار اور تیری اس ہُنروں بھری گفتگو کی وجہ سے منصف بادشاہ کے سامنے تیرے بازار (لیاقت) کی رونق بڑھ جائے گی۔

قصیدہ نمبر ۷

شہنشاہ اسلام پناہ ناصر الدین شاہ قاچار مرحوم کی تعریف میں

(سارا قصیدہ لف و نشر مرتب پر مشتمل ہے)

(۱) راغ۔ جنگل۔ دم۔ تیزی۔ غو۔ گرج۔ شور۔ تندر۔ رعد۔ گرجنے والی بجلی۔ ترجمہ بادل کے ترشح۔ ہوا کی تیزی۔ بجلی کی چمک اور رعد کی گرج دُنیا کو باغ۔ جنگل۔ پہاڑ اور دروں کی طرف گھسیٹے لا رہے ہیں۔ (۲) شخ۔ دامن کوہ۔ ہوا۔ خلا۔ جو زمین آسمان کے درمیان ہے جُو۔ نل۔ ٹیلہ۔ حواصل۔ پیٹ۔ ترجمہ۔ دامن کوہ بیبوتی کی وجہ سے حواصل کے بازوؤں جیسا۔ خلا چاندنی کی وجہ سے شاہین کی آنکھ جیسا۔ باغ پھولوں کی وجہ سے ہدہد کے تاج جیسا۔ اور ٹیلے سبزہ کی وجہ سے طوطی کے پروں جیسے ہو رہے ہیں (۳) اقحوان۔ گل بابونہ۔

Marfat.com

شاہ اسپرم - گل ریحان - اسود - سیاہ - ابیض - سفید - احمر - سُرخ - اخضر - سبز - ترجمہ - بادل - گل بابونہ - لالہ اور ریحان کی وجہ سے تو دیکھے گا - کہ خلا سیاہ - زمین سفید - کوڑیاں سُرخ اور باغ سرسبز ہو رہے ہیں (لف و نشر مرتب ہے) (۴) کہربا - زرد رنگ کا ایک پتھّر ہوتا ہے - جو گھاس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے - شنبلید - میتھی کا پھول جو زرد ہوتا ہے - بوستان افروز - گل ارغوان - سیسبر - پودینہ کی قسم کی ایک خوشبودار گھاس ہوتی ہے ترجمہ - گل لالہ - شنبلید - ارغوان اور سیسبر - عقیق - کہربا - مرجان اور فیروزے کی مانند ہیں - (۵) ہائم - سرگشتہ - لوشا - ایک مصوّر کا نام ہے - ارژنگ - چین کا ایک مصوّر تھا - نقش و نگار والی کتاب کو بھی کہتے ہیں - مانی - مشہور چینی نقاش - آذر - حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد جو بُت تراشا کرتے تھے - ترجمہ - کیا لوشا کیا ارژنگ کیا مانی اور کیا آذر سب خداوند تعالیٰ کی صنعت دیکھنے میں محو ہیں - اور حیران و سرگشتہ اور ششدر ہو رہے ہیں (۶) اب سنبل - شمشاد - باغ اور بوستاں کی وجہ سے - چمن با زیب - کوڑیاں با تمکنت - زمین خوبصورت اور زمانہ زیور والا بن گیا ہے - (۷) باغ کے صحن - جنگل کے اطراف - سرد کے نیچے اور نہر کے کنارے پر چہل قدمی کر - اپنے مقاصد کو حل کر - جام شراب پی - اور ساغر مے چڑھا جا (۸) ونیزہ - خصوصاً - شنگول - شوخ - رعنا - ششنگ - شنگول - ترجمہ - بالخصوص - ایک شوخ رعنا - چلبلے اور بے پرواہ معشوق کے جو باتیں کرنے والا - خوش آواز - افسوں گر اور حیلہ باز ہو - (شراب پینا کیسا پُر لطف ہوتا ہے) (۹) چنبیلی جیسی عادت والا (ہمیشہ خندہ پیشانی) چنبیلی جیسی خوشبو والا - چنبیلی جیسے چہرے والا - اور چنبیلی جیسی پیشانی والا - پری جیسی طبیعت والا - پریزاد - پری جیسے چہرے والا - اور پری جیسی شکل والا ہو - (۱۰) بر - جسم - فر - زیبائش حسُن - طُوبیٰ - بہشتی درخت - خد - رُخسار - ترجمہ - اس کا جسم ریشم جیسا - حُسن عمدہ قد طُوبیٰ - اور رخسارے جنّت ہوں - جسم روشن - خط زرہ - چہرہ گلشن اور لب شکر جیسے میٹھے ہوں - (۱۱) بالا کش - کشیدہ قامت - سیما - پیشانی - ناز - درخت سرو یا صنوبر - ترجمہ - کشیدہ قامت کشادہ پیشانی - دلکش بالوں والا اور آگ جیسی خود والا - ہرن جیسی آنکھوں والا - سرو جیسے قد والا بہشت جیسے رُخساروں والا - عنبر جیسے خط والا ہو - (۱۲) میرے چاندی کے سرو (معشوق) جیسا (ہو) جو چہرے بالوں - رخسار اور لبوں کے لحاظ سے روشن چاند - بال سیاہ رات - رخسارہ گل سوری اور لب سُرخ شراب جیسے ہیں (۱۳) اس کے ہاتھ

Marfat.com

(مہندی کی وجہ سے) رنگین۔ دل پتھر جیسا۔ خط کستوری جیسا اور لب میٹھے ہیں۔ عادت میں سرکش۔ منہ سوسن جیسا۔ چہرہ گلشن جیسا اور جسم سنگ مرمر کی طرح (سفید) ہے۔
۲۳۔ (۱۴) **ہاروت و ماروت**۔ دو فرشتے ہیں۔ یہاں ہاروت سے مراد آنکھیں اور ماروت سے مراد زلفیں ہیں۔ **آب**۔ آبداری۔ چمک۔ **گلبرگ**۔ پھول کی پتّی۔ مراد رخسار۔ **مرجان**۔ مونگا۔ مراد لب۔ **ترجمہ**۔ اس کے دونوں ہاروت اور دونوں ماروت دونوں پھول کی پتیاں اور دونوں مرجان نیند سے پیچ و تاب اور آبداری اور شکر سے پر ہیں۔ (۱۵) مجھے اس کے غم و اندیشہ اور فکر و خیال میں جینا دوبھر ہو رہا ہے۔ دونوں پاؤں کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں (مصیبت میں مبتلا ہوں) دل میں خواہش اور سر میں حرص ہے۔ (۱۶) **کفتن**۔ ترکیدن۔ پھٹنا۔ **تفتہ**۔ طپیدہ۔ **چنبر**۔ دائرہ۔ حلقہ۔ **ترجمہ**۔ اسکے عشق سے انار۔ آگ۔ سانپ اور اژدہے کی طرح میرا جگر پھٹ گیا ہے۔ دل تپ رہا ہے جسم سُن ہو رہا ہے۔ (بےحس ہو رہا ہے) اور قد حلقے جیسا ہو گیا ہے۔ (۱۷) **طلوع**۔ رغبت۔ **اطاعت**۔ **از بر کردن**۔ یاد کرنا۔ **ترجمہ**۔ لیکن پھر بھی میں اس سے خوش ہوں کہ سال و ماہ بلکہ صبح و شام۔ بڑی رغبت اور میلان سے بادشاہ کی تعریف کو ازبر یاد کر لیتا ہے۔ (۱۸) تخت و تاج اور دین و دولت کی آرائش ناصر الدین شاہ جو کہ ناموری کا متلاشی حکومت کرنیوالا۔ چاندی برسانے والا۔ اور سونا بخشنے والا ہے۔ (۱۹) شاہی اصل۔ شاہی نسل۔ شاہی نام اور شاہی طور طریقے والا ہے۔ فرشتوں جیسی طبیعت۔ فرشتہ خو فرشتہ شکل۔ اور دیکھنے میں بھی فرشتہ معلوم ہوتا ہے (۲۰) دشمنوں کو قید کرنے والا۔ فتحمند۔ ہنر کا متلاشی اور ہنرمند ہے۔ عطیہ (مال و دولت) بخشنے والا۔ صبا کے گھوڑے والا۔ آسمان جیسی قدر والا۔ اور سخاوت کو شائع کرنیوالا ہے۔ (۲۱) **یال**۔ گردن۔ **بال**۔ کندھے سے لیکر پہنچے تک کا حصّہ۔ **ترجمہ**۔ قوی حال مضبوط گردن والا۔ مضبوط بانہوں والا۔ اور قوی بازو ہے۔ جہاں جو۔ جہاں کا فاتح۔ جہان کا رکھنے والا۔ جہان کا منصف ہے۔ (۲۲) **طابع**۔ فرمانبردار۔ نوکر۔ **ترجمہ**۔ ایسا بادشاہ ہے کہ بڑی رغبت۔ خود بخود۔ جان اور دل سے۔ قضا تابع۔ تقدیر قرض دار۔ فرشتے خادم اور آسمان نوکر ہے۔ (۲۳) **معارک** جمع معرکہ۔ **بلارک**۔ فولادی تلوار۔ **ترجمہ**۔ حقیقت کا پڑھنے والا۔ باریکیوں کا سمجھنے والا معرکوں کا تلاش کرنے والا اور شمشیر زن ہے۔ آسمان کے سے مرتبے والا۔ بڑے سرمائے والا۔ ہما کے سے سائے والا اور مبارک شان و شوکت والا ہے (۲۴) اس کے فضل کے فیض

Marfat.com

زیادہ بخشش۔ عمدہ اخلاق اور خوبصورتی کی وجہ سے اس کا دل صاف اس کا ہاتھ کفائت کرنیوالا۔ اس کا دم شفا دینے والا۔ اور اس کا چہرہ روشن ہے۔ (۲۵) **مفتون** ۔ فریفتہ۔ **مکنون** پوشیدہ **شعف** ۔ فریفتہ **مضمر** ۔ پوشیدہ۔ **ترجمہ** ۔ تو اپنی (صائب) رائے۔ **فکر** ۔ **طبیعت** اور دل کی وجہ سے ہمیشہ اس پر عقل کو فریفتہ۔ ہنر کو چھپا ہوا۔ پھڑکتے ہوئے **مضامین** ۔ اور بزرگی پنہاں دیکھے گا (۲۶) **عصب پٹھے** ۔ **ترجمہ** ۔ واہ واہ تیرے دشمن کے تن۔ بدن۔ آنکھوں اور جسم پر اس کے پٹھے۔ زنجیر۔ رگیں۔ تلوار۔ پلکیں تیر۔ اور بال نشتر ہیں۔ (۲۷) **حسام** ۔ تلوار۔ **ترجمہ** ۔ تیری شان و شوکت۔ بخت و اقبال کی تلوار کے لئے بھی زیبا ہے۔ کہ آسمان اس کا لوہا۔ تقدیر قبضہ۔ بزرگی صقل۔ اور فتحمندی جوہر ہو۔ (۲۸ تا ۳۱) **گوپال** ۔ گرز آہنی۔ **گوال** ۔ بہادراں۔ **سنبیدن** ۔ سوراخ کرنا۔ **اشہب** ۔ سبزہ گھوڑا۔ **ابرش** ۔ گھوڑا۔ **ادہم** ۔ سیاہ گھوڑا۔ **اشقر** ۔ سرنگ رنگ کا گھوڑا۔ **گاز** ۔ قینچی۔ **کورہ** ۔ بھٹی۔ **تبر** ۔ کلہاڑا۔ **پتک** ۔ ہتھوڑا۔ **سندان** ۔ اہرن۔ **آہنگر** ۔ لوہار۔ **ترجمہ** جس روز لوگوں کے کان۔ ہوش۔ جان اور دل کو نقارے کا شور۔ گھوڑوں کی رفتار۔ گرز کا سر۔ اور تلوار کی دھار پریشان کر دیتے ہیں۔ اور تیر۔ تلوار۔ گرز اور بہادروں کے گوپال کے ڈر سے قضا سرگشتہ۔ تقدیر حیران۔ زمانہ عاجز اور زمین بیقرار ہو جاتی ہے۔ اور تیرا سبز گھوڑا اپنے سُم۔ ابلق اپنی دُم۔ سیاہ اپنی رفتار اور سرنگ اپنے نعل سے پتھروں کو کھرچ دے۔ گرد اڑائے۔ خاک گرائے اور زمین سوراخ کر دے۔ (تو اس دن) بلا قینچی۔ دشمنوں کے جسم لوہا۔ نیزے آگ زمین بھٹی۔ کلہاڑا۔ ہتھوڑا۔ ڈھال۔ اہرن۔ جانیں دھونکنی اور موت لوہار بن جاتی ہے۔ (۳۲) **نبرد** ۔ لڑائی۔ **تف** ۔ لعاب دہن۔ **ترجمہ** ۔ دلیر۔ لڑائی۔ جنگ۔ فتنہ اور فساد کے لئے صفوں میں جاتے ہیں تو ان کے منہ (غصے) سے جھاگ آجاتے ہیں۔ ہاتھ میں نیزے اور ڈھالیں سر پر ہوتی ہیں۔

۳۴-(۳۳) **ضرغام** ۔ شیر خفتان۔ زرہ کے اوپر کا لباس۔ چلتہ مغفر۔ خود۔ **ترجمہ** ۔ تیرے نیچے چالاک۔ چست۔ زبردست۔ تیز۔ پہاڑ اڑا دینے والا۔ زمین کوٹ دینے والا۔ راستہ طے کرنے والا۔ قوی ڈیل ڈول کا سیاہ گھوڑا ہوتا ہے۔ (۳۵) **سرین** ۔ رانیں **ساق** ۔ پنڈلیاں۔ **کیف** ۔ بازو **سطبر** ۔ موٹا۔ **ترجمہ** ۔ اس کی رانیں۔ سُم۔ پنڈلیاں۔ سینہ۔ بازو۔ اور کمر موٹی۔ سخت۔ باریک۔ فراخ۔ فربہ اور پتلی ہے (لف و نشر مرتب)۔ (۳۶) **اندام** جسم

Marfat.com

شراع - بادبانِ کشتی - نورق کشتی - بلط - چپو - عرشہ کشتی کے اوپر جو بیٹھنے کیلئے جگہ ہوتی ہے - اس کی دُم - جسم - ایال - بازو - زین اور رکاب - بادبان کشتی چپو عرشہ اور لنگر ہیں - (۳۷) اس کے پاؤں ہوا - سُم اہرن - جسم بادل اور رفتار طوفان ہے - اس کے منہ کا جھاگ برف - طبیعت بارش - دوڑ بجلی اور آواز گرج جیسی ہے - (۳۸) گیو - بہادر پہلوان نیو - سردار شجاع - صفدر - صفیں چیرنے والا بہادر - ترجمہ - ایک ہی حملے - جنگ - ارادے اور جنبش سے تو سینکڑوں دیو - پہلوان - بہادر اور صفیں چیرنے والے دلیروں کو کمند میں لے آتا ہے - (۳۹) ناورد - معرکہ - لڑائی - رزم - لڑائی - ترجمہ - تو ایک ہی معرکے لڑائی حملے اور جنبش میں سینکڑوں ہاتھی - شیر - ببر شیر - اور اژدہے چیر دیتا ہے - (۴۰) برز - شان و شکوہ - قارن - رستم کا ہمعصر ایک پہلوان تھا - بیژن - رستم کا بھانجا جس پر افراسیاب کی لڑکی منیژہ عاشق تھی - بہمن - اسفندیار کا لڑکا تھا - نوذر منوچہر کے لڑکے کا نام ہے - ترجمہ - تیرے تیر - تلوار - گرز - اور شان و شکوہ کے ڈر سے قارن نیزہ - بیژن ڈھال - بہمن کمان اور نوذر پیٹی اُتار کر جنگل میں پھینک دیتے ہیں - (۴۱) نالی - نے بانسری - مزمر بربط - ایک ساز کا نام - ترجمہ - اے بادشاہ درد - غم - رنج اور مصیبت کی وجہ سے قاآنی کا قد سارنگی - جسم تار - سانس بانسری اور دل بربط بن گیا ہے - (۴۲) اگر تیرے فیض - فضل - سخاوت اور بخشش سے اس کے بعد اس کے درخت امید کی جڑیں اور جڑوں کی شاخیں اور شاخوں سے پتے اور پتوں سے پھل نکلے تو زیبا ہے - (۴۳) محیط - سمندر - آمہ - دوات - ترجمہ - تیری تعریف - مدح اور شکر یہ ادا نہیں کر سکتے ہیں (خواہ) سمندر دوات - درخت قلمیں - آسمان کاغذ اور جہان دفتر بھی بن جائے - (۴۴ و ۴۵) خبردار جب تک پانی سے نمی پیدا ہوتی رہے - آگ سے گرمی پیدا ہو - زمین سے پھول اُگیں - اور آندھی سے کوڑا کرکٹ اڑے - تب تک تیرے حاسد - دشمن - بدگو اور بداندیش کے سر پر خاک - آنکھوں میں پانی - (آنسو) لبوں پر آہ اور دلوں میں آگ بھری رہے (۴۶) کجک - ہاتھی کے سر پر مارنے والا آلہ - آنکس - نجک - مبدل و مخفف ناچخ یعنی بھالا - خسک - خار خسک - گوکھرو کا کانٹا جو گول اور کئی نوک والا ہوتا ہے - حسک - سخت پتھریلی زمین - صحیح خشک گوکھرو کی شکل کے کانٹے لوہے کے بناتے ہیں اور فوج عدو کے راستہ بکھیر دیتے ہیں - ترجمہ - سال و ماہ بلکہ صبح و شام تیرے مرتبہ کے دشمن کے سر پر آنکھیں دل میں بھالا اس کے لئے گوکھرو کا تکیہ اور خاروں کا بستر ہو -

Marfat.com

قصیدہ ع

(۱) جب میں نہر کے کنارے کسی سرو کے قد کو دیکھتا ہوں۔ تو اس سرو قد (معشوق) کی یاد میں میری گود میں (آنسوؤں کی) نہر جاری ہوتی ہے۔ (۲) میری گود میں اس غیرت کے مارے (آنسوؤں کی) نہر جاری ہو جاتی ہے کہ غیر آدمی اُسے گود میں لیتا ہے۔ اور میں اس سے علیحدہ ہوں (کنارے پر ہوں)۔ (۳) جب تک بارش نہ برسے ضمیران (ریحان) نہیں اُگتے۔ لیکن وہ (معشوق) اب روتا ہے اسکے باغ (چہرہ) پر ضمیران اُگ آیا ہے (خط نکل آیا ہے)۔

۲۵ - (۴) اس کے چہرہ پر سُرخ آنسو اس طرح پڑے ہیں جس طرح گل لالہ کی پتی پر اوس ہو۔ اس کا سبز خط رُخساروں پر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چاند کے گرد ہالہ ہو (۵) اس لالہ کی یاد مجھے ہالہ کی طرح کُبڑی بیٹھ والا بنائے رکھتی ہے اور اس ہالہ (خط) کی فکر مجھے گل لالہ کی طرح داغدار کئے ہوئے ہے۔ (۶) بعد ازیں میں ماہ نو کی بجائے تلوار اور سبزہ ہی دیکھا کرونگا۔ میرا سبزہ معشوق کا خط اور میرا چاند یار کے ابرو ہیں۔ (۷) اے میرے معشوق خدا نے تیرے منہ اور بادلوں کو جو اکٹھا کیا ہے۔ گویا نور اور تاریکی اور رات دن کو ملا دیا ہے (۸) اگر مور و مار کے پیدا کرنیوالے خدا نے سانپ کو بہشت سے نکال دیا تھا تو تیرے بہشت جیسے چہرے پر یہ سانپ جیسے بال کیوں۔ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے سانپ اور چیونٹیوں سے جب تک میرا جسم مور و مار کی غذا نہ ہو جائے (مر نہ جاؤں) نہیں باز آؤنگا۔ (۱۰) قُلّاب۔ منقلب کرنے والا۔ بدل دینے والا۔ لوہے کا کانٹا جس کا سر کوئی چیز لٹکانے کیلئے مُڑا ہوا ہو۔ دغا باز۔ شعر۔ بال۔ شعریٰ۔ ایک ستارے کا نام۔ پروین۔ چھوٹے چھوٹے ستارے جو اکٹھے ہوتے ہیں۔ ترجمہ۔ میرے شعر روح کو تبدیل کر دینے والے (ترقی دینے والے) اور تیرے بال دل کو دغا دینے والے ہیں۔ میرے شعر پروین کی لڑیوں جیسے ہیں۔ اور تیرے بال ستارہ شعریٰ کی طرح ہیں (۱۱) میرے شعر چلتے ہوئے پانی کی طرح (سلیس و رواں) ہیں اور تیرے بال جان کیلئے تب و تاب کا باعث ہیں۔ یہ (شعر) روانی رکھنے والے اور وہ (بال) بلدار ہیں۔ (۱۲) میرے شعر چمکتے ہوئے ستارے اور تیرے بال سیاہ رات ہیں۔ ستاروں کا نور سیاہ رات ہی میں ظاہر ہوتا ہے (اسی طرح تیرے بالوں کی تعریف میرے شعروں ہی سے ہے۔ (۱۳) میرے شعروں سے تو رسُول اکرمؐ کی شرع کے نشانات ظاہر ہیں۔ اور تیرے بالوں سے خدا کی صنعت کے آثار نمایاں ہیں۔ (۱۴) انبان۔ تھیلا۔ شعیر۔ جو۔ شعار۔ نیک عادات۔ ترجمہ۔ باوجود

Marfat.com

ان اشعار کے میرا تھیلا جُو سے خالی ہے اور ایسے بالوں کے باوجود تیرا جسم نیک عادات سے خالی ہے (۱۵) موبہ کردن۔ رونا۔ گریہ وزاری کرنا۔ ہمت۔ سخاوت۔ ترجمہ۔ میں اس طرح رو رہا ہوں جس طرح کہ دریا فخرامست (ممدوح) کی بخشش سے روتا ہے اور تو اس طرح گریہ زاری کرتا ہے جس طرح کہ کانیں بڑے صدر کی سخاوت سے روتی ہیں۔ (۱۶) دولت نامہ کامل۔ دین کا صدر۔ ہدایت کی پشت اور فتحمندی کا چہرہ ہے۔ قوم کا خورشید شان وشوکت کا آسمان بخشش کی کان اور پہاڑ جیسے وقار والا ہے۔ (۱۷) سمیں۔ موٹا۔ فربہ۔ نزار۔ لاغر۔ کمزور۔ ترجمہ۔ اس کا قلم لاغر ہے۔ لیکن عدل کے بازو اس سے توانا ہیں۔ اس کا بخت فربہ ہے لیکن دشمن کے پہلو اس سے کمزور ہیں۔ (۱۸) اس کا چہرہ دین کا خورشید اور اسکی رائے ملک کا سورج ہے۔ ملک اس (رائے) کی وجہ سے خرم بہشت اور دین اس (چہرے) کی وجہ سے مبارک بہار بنا ہوا ہے۔ (۱۹) جودی۔ وہ پہاڑ جہاں نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری تھی۔ مجلد۔ بزرگی۔ ترجمہ۔ اسکا دادا بزرگیوں کا پہاڑ اور چچا سخاوت کا بحر عمان ہے اور وہ خود سخاوت اور بخشش میں کوہ جودی اور بحر عمان کی یادگار ہے۔ (۲۰) اس کی سخاوت ایک ایسا دریا ہے کہ بحر عمان اس کی ایک موج ہے اور اسکی رائے ایک ایسا درخت ہے کہ چمکتا ہوا سورج جس کا پھل ہے۔ (۲۱) پود۔ تانا۔ طیلسان۔ چادر۔ پرنیاں۔ ریشم۔ ترجمہ۔ اس کی رائے ایسا ریشمی کپڑا ہے کہ سورج کا تانا ہے۔ اور اس کی رائے ایک ایسی چادر ہے کہ آسمان اس کے تار ہیں۔ (۲۲) صخرہ صحار۔ ٹھوس پتھر۔ ساحت۔ میدان۔ سطح۔ ترجمہ۔ اس کی محبت ٹھوس پتھر سے بھی چنبیلی اگا سکتی ہے اور اس کا قہر دریا کی سطح سے غبار پیدا کر سکتا ہے۔

۲۶-(۲۳) ملک ترکستان کا مددگار اور عربی دین (اسلام) کا ناصر۔ تمکنت کے قطب کا سکون اور ملک کے آسمان کی جائے گردش ہے (۲۴) قوم کی آنکھ کی روشنی۔ دولت کے جسم کی جان۔ بینائی کے باغ کی بہار اور عقل کی شاخ کا پھل ہے (۲۵) سریر۔ تخت۔ سوار۔ کنگن۔ یارہ۔ ترجمہ۔ شان وشوکت کی مجلس کا تخت۔ بزرگی کی جان کا سرور۔ ہمت کے جنگل کا شاہسوار اور عزت کے ہاتھ کا کنگن ہے۔ (۲۶) یمین۔ دایاں ہاتھ۔ یمن۔ برکت۔ یسار۔ بایاں ہاتھ۔ یسر۔ آسانی۔ فراخی۔ امارت۔ ترجمہ۔ آسمان باوجود اس قدر طاقت کے تیرے مرتبے سے برکت حاصل کرتا ہے۔ اور دریا باوجود اس قدر ثروت اور مال کے تیری سخاوت سے امارت چاہتا ہے۔ (۲۷) آصف حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر کا نام ہے۔ دستور۔

Marfat.com

وزیر۔ بحار۔ بحر کی جمع ہے۔ ترجمہ۔ تیرا چچاوہ آصف کی سی رائے والا وزیر ہے جو اپنی باریک بین فکر سے دریاؤں سے مچھلیوں کو بھی خشکی کی طرف کھینچ لیتا ہے (۲۸) روئیں دژ۔ سنگین قلعہ ایسا قلعہ جس کی دیواریں کانسی کی ہوں۔ منایا۔ اموات۔ ترجمہ۔ دشمن اگر اس کے خوف کے مارے سنگین قلعے میں بھی چلا جائے۔ تو اس بات سے غافل ہے کہ موت کے سامنے سنگین قلعہ کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ قرآن شریف میں ہے۔ اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ (جہاں تم ہوگے موت تمہیں آئے گی۔ خواہ تم سنگین قلعوں ہی میں ہو) (۲۹) آسمان کا جسم اس کے مرتبہ کے محل کی ایک اینٹ ہے۔ اور زمانہ اس کے ملک کے دوران کا ایک لمحہ ہے۔ (۳۰) اُمّ القریٰ۔ بستیوں کی ماں۔ مراد مکہ معظمہ شیر یزدان حضرت علی علیہ السّلام ترجمہ۔ ملک اس کی بدولت اپنے آپ بڑھ رہا ہے (فخر کر رہا ہے) اور قلم کو اس پر ناز ہے۔ جس طرح کہ مکہ معظمہ کو رسول اکرم اور ذوالفقار کو حضرت علیؑ پر (ناز ہے)۔ (۳۱) اگر حاسد اس سے گریز کرتا ہے۔ تو اس کے لئے کوئی شرم کی بات نہیں۔ اور اگر دشمن اس سے بھاگتا ہے تو اُسے کوئی عار نہیں (۳۲) مہر رخشا کی بجائے مہر رخشاں چاہیئے۔ اسی طرح دوسرے مصرعہ میں مشک بویاں چاہیئے۔ مرمود جس کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ مزکوم۔ جس شخص کو زکام ہو۔ انزجار علیحدہ ہونا۔ ترجمہ۔ سورج چمکتا ہے لیکن آشوب چشم کا مریض اس سے پرہیز کرتا ہے۔ کستوری خوشبو دیتی ہے لیکن زکام زدہ آدمی اس سے بھاگتا ہے۔ (۳۳) اگر ابوجہل منکر ہو جائے تو رسول اکرم کو کیا۔ اور اگر شیطان دشمن ہو جائے تو حضرت علیؑ کے لئے باعث عار نہیں (۳۴) محرور۔ جس شخص کو گرمی ہو۔ گرمی زدہ۔ مدقوق۔ دق زدہ۔ ترجمہ۔ شہد میٹھا ہوتا ہے۔ لیکن گرمی زدہ آدمی اُسے پسند نہیں کرتا مصری میٹھی ہوتی ہے۔ لیکن دق کا مریض اُسے ہضم نہیں کر سکتا ہے۔ (۳۵) عطشان۔ پیاسا۔ ترجمہ۔ اے خدا کیا یہ انصاف ہے کہ میں اس فضیلت اور ہنر کے باوجود اس سے اس طرح جدا ہوں، جیسے پیاسا چشمہ سے (۳۶) میں کوئی آسمان تو نہیں کہ اس کے محل میں میرا گذر نہ ہو سکتا ہو۔ اور میں کوئی زمانہ تو نہیں کہ اس کے صدر پر میرا گذر نہ ہو۔ اس شعر میں تعریف بھی ہے اور اپنی دربار سے دوری بھی بیان کر دی ہے یعنی اس کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ آسمان اور زمانہ وہاں تک پہنچ نہیں سکتا۔ (۳۷) میں کان تو نہیں پھر مجھے ایسا ذلیل کیوں رکھتا ہے اور میں دریا تو نہیں مجھے اس طرح خوار کیوں رکھتا ہے (۳۸) اس کا محل دنیا ہے۔ لیکن میرے لئے شش جہات میں جگہ نہیں ہے۔ اسکی سخاوت بحر عمان جیسی ہے،

Marfat.com

لیکن جہاں میرے لئے فاقوں کی وجہ سے تیرہ و تار ہو رہا ہے (نا قدری کی شکایت کر رہا ہے۔

(۴۰) **کیوان**۔ ستارہ زحل جو ساتویں آسمان پر ہے اور مجازاً ساتویں آسمان کو بھی کہتے ہیں۔ **بلید**۔ کند ذہن۔ ترجمہ۔ اور اگر میں اس وجہ سے ساتویں آسمان پر بھی جاکر رؤوں تو وہم کہتا ہے۔ کہ اے کند ذہن۔ زمانے کا اس کے امر و نہی میں کوئی اختیار نہیں۔ (۴۱) نہیں میں نے غلط کہا۔ تو وہ بخشش کا بادل ہے۔ میں ہی بنجر اور شور زمین ہوں۔ شور زمین بارش سے کہاں سر سبز ہوتی ہے۔

۲۷۔ (۴۲) وہ تو بخشش کرتا ہے۔ لیکن آسمان مہربان نہیں ہوتا۔ وہ انعام دیتا ہے۔ لیکن میرا نصیبہ ہی موافق نہیں (کہ مجھ تک نہیں پہنچتا)۔ (۴۳) کانٹا اگر عنبر نہیں بنتا تو اس میں بادل کا کوئی قصور نہیں۔ خاک اگر گوہر نہیں بنتی تو سورج کا کیا گناہ ہے (۴۴) سبزہ اس قابل نہیں کہ وہ باغ میں چنبیلی بن جائے۔ اور کانٹے میں اتنی قابلیت نہیں کہ باغ میں چنار بن جائے۔ (۴۵) ابر نیسان قطرات گراتا ہے۔ لیکن سیپی کی طرح کوئی تمیز چاہیئے کہ قطرہ قیمتی موتی بن جائے۔ (۴۶) یہ شکایت اصل حال پر مبنی ہے شکایت نہیں کیونکہ خلوص کی وجہ سے پرورش یافتہ پرورش کرنے والے کی شکایت نہیں کر سکتا۔ (۴۷) اگر شیر خوار بچہ دودھ کے لئے روتا ہو تو تو نے کبھی کسی کو کہتے سنا ہے کہ بچہ ماں کی شکایت کرتا ہو (۴۸) **شاکی**۔ شکایت کرنے والا۔ **افتقار**۔ فقیر ہونا۔ مفلس ہونا۔ ترجمہ۔ اگر کوئی فقیر اپنی مفلسی سے آدھی رات کے وقت خدا کے سامنے روئے تو معاذ اللہ کون کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی شکایت کرتا ہے۔ (۴۹ و ۵۰) جب تک نیک کا نام اور نیکی کی رسوم کے بغیر اور کوئی رسم برقرار نہ رہ سکے۔ تب تک اس کی ہیبت دشمن کو پامال کرنیوالی اور سخاوت مال کی دشمن رہے اس کی دولت ہمیشہ رہے اور دشمن پھانسی پر لٹکا رہے۔

قصیدہ ۹

بہرام کے سرعب والے معتمد الدولہ منوچہر خاں کی تعریف میں

(۱) نیک شگون۔ خوشحالی اور کامیاب نصیب سے۔ ملک جم (ایران) سے میں اصفہان کے ارادہ پر سوار ہوا۔ (۲) میری رانوں کے نیچے ایک ایسا گھوڑا تھا۔ کہ خدا نے اوہام کو بھی اسکی رفتار سے پیدا کیا تھا (وہم سے بھی تیز رفتار تھا۔ (۳) ٹیلے کاٹنے والا۔ پہاڑوں کو طے کرنیوالا جہاں گرد۔

اور تیز رفتار تھا۔ کم سونے والا۔ (نہ آرام کرنیوالا) طاقتور۔ زمین کو اڑا دینے والا۔ اور راستہ طے کرنے والا تھا۔ (۴) کہ ناگہاں پیچھے سے میرا معشوق آنسو برسانے والی آنکھوں اور کستوری گرانے والی زلفوں کے ساتھ آگیا اور میری باگ پکڑ لی۔ (۵) اس نے اپنے چاند (چہرہ) کے نیچے ایک خالص چاندی کا سرو بلند کر رکھا تھا (مراد قد) اور پھول کی پتی (چہرے) پر گھسی ہوئی کستوری کے تار چھوڑ رکھے تھے۔

۲۸۔ (۶) اس کے بال خوشبو میں سنبل۔ چہرہ رنگ میں پھول۔ قد لطف میں طوبیٰ اور رخسارے چمک دمک میں آگ جیسے تھے۔ (۷) اس کے مجعد گیسو بہشت کے ہمسائے اور اسکی خوشبودار زلفیں بہار کی آرائش تھیں۔ (۸) اس کے لب بغیر آفتاب کی مدد کے آبدار تھے۔ اور اسکی آنکھیں بغیر پوست کے اثر کے خواب آلود تھیں۔ (۹) اس نے اپنے سرو (جیسے قد) پر چاند (جیسا چہرہ) رکھ چھوڑا تھا۔ اور چاند (جیسے چہرے) پر ابٹنہ (ملا ہوا) تھا۔ چہرے پر گویا ستارے لگے ہوئے تھے۔ اور پیٹھ پر پہاڑ (یعنی سرین) باندھ رکھے تھے۔ (۱۰) اس کے چہرہ کی (ستارہ) زہرہ کے لئے چاند اور سورج بھی خریدار بن کھڑے ہوئے تھے اور اس کے خط کی حسرت میں چھوٹے موتی (جو سیاہ ہوتے ہیں) اور کستوری سوگوار تھے۔ (۱۱) اس کے بالوں اور چہرے میں زنگ اور روم کے قیدیوں کی طرح قطار در قطار داغ کھائے ہوئے دل تھے۔ (۱۲) اس نے اپنے گیسو کھولے تو میرا مغز عنبر کی خوشبو سے بند ہو گیا۔ جب اس نے اپنے رخسارے دکھائے تو میری آنکھیں گل لالہ کی کھیتی بن گئیں۔ (۱۳) میں نے اس کی زلفوں پر پنجہ مارا تو ان کے تار تار سے سارنگی کے تار کی طرح آہ و نالہ کی آوازیں آئیں (کئی عاشق پھنسے پڑے تھے)۔ (۱۴) اُن زلفوں کا جونسا شکن میں کھولتا تھا اس میں سے کئی ہزار عاشقوں کے دل مسلسل نیچے گرتے تھے۔ (۱۵) اس معشوق کی دونوں زلفوں کے پیچ و تاب اور حلقہ کے باعث میری تمام انگلیاں زرہ کی طرح گرہ در گرہ ہو گئیں۔ (۱۶) نارسیدہ۔ نا پہنچے ہوئے۔ یعنی آتے ہی طبلہ طبلہ۔ ڈبوں کے ڈبے۔ مراد کثرت۔ ترجمہ۔ خلاصۂ کلام اس نے آتے ہی شکوہ و شکایت شروع کر دی۔ اور کستوری کے ڈبوں کے ڈبے اس کے رخساروں پر پریشان ہونے لگے۔ (۱۷) اور اس نے کہا کہ تو نے یاروں دوستوں کو بھی یاد نہ کیا۔ کیا باوفا یاروں کی صحبت کا یہی حق ہے۔ (۱۸) بھئی کیا واقعہ پیش آگیا مجھے معلوم نہیں کہ بغیر کسی وجہ کے تو نے میرے نازک دل کو شکستہ کیا اور شہر سے اسباب باندھ لیا (یار کی بجائے بار چاہیئے)۔ (۱۹) اس نے یہ کہا اور اولوں (آنسوں) سے گل لالہ کی پتیوں (جیسے

چہرے) کو چھپا لیا۔ اور اس کی نرگس (جیسی آنکھوں) سے پھول (جیسے چہرے) پر انار کے دانے (جیسے آنسو) گرنے لگے۔ (۲۰) بیجاوہ۔ یاقوت۔ مزید ان۔ چوستا۔ ترجمہ۔ اس نے اپنے شکرین ہیرے (جیسے دانتوں) سے یاقوت (جیسے لبوں) کو کاٹا اور قیمتی موتی (جیسے دانتوں) سے یاقوت (جیسے لبوں) کو کاٹا۔ غصہ اور عضب میں لبوں کو دانتوں کے نیچے دبا لیتے ہیں (۲۱) اس نے اپنے دس ہلالوں (ناخونوں) سے اپنے چاند (چہرے) سے مریخ پیدا کر دیا۔ یعنی کھرونچ کے خون نکال لیا اور خون دیدہ اور اپنی دس انگلیوں کو گریہ خونیں کے پونچھنے میں لال کر لیا۔ مریخ۔ بوجہ سرخی رنگ کنایہ از خون۔ (۲۲) اس نے مہرۂ سلیمانی (جیسی آنکھوں) سے سیماب کا دجلہ چنبیلی (جیسے منہ) پر باندھا اور آنسوؤں سے اس نے ہیرے کے ٹکڑے گود میں گرائے (۲۳) میں نے کہا۔ اے معشوق تو نہ رو۔ اور اپنے بالوں کو پریشان نہ کر۔ کیونکہ مجھے خوف ہے۔ کہ رونے سے تو کمزور ہو جائے گا۔ (۲۴) تیرے آنسو ستارے ہیں۔ اور تیرا چہرہ سورج۔ کسی نے نہیں دیکھا کہ جہاں سورج ہو وہاں ستارے بھی ظاہر ہوں (۲۵) میں نے بہت دفعہ دیکھا ہے۔ کہ نہر کے کنارے سرو اُگا کرتے ہیں۔ لیکن میں نے ۲۹ یہ نہیں سُنا تھا۔ کہ سرو سے نہر پیدا ہوا کرتی ہے۔ (۲۶) پروین دن کو دکھائی تو نہیں دیتے۔ لیکن تجھے کیا ہو گیا۔ کہ اب اپنے دن (جیسے چہرے) پر پروین کے نوشہ (جیسے آنسو) نثار کر رہا ہے (۲۷) تو اپنے نورانی چاند (جیسے چہرے) کو بچھو (جیسی زلفوں) سے کیوں چھپا رہا ہے۔ اور نور برسانے والے سورج (جیسے رخساروں) پر برسائے (جیسے آنسو) کیوں بکھیر رہا ہے (۲۸) ہاں میں داؤد علیہ السلام کی زرہ اور سلیمان علیہ السلام کی مہر کی قسم کھاتا ہوں جس سے مراد تیری زلفیں اور چمکدار لب ہیں۔ (۲۹) کہ سوائے صدر بند گوار کی آستان بوسی کے جو کچھ جہان میں ہے۔ تیرے عشق میں چھوڑ دوں گا (۳۰) زمانے کا سردار معتمد دلہ جو رعب و داب کا دیباچہ اور اقتدار کا سرنامہ ہے۔ (۳۱) ایسا صدر ہے۔ کہ اس کے بائیں ہاتھ سے آسمانوں کو کئی برکتیں حاصل ہیں۔ ایسا مکمل چاند ہے کہ اس کے دائیں ہاتھ سے زمانے کو کئی آسانیاں حاصل ہیں۔ (۳۲) جو چیز دنیا میں ہے زندگی ہی سے فخر حاصل کرنے والی ہے۔ سوائے اس کی ذات کے جس سے زندگی کو فخر حاصل ہے۔ (۳۳) اگر شور زمین پر اس کے منہ کا سورج چمکے۔ تو شور زمین سے کانٹوں کی بجائے خورشید اگیں (۳۴) آسمان نے زمانے میں کوئی ایسا نا امید نہیں دیکھا۔ جسے اس کے عام فضل نے امیدوار نہ کیا ہو۔ (۳۵) خود زمانہ اس کی سلطنت کے عہد میں ختم ہو جائے گا۔ یعنی قیامت تک اس کی سلطنت رہے گی۔ اور جہاں اس کی شان و شوکت کی زیبائش عزت حاصل کریگا (۳۶) زمانہ اسکے

Marfat.com

شامل عدل پر پنجہ مارنے والا (مدد حاصل کرنے والا) ہے۔ اور دُنیا کا انحصار بھی اسکی کامل ذات پر ہے۔ (۳۷) اے وہ شخص کہ آسمان کی طرح تیرے رعب کا محل بغیر کسی نقص کے ہے اور اے وہ شخص کہ مخلوقات کی طرح تیری سخاوت کی لہریں بیشمار رہی ہیں۔ (۳۸) جسم کے لئے تیری محبت کی خواہش عُمر کی طرح نافع ہے۔ اور جان کے لئے تیرے قہر کی زہر یلی ہوا ناگوار ہے (۳۹) عقل کی ذات کی طرح تیرے مرتبہ کا پایۂ جہاتِ ستہ سے بالاتر ہے۔ اور رُوح کے فیض کی طرح تیری سخاوت کا سرمایہ بیشمار ہے (۴۰) تیرا چرخ آسمان کی گردشوں کی طرح بے قیاس ہے۔ اور تیرا افضل زمانے کے طور طریقوں کی طرح بے حساب ہے (۴۱) سدّ۔ دیوار۔ رکاوٹ حصن۔ قلعہ۔ فصیل۔ ترجمہ۔ دُشمن کے سامنے تیری تلوار ایک لوہے کی دیوار ہے۔ اور تیری دُوراندیشی مُلک کے گرد ایک لوہے کی فصیل ہے۔ (۴۲) کتف۔ کندھے۔ کتان۔ السی کا کپڑا جو چاند کی روشنی میں پھٹ جاتا ہے۔ ترجمہ۔ تیرا عدل چاند کے کندھوں پر کتان کی رسّی رکھ سکتا ہے۔ اور تیری دُوراندیشی پانی کے گرد آگ کا حصار بنا سکتی ہے۔ (۴۳) آبخور۔ پانی پینے کی جگہ۔ قفار۔ چٹیل میدان۔ میدان بے آب و گیاہ ترجمہ۔ تو بغیر کہے ہوئے بچّے کی آرزو کو رحم میں جانتا ہے۔ اور بغیر دیکھے ہوئے بے آب و گیاہ میدانوں میں وحشیوں کے پانی پینے کی جگہ جانتا ہے۔

۳۰۔ (۴۴) تیری بخشش کے وقت زمین سے سونے کے درخت پھُوٹ نکلتے ہیں اور تیری مہربانی کے دن پانی سے خوشبودار بخارات اُٹھتے ہیں۔ (۴۵) تیرے دُشمن کا زمانے میں ترقی کرنا محال ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ خاک بن جائے۔ اور اس کی خاک غبار بن جائے۔ (۴۶) اے وہ شخص کہ تیری اطاعت کی زمین پر آسمان بھی سجدے کرتا ہے۔ اور اے وہ شخص کہ مُلک کا دارومدار تیری انگوٹھی کے نگینے میں ہے۔ (۴۷-۴۸ و ۴۹) ایک بار میرا ارادہ ہوا۔ کہ دیوان میں تیری جان توڑنے والی تلوار کی تعریف میں چند اشعار لکھوں۔ لیکن میں نے ابھی تیری تلوار کا نام بھی نہیں لکھا تھا۔ کہ میرے قلم کی نوک سے ایسی آگ نکلی۔ جس کے شرارے آسمان تک پہنچے۔ اس کی تعریف سے میرے کاغذ بھی جل گئے۔ اور میں اپنے آبدار شعروں سے اس پر پانی چھڑک رہا تھا۔ (۵۰) اگر مُلک حبش (زنجبار) میں تیری تلوار کا آفتاب برآمد ہو۔ تو حبشیوں کے جسم سے سیاہی دُور ہو جاوے۔ (۵۱) ایک روز تیرے اخلاق حمیدہ کی نسیم میرے سفر پر چلی۔ تو میرا دامن اور گودنا تاری نافوں سے پُر ہو گیا۔ (۵۲) جب میں تیری سخاوت کا نام اپنی زبان سے لیتا ہوں۔ تو میری زبان سے خوشے کے خوشے موتیوں کے اور ڈھیروں کے ڈھیر

دیناروں کے گرتے ہیں (۵۳) جب میں تیری مجلس کی تعریف کرتا ہوں۔ تو میرے لبوں سے سارنگی کی آواز بانسری کے نغمے اور تاروں کی آواز نکلتی ہے۔ (۵۴) تیری ہمت پہاڑ ہے۔ اور دریا کی طرح لہریں مارنے والی ہے۔ اور تیری رحمت دریا ہے۔ جو پہاڑ کی طرح پائدار ہے (۵۵) مقر۔ جائے قرار۔ کند آور۔ بہادر۔ پہلوان۔ ترجمہ۔ تیری تلوار پر جو بخت کی محافظ ہے آفرین ہے۔ کہ جس سے دولت و دین کی بنیاد مضبوط ہے (۵۶) کبھی تو عقل کی طرح بڑے بڑے سرکشوں کا سر اس کا جائے قرار ہوتا ہے۔ اور کبھی رُوح کی طرح بہادروں کے جسم میں اس کا قرار ہے (۵۷) اگر اُسے ملک الموت کہوں۔ تو تعجب نہیں۔ کیونکہ وہ عزرائیل کی طرح جانوروں کا شکار کرتی ہے۔ (۵۸) اس کے جوہروں کی چیونٹیوں کے سوا جو کینے میں اژدہا کو بھی مار دینے والی ہیں۔ زمانے میں سانپ کھانے والی چیونٹیاں کسی نے نہیں دیکھیں (۵۹) ونح۔ کلمہ ترحم وتحسین۔ چار باغ۔ اصفہان کے ایک باغ کا نام ہے۔ ہشت خلد:۔ جنات ثمان۔ ترجمہ۔ اصفہان کے چار باغ کا کیا کہنا ہے۔ کہ تیری کوشش نے اب اس کی یہ حالت کر دی ہے۔ کہ اُسے ہشت خلد سے عار آتی ہے۔ یعنی تیری کوشش نے اُسے آٹھوں بہشتوں سے بہتر بنایا۔ کہ اب وہ جنات موعود سے گھن کھاتا ہے (۶۰) ساحت۔ میدان۔ ازہار۔ جمع زہر۔ شگوفے کلیاں۔ ثمار۔ جمع ثمر پھل۔ جنان اول بمعنی دل وثانی جمع جنت (جنان وباغ کے درمیان بجائے واؤ اضافت چاہیئے) ترجمہ۔ اس باغ کا میدان (ہشت خلد باغ) قسم قسم کے شگوفوں اور ثمردار درختوں کی وجہ سے بہشت کے دل کے لئے داغ ہے (۶۱) باغ زرشک۔ ممدوح کے باغ کا نام۔ زرشک ایک دوائی ہوتی ہے۔ جس کے چھوٹے چھوٹے دانے رنگ میں سُرخ اور مزہ میں تُرش ہوتے ہیں۔ مقوی جگر ہے۔ ترجمہ۔ جب تک تو باغ زرشک میں رہتا ہے۔ تب تک بہشت بھی رشک کے مارے اپنا مُنہ زرشک کی طرح خونیں آنسوؤں سے سُرخ رکھتی ہے۔ (۶۲) زرشک دوا سے خون صاف ہو جاتا ہے۔ مگر تیرے باغ زرشک کے رشک سے آسمان کے دل میں اُس کا خون سیاہ ہو گیا ہے۔

۳۱۔ (۶۳) اے صدر اور اے آقا اس سال تیرے بغیر میری جان دردمند جگر خون اور دل زخمی رہا ہے۔ (۶۴) خدا کا شکر ہے۔ کہ پھر میں نے اپنے دل کے مقصد کے مطابق تجھے فتحمند اور بانصیب قدر کے صدر پر دیکھا ہے (۶۵ و ۶۶) جب تک خاص وعام آدمی کبھی بلند اور کبھی پست ہوں۔ اور جب تک بوڑھے جوان کبھی عزیز اور کبھی ذلیل ہوں۔ تب تک تیرے خیر خواہوں کے چہرے سے پھول کھلتے رہیں۔ اور تیرے دُشمنوں کی آنکھوں میں کانٹے چُبھتے رہیں (۶۷و۶۸)

Marfat.com

ہفت ہشت کردن۔ دشمنی کی باتیں کرنا۔ کید۔ مکروفریب۔ سہ روح۔ موالید ثلاثہ۔ دوچار شدن مقابلہ کرنا۔ ترجمہ۔ جب تک چار سولہ کا چوتھا اور تین نو کا تیسرا حصہ ہے۔ اور جب تک سات چودہ کا آدھا اور دو چار کا جذر رہے۔ تب تک جو شخص تیرے ساتھ دشمنی کی باتیں کرے۔ جہان میں اس کی تینوں روحیں (موالید ثلاثہ) نو آسمانوں کے مکروفریب سے لڑتی رہیں۔

قصیدہ نمبر ۱۰

معراج نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کیفیت میں

(۱) ایک رات جو روشنی میں آفتاب سے بھی زیادہ روشن تھی اور اس کے آسمان پر سہیل اور ثریا چمک رہے تھے (۲) وہ رات جوانی کے ایام کی طرح خوشی پیدا کرنے والی تھی۔ اور صبح وصال کے خصائل کی طرح جان کو تروتازہ کرنے والی تھی۔ (۳) نجوم۔ جمع نجم۔ سنگ شرر۔ چقماق۔ ترجمہ ایسی رات تھی۔ کہ زمین بھی ستاروں کے نور سے اس طرح بے حد روشن تھی۔ جس طرح گل لالہ کے سرخ پتوں کی طرح چقماق سے شرارے نکل رہے ہوں۔ (۴) اس رات خوشحالی میں بہشت کی حالت کا پتہ دیا تھا۔ اور وہ رات تروتازگی میں بہار سے بھی بڑھ کر تھی۔ (۵) ایسی رات تھی۔ کہ نور کے فیض اس سے ظاہر ہو رہے تھے۔ اور ایسی رات تھی۔ کہ اجرام سماوی کی سعادت اس میں چھپی ہوئی تھی۔ (۶) ایسی رات تھی۔ کہ اس نیلوفری آسمان سے پروین کے ستارے اس طرح ظاہر ہو رہے تھے۔ جیسے نیلوفر کی شاخ سے سات نرگس کے پھول نکلے ہوں۔ (۷) اس رات چاند کے گرد ستاروں کا اس طرح ہجوم تھا۔ جیسے کنگھی کرنے والی عورتیں نئی دلہن کے گرد جمع ہوں۔ (۸) ام ہانی۔ حضرت علی علیہ السلام کی بہن کا نام ہے۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچازاد بہن تھی۔ امی۔ ان پڑھ۔ مشکوئی۔ حرم سلطانی۔ ترجمہ۔ اس رات امی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ہانی کے گھر کو اپنے چہرۂ مبارک اور لبوں سے رشک جنت وکوثر بنا دیا۔ یعنی آپ ام ہانی کے ہاں تشریف لے گئے۔ اور وہیں آرام فرمایا۔ (۹) پیک۔ قاصد۔ حلقہ۔ دائرہ۔ ایسا مجمع جہاں لوگ دائرہ کی صورت میں بیٹھے ہوں۔ دروازہ کی کنڈی۔ ترجمہ۔ کہ ناگہاں خداوند کریم کے مبارک قاصد یعنی جبرائیل علیہ السلام نے حکم خداوندی سے دروازے پر آ کر کنڈی کھٹکھٹائی۔ (۱۰) سر حلقہ۔ مجلس کا سردار۔ صدر۔ انام۔ مخلوق۔ ترجمہ۔ اس کنڈی کی آواز سے خلقت کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم بڑے شوق سے اٹھے۔ اور دائرے کی طرح

Marfat.com

آپ نے اپنے پاؤں اور سر میں تمیز نہ کی یعنی بہت جلد بھاگے بھاگے تشریف لے گئے۔

۳۲ - (۱۱) ماسوئی - ماسوئی اللہ - وہ اشیار جو خدا تعالیٰ کے سوا دُنیا میں ہیں۔ تمام مخلوق ترجمہ - آپ نے دائرہ کی طرح اپنے دل کو مخلوق کی یاد سے خالی کر دیا۔ تاکہ فنا کے گریبان کے حلقہ سے سر نکالیں۔ (تمام مخلوق کو چھوڑ دیا) - (۱۲) اس امکان کے حلقہ (دنیا) میں کوئی ایسی چیز نہ تھی۔ جس کو آپ نے چھوڑ نہ دیا ہو۔ جس طرح ایک دائرہ سے دھاگے کو گذار جائیں۔ تو وہ اس کو چھوڑ آگے نکل جاتا ہے۔ (۱۳) جب آپ نے اپنا دل حلقۂ امکان (دُنیا) سے دائرہ کی طرح خالی کر لیا۔ تو آپ نے چاند کے چہرے پر اپنے تر عنبر سے حلقے ڈال دیئے یعنی اپنے بال سنوارے (۱۴) اور جبرائیل ؑ سے فرمانے لگے۔ کہ اے خدا کے امین بتا۔ کہ خداوند تعالیٰ کا کیا پیغام لایا ہے۔ (۱۵) آپ کو جبرائیل علیہ السّلام نے جواب دیا۔ کہ اے پاک پیغمبر۔ آپ خود ہی پیغام دینے والے اور خود ہی پیغام لانے والے ہیں (۱۶) منہی۔ خبر دینے والا۔ ترجمہ۔ بات دل سے زبان پر اور زبان سے دل میں اُتر جاتی ہے۔ اور اس راستہ میں زبان محض فرمانبردار خبر دینے والی ہے اسی طرح آپ بمنزلہ دل کے ہیں اور میں بمنزلہ زبان کے ہوں) - (۱۷) اگرچہ آئینہ ہر شخصی صورت سے خالی ہوتا ہے۔ لیکن کسی شخصیت ہی کی وجہ سے وہ شخصیت کو ظاہر کر سکتا ہے۔ (ورنہ خالی ہے) (۱۸) فرغر۔ چھوٹا حوض۔ چھوٹی نہر۔ پہلے شعر کی تائید میں کہہ رہا ہے۔ خاکیست کی جگہ خالیست پڑھو۔ ترجمہ - نہر میں پانی آدمی ہی کی وجہ سے جاری ہوتا ہے۔ پھر اس میں کیا مضائقہ اگر نہر کا پانی آدمی سے خالی ہو۔ یعنی انسان نہر میں نہ پائے جائیں۔ مگر نہر بنائی ہوئی تو آدمی ہی کی ہے (۱۹) پھل سے شگوفے نکلتے ہیں۔ اور شاخوں سے بھی۔ لیکن خلقت کا یہ خیال ہے۔ کہ شگوفہ سے پھل پیدا ہوتا ہے (۲۰) پھل درخت کے تنے میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ لیکن شاخ پر آکر ظاہر ہوتا ہے۔ اب آپ تو تنہ ہیں۔ اور ہیں تنے کی شاخ اور خدائی حکم اس کا پھل ہے۔ پہلا مصرعہ اس طرح چاہیئے ؎ عمر نهفته با صل است و آشکار ز فرع الخ۔ (۲۱) اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ اپنی حکایت مجھ سے سنیں۔ تو میرے حق نما آئینے میں دیکھئے۔ شعر نمبر ۱۷ والے مضمون سے متعلق ہے (۲۲) میرا آئینے جیسا دل آپ کی ذات کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے آپ کی حکایات اس سے ادھوری رہ جائیں گی۔ یعنی آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے کی طاقت مجھ میں نہیں ہے (۲۳) اے سردار تمام فرشتے اور کل زمین و آسمان کے رہنے والے آپ ہی کی ذات کا مظہر ہیں۔ حدیث میں ہے لولاک لما خلقت الافلاک - یعنی اے رسُول اگر تو نہ ہوتا۔ تو دُنیا پیدا نہ ہوتی۔ آپ ہی کے

Marfat.com

طفیل سے افلاک وغیرہ پیدا کئے گئے (۲۴) خواہ چھوٹے بڑے ہزار آئینے رکھے ہوں۔ ان ہزار آئینوں میں ایک ہی تصویر ہزار قسم کی دکھائی دیگی۔ یعنی اگر ایک شیش محل میں چلے جائیں۔ تو ایک آدمی کی ہزار ہا تصاویر مختلف رنگوں میں دکھائی دیتی ہیں۔ اسی طرح دُنیا کی مخلوقات سب آپ ہی کا ظہور ہے۔ (۲۵) وہ ایک صورت ہی عین ہزار دکھائی دیتی ہے۔ اگر وہ حقیقت میں ہزار نہیں ہوتی۔ البتہ ظہور میں مختلف ہوتی ہیں۔ لیکن اصلیّت میں متفقی ہیں۔ (۲۶) ایک ہی ساقی ہوتا ہے۔ اور ہر لحظہ ایک نئی مجلس میں ہوتا ہے۔ ایک ہی معشوق ہوتا ہے۔ اور ہر لحظہ ایک نئے زیور میں جلوہ گر ہوتا ہے (۲۷) معبر۔ جائے عبور۔ گذرنے کی جگہ۔ راستہ۔ براق۔ وہ سواری جس پر حضرت محمدؐ سوار ہو کر معراج کو تشریف لے گئے تھے۔ ترجمہ۔ اب مجھے بات کرنے کی مجال نہیں۔ آپ براق پر سوار ہوں۔ کیونکہ آپ کے انتظار میں بہت سی آنکھیں راہ تک رہی ہیں۔ (۲۸) پیک وحی۔ جبرائیل علیہ السلام۔ بیت المقدس۔ شام میں ایک مسجد ہے۔ جس کی بنیاد حضرت داؤد علیہ السّلام نے رکھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُسے انجام تک پہنچایا۔ اکثر انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسّلام کا قبلہ بھی رہا ہے۔ لیکن یہاں مراد مسجد الحرام سے ہے۔ جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ اور جسے مسجد نبوی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ دوسرے شعر میں مسجد اقصیٰ سے مراد مذکورہ بیت المقدس ہے۔ ترجمہ۔ رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کی طرح براق پر سوار ہو گئے۔ اور پہلے آپ جبریل علیہ السلام کی طرح بیت المقدس پر سے گذرے۔ مسجد اقصیٰ۔ بیت المقدس جو شام میں ہے۔ جس کا پہلے شعر میں ذکر کیا جا چکا ہے (۲۹) وہاں سے پھر آپ مسجد اقصیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے وہ (جبرائیل علیہ السلام) انبیاء کی روح (رسُول اکرم علیہ السلام) کے خدا کی طرف لیجانے کے رہبر ہوئے۔ قرآن شریف میں ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ الخ ترجمہ۔ پاک ہے وہ خدا جس نے اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی۔ وہ خدا سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

۳۳۔ (۳۰) آپ نے ہر فرشتے پر آسمان اور ہر ستارے کا مرتبہ بڑھا۔ سرمایہ بخش دیا۔ اور روشنی عطا فرمائی۔ (لف ونشر مرتب ہے) (۳۱ تا ۳۳) سدرہ۔ سدرۃ المنتہیٰ۔ بیر دن کا درخت۔ ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے۔ جہاں بیری کا درخت ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حد ہے۔ یعنی وہاں تک حضرت جبریل جا سکتے ہیں۔ اس کے آگے مقام لاہوت شروع ہو جاتا ہے

Marfat.com

اور کہتے ہیں۔ کہ دُنیا کے متعلق تمام کاروبار از ابتدا تا انتہا اس بیری کے پتوں پر لکھے ہوئے ہیں۔ خطیر۔ بزرگ۔ حریم۔ چار دیواری۔ ترجمہ۔ راستے میں جبریل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ پر رہ گئے۔ جس طرح کہ نظر کا قاصد عقل کے قاصد سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ تو رسول اکرمؐ نے ان سے کہا۔ کہ اے قدس کے بزرگ پرندے اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ سدرہ المنتہیٰ کی شاخ کو تو نے اپنا جائے قرار بنا لیا (اور میری ہمراہی چھوڑ دی) تو جبریلؑ نے جواب دیا۔ کہ اے وصال کی چار دیواری کے محرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اگر یہاں سے ذرا بھی اوپر اڑوں تو میرے شہپر جل جائینگے اسی مضمون کو سعدی علیہ الرحمتہ نے ادا فرمایا ہے۔ کہ ؎

اگر من بقدرے فراتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

(۳۴) لا سے یہاں لامکان مراد ہے۔ افسر۔ تاج۔ ترجمہ۔ آپ ہی ہیں۔ جو لی مع اللہ کے محل میں جگہ رکھتے ہیں (جا سکتے ہیں) اور آپ ہی ہیں۔ جو لامکان تاج اپنے سر پر رکھتے (یعنی لامکان میں بھی جانا آپ ہی کا حصّہ ہے) حدیث شریف میں ہے ؎ لی مع اللّٰہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبیٌّ مُرسلٌ۔ کبھی میں اللہ کے ساتھ ایسے وقت ہوتا ہوں جبکہ کوئی نبی مُرسل اور مقرب فرشتہ تک نہیں آسکتا۔ (۳۵) آپ بادشاہ بنانے والے ہیں، اور ہم بادشاہ ہیں۔ آپ بادشاہ ہیں۔ اور ہم غلام۔ آپ آفتاب ہیں اور ہم چاند اور آپ چاند ہیں۔ اور ہم ستارے ہیں۔ (۳۶) آپ بھی اپنی ہستی کو یہیں چھوڑ جائیں اور فنا کی مجلس کا ارادہ کر کے اس دار بقا سے درگذر کریں۔ (۳۷) رفرف۔ نام مرکب کا جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج سوار ہوئے تھے۔ طاق۔ براق۔ ترجمہ۔ عقل کے براق کو چھوڑ دیں۔ اور عشق کے رفرف پر سوار ہو جائیں۔ کیونکہ عشق کی روشنی کے سامنے عقل کا کوئی نام و نشان بھی نہیں رہ سکتا۔ (۳۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم براق کی پیٹھ سے اتر کر رفرف پر سوار ہو گئے۔ جس طرح کہ ایک پرندہ نیچے کی شاخ سے اوپر کی شاخ پر جا بیٹھے (۳۹) سدرۃ المنتہیٰ سے پھر آپ ایک ایسے مقام پر چلے گئے۔ جہاں کہ آپ کا جسم جان سے اور جان جسم سے بیگانہ تھا۔ (۴۰) صعود۔ اوپر چڑھنا۔ ہبوط۔ نیچے اترنا۔ ترجمہ۔ ایسی بلندی پر آپ چڑھ گئے۔ جہاں سے آپ اترے تھے۔ (یعنی جہاں سے دُنیا میں آئے تھے۔ (۴۱) سدرۃ المنتہیٰ سے آپ سو حصے (بہت زیادہ) اوپر چلے گئے۔ اس لئے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جا کر لامکان کے گریبان سے سر نکالیں۔ (۴۲) نقطہ امر (جو چیز کہ خداوند تعالیٰ سے بغیر

Marfat.com

سبب کے پائی جائے اور اس کا اطلاق مقابل میں ملکوت کے ہوتا ہے) دو مکان کے دائروں نے حکم ربّی کے ملنے کی جگہ پر خط پرکار کی طرح دونوں طرف سے اپنا سر بڑھایا۔ یعنی آپ خدا سے اس قدر قریب ہو گئے۔ جس طرح کمان کے دو دائرے ایک دوسرے سے قریب ہو جاتے ہیں۔ قرآن شریف کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی پھر قریب ہؤا اور اُتر آیا۔ پس دو کمان یا اس سے بھی زیادہ قریب ہو گیا۔ دوسرے مصرعہ میں پرگنا پرگار کا مخفف ہے (۴۳) آپ ایسے عالم میں چلے گئے۔ جہاں کوئی اسم و رسم نہ تھا۔ اور ایسی مجلس میں چلے گئے۔ جہاں خواب اور خوراک کی کوئی حاجت نہ تھی۔ (۴۴) عاشق و معشوق کا وجود متحد ہو گیا۔ جس طرح کہ آنکھ کی روشنی کا اتحاد بینائی کی ذات سے ہوتا ہے (۴۵) سوفسطائی۔ ایک فرقہ کا نام ہے۔ جو یہ کہتا ہے۔ کہ خدا انسان کے جسم میں آ جاتا ہے اتحاد حلولی ہے کہ خدا انسان کے جسم میں نفوذ کر جائے۔ ہدر۔ باطل۔ ترجمہ۔ آپ کا خدا سے جو اتحاد تھا۔ وہ اتحاد حلولی نہیں تھا۔ جو سوفسطا کی رائے ہے۔ اور جو عقلمند آدمیوں کے نزدیک فضول۔ بکواس اور باطل ہے (۴۶) ایسے وجود کا کہ جس کی ہستی وصف علاوہ ہستی موصوف کے کوئی اور چیز نہیں ہے۔ یعنی صفات خدا عین ذات خدا ہیں۔ (۴۷) ہستئ موصوف اور وصف میں فقط اتنا ہی فرق ہے۔ کہ وجود کے لحاظ سے متفق ہیں۔ اور فکر کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ (۴۸) اصل اور حقیقت اور فرع و مجاز ایک ہی چیز ہے۔ عین اور ہویت اور تیغ اور جوہر ایک ہی چیز ہوتی ہے۔ اسی طرح آپ کی ذات اور خدا کی ذات ایک ہی ہے۔

۳۴۔ (۴۹) کمال اور نقصان نے ایک ہی مقام سے ظہور کیا۔ اور واجب الوجود و ممکن الوجود نے ایک ہی گریبان سے سر نکالا۔ یعنی آپ خدا سے ملاقی ہوئے۔ (۵۰) سونے اور چاندی کے ٹکڑے ایک ہی خزانہ میں مل گئے۔ اور سورج اور چاند کی چمک ایک ہی کھڑکی سے ظاہر ہوئی۔ (۵۱) ناظر و منظور ایک ہی تکیہ پر ہو بیٹھے۔ اور عاشق و معشوق ایک ہی بستر پر سو گئے۔ (۵۲) دو آفتاب ایک ہی مطلع سے چمکے۔ اور دو چاند ایک ہی مشرق سے درخشندہ ہوئے (۵۳) دو بادشاہ ایک ہی تخت پر متمکن ہوئے۔ اور دو معشوق ایک ہی چادر میں چھپ گئے۔ (۵۴) میں نے سُنا ہے۔ کہ اس رات رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کے پیچھے سے حضرت علی علیہ السّلام کی آواز سُنی۔ (۵۵) اور دوسری بات یہ کہ وہاں سے واپس آتے وقت آپ پر ایک تیز دانتوں والے اور اژدہا کو پھاڑنے والے شیر نے حملہ کر دیا۔ یہ روایت محض فضول ہے۔ کہیں اس کا پتہ نہیں چلتا۔

Marfat.com

خوش عقیدہ لوگوں کی من گھڑت کہانیاں ہیں۔ جن سے سوائے اسلام کی بدنامی کے کوئی فائدہ نہیں نعوذ باللہ۔ (اقبال)۔ (۵۶) شبیر کے حلق میں سلیمان (یعنی آپ) نے انگوٹھی دیدی۔ اور وہاں سے آنے کے بعد حضرت علیؑ کو یہ بات بتائی۔ (۵۷) خاتم المرسلین کی اس گفتگو سے حیدر کرار (حضرت علیؑ) نے اپنی لعل کی انگوٹھی (دہن مبارک) سے بہت شکر گزائی (یعنی حضرت علی ہنسنے لگے) (۵۸-۵۹) کرار۔ بار بار حملہ کرنے والا حضرت علیؑ کا لقب ہے۔ بشیر۔ خوشخبری دینے والا۔ رسول اکرم کا لقب ہے۔ ترجمہ۔ جان بخش تبسم کے بعد حضرت علیؑ نے وہ انگوٹھی کہ آسمان بھی انگوٹھی کے دائرے کی طرح اس کی شرم سے دائرہ کی صورت میں ہو جائے (جھک جائے) اپنی جیب کی کان سے نکالی اور موتی کی طرح خاتم المرسلین، لوگوں کو خوشخبری دینے والے رسول پر نثار کر دی۔ (۶۰) ہیں علی علیہ السلام کی تعریف سے اپنی زبان بند کر لیتا ہوں۔ اس خوف سے کہ مسلمان مجھے کافر نہ کہنے لگیں (یعنی میں ان کی تعریف کرتے کرتے اپنی زبان سے کوئی کفر کا کلمہ نہ کہہ بیٹھوں)۔ (۶۱) میں آل رسول کا مداح ہوں۔ اور میرا حاسد گدھا ہے۔ اگر وہ ہزار نخرے بھی کرے۔ تو اسے نہ خرید (اس کی کوئی قدر نہ کر) (۶۲) فسار۔ باگ ڈور۔ چنبر۔ دائرہ۔ طوق۔ چدار۔ وہ رسی جس سے گدھے یا گھوڑے کی دو ٹانگیں باندھی جاتی ہیں۔ ترجمہ۔ مجھے گدھوں کی دشمنی کا کوئی ڈر نہیں۔ کیونکہ گدھے کا علاج تو باگ ڈور و طوق اور ایک رسی ہے (۶۳) اس دلکش صحیفے پر میں نے فارسی نظم کی بجائے اپنے قلم کی نوک سے نقدی اور موتی گرائے ہیں۔ (۶۴) میں نے اپنے یاجوج جیسی طبیعت رکھنے والے دشمن کے سامنے اس عمدہ قصیدہ سے سکندر کی دیوار بنا دی ہے۔ (۶۵) چکامہ۔ قصیدہ۔ نغز۔ عمدہ۔ ترجمہ۔ اگر یہ میرا عمدہ قصیدہ بادشاہ قبول کرے۔ تو میں اسے سونے کے کاغذ پر چاندی کے پانی سے لکھوں۔ (۶۶) اگر میرے حاسد کو پسند نہ آئے تو نہ سہی۔ اس میں شاعر اور شعر کا تو کوئی گناہ نہیں۔ (۶۷) بلکہ اس کی اکھڑ طبیعت اور کج فطرتی کا گناہ ہے۔ کہ معانی کی خوبی اسے نظر نہیں آتی۔

۳۵ - (۶۸) اس خدا کی قسم جو باد بہار کی کوشش سے ٹھوس پتھر سے سرخ لالہ اگاتا ہے (۶۹) اس زبردست خدا کی قسم جو ابر نیساں کے پستان سے دایہ کی طرح پھول کے بچے کے حلق میں دودھ ٹپکاتا ہے (۷۰) فلک۔ کشتی۔ ترجمہ۔ اور اس خدا کی قسم کہ جس کے اوصاف سے آسمان کی کشتی بغیر بادبان کے چلتی ہے۔ اور زمین کی کشتی بغیر لنگر کے کھڑی ہے (۷۱) بادشاہ کی جان کی قسم۔ کون بادشاہ؟ کہ جس کے ایک جسم میں خدا نے دونوں جہان پیدا کئے ہیں۔

Marfat.com

دونوں جہان کی خوبیاں اس میں ہیں)۔ (۷۲ و ۷۳) خدیو۔ آقا۔ مالک۔ بادشاہ۔ پیرایہ آرائش۔ ترجمہ۔ کہ اگر جہان کا بادشاہ اس قصیدہ پر جو ہنر کی دلہن کی آرائش ہے۔ توجہ نہ کرے گا۔ تو پھر میں اپنے قلم سے دیوان میں شعر نہیں لکھا کروں گا۔ اور اپنے قلم سے کاغذ پر ہرگز شعر نہیں لکھوں گا۔ (۷۴، ۷۵) خواجہ تاش۔ ایک مالک کے دو غلام ہوں۔ تو ان میں سے ہر ایک ایک دوسرے کے لئے خواجہ تاش ہوتا ہے۔ سعدی ؎

من و تو ہر دو خواجہ تاشائیم　　بندۂ بارگاہِ سلطانیم

محامد۔ حمد۔ ہجا۔ ہجو۔ برا کہنا۔ رہی۔ غلام۔ نوکر۔ مرہونِ منت۔ ترجمہ۔ میں نے سنا ہے۔ کہ چند ایک غلاموں نے آپ سے یہ کہا ہے۔ کہ بندہ نے آپ کی ہجو پر کمر باندھ رکھی ہے۔ میں اس بات کا انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تیری تعریف میں میری ناقص مدح تمام ہجو ہی معلوم ہوتی ہے۔ (۷۶) جو مدح ممدوح کے لئے زیبا نہ ہو۔ میرے مذہب میں سینکڑوں ہجوں سے بھی بُری اور بدتر ہے (۷۷) کرّ۔ بہرا آدمی۔ مزمر۔ بربط۔ بانسری۔ ترجمہ۔ اندھا آدمی خورشید کے چشمہ کی کس طرح تعریف کر سکتا ہے۔ اور بہرا آدمی بانسری کے نالوں کے اوصاف کیسے سن سکتا ہے۔ (۷۸ تا ۸۰) راح۔ شراب۔ ترجمہ۔ جبتک جسم کو روح سے گریز نہ ہو۔ اور ہمیشہ جب تک مست آدمی کو شراب سے نجات نہ ہو تب تک دنیا کے دل میں تیرا حکم اس طرح رہے جسطرح جسم میں روح ہوتی ہے اور جہان کے جسم میں تیرا فرمان اس طرح رہے۔ جس طرح پیالہ میں شراب ہوتی ہے۔ تیری خدمت کی خواہش روح کی طرح خوشی بخشنے والی اور تیری درگاہ کا شکر یہ شراب کی طرح غم دور کرنے والا رہے۔

قصیدہ نمبر ۱۱

فردوس میں تکیہ لگانیوالی امیرزادی فاطمہ سلطان امیر دیوان کی لڑکی کا مرثیہ

(۱) ہر موسم بہار میں زمین سے پھول اُگا کریں گے۔ لیکن یہ ایک ایسا پھول چلا گیا ہے۔ کہ اب وہ سو بہاروں میں بھی نہیں آئیگا۔

۱۳۶ـ (۲) یہ ایک ایسا پھول گیا ہے کہ آج سے لیکر قیامت کے دن تک اُسی کا گل آب ہماری تر آنکھوں سے جاری رہیگا۔ (۳) یہ ایسا پھول گیا ہے کہ باوجودیکہ ابھی غنچہ ہی تھا۔ اپنے دونوں غنچوں (لبوں) سے ہر ایک کو ہزار شکر کے بورے دیا کرتا تھا۔ (بڑا شیریں زبان اور میٹھی

باتیں کرنے والا بچہ تھا)۔ (۴) یہ ایک ایسا پھول گیا ہے۔ کہ چین کی کستوری کے دو سنبل (زلفیں) رکھتا تھا۔ اور ان دو سنبلوں کے نیچے دو سُرخ گُل لالہ (رخسار) چھپائے ہوئے تھا۔ (۵) او ہو وہ کون تھا۔ کہاں آیا تھا۔ کیا اس نے باتیں کی تھیں اور کہاں چلا گیا۔ کہ جتنا مَیں دیکھتا ہوں۔ ان چاروں باتوں کا پتہ نہیں چلتا۔ (۶) وہ کیا شمع تھی۔ کہ بغیر روشن ہوئے بُجھ گئی اور کیا شعلہ تھا کہ بغیر بلند ہوئے بیٹھ گیا۔ (۷) وہ کیوں صبح کے ستارے کی طرح بغیر نکلے ہی غروب ہو گیا۔ اور صبح صادق کی طرح ابھی آیا بھی نہیں تھا۔ وہ کیوں رُخصت ہو گیا۔ (۸) زمین کی سیپی سے ایک ایسا موتی باہر گر پڑا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں کی سیپیاں موتیوں سے پُر ہو رہی ہیں (آنسو برسا رہی ہیں)۔ (۹) بزرگی کے آسمان سے ایک ایسا ستارہ (ٹوٹ کر) گر پڑا۔ کہ اس ستارہ کی وجہ سے خلقت کی جان چنگاریوں سے پُر ہو رہی ہے۔ (۱۰) وہ اپنے حُسن کی خوبیوں میں سُورج اور چاند کی تصویر تھی۔ جب وہ مر گئی۔ تو گویا سُورج اور چاند مر گئے۔ (۱۱) اپنی خوشِ کلامی اور گفتگو میں عقل و ہُنر کا دار و مدار تھی۔ جب وہ مر گئی۔ تو گویا عقل و ہُنر مر گئے۔ (۱۲) موت کے تھپیڑوں سے اس کا چہرہ نیلا ہو گیا۔ اور یہ تعجب ہے۔ کہ پھول بنفشہ بن جائے یا گل لالہ نیلوفر ہو جائے۔ (۱۳) اس نے زندگی میں اپنے حُسن اور مرنے کے وقت اپنے غم سے۔ دو حالتوں ہی میں جہان کو تہ و بالا کر دیا۔ (۱۴) میرا خیال ہے کہ خدا نے جہان پر یہ ایک عذاب نازل کیا ہے۔ کیونکہ اس کی جُدائی ہزاروں عذابوں سے بدتر ہے۔ (۱۵) اس کے چہرے نے جہان پر ایک بہشت کا دروازہ کھول رکھا تھا۔ جب اس کا چہرہ چھپ گیا۔ تو گویا وہ دروازہ بند ہو گیا۔ (۱۶) اس نے بہشت میں جا آرام کیا۔ اور اپنے خصائل میں بہشت کے باغ میں ایک اور بہشت کا اضافہ کر دیا۔ (۱۷) یہ نہ کہو۔ کہ بہشت کی وجہ سے اس کے حُسن کا زیور بڑھ جائے گا بلکہ یوں کہو۔ کہ وہ اپنے چہرے سے بہشت کی آرائش کو دوبالا کر دے گی۔ (۱۸) یہ کیا خبر تھی۔ اور یہ قاصد کہاں سے آ گیا۔ کاش وہ نہ آتا اور یہ خبر نہ دیتا۔

۳۷۔ (۱۹ تا ۲۱) معاذ اللہ یہ خبر ٹھیک نہیں ہو گی۔ مَیں حیران ہوں کہ یہ مَیں کس طرح مان لوں۔ شگفتہ پھول ایک دم کس طرح شاخ سے گر پڑا۔ اور چودھویں کا چاند ایک دم کس طرح نظر سے گُم ہو گیا۔ تازہ بہار ایک منٹ میں کس طرح خزاں بن گئی۔ اور ایک ہوا کے جھونکے سے پھلدار درخت کے تمام پھل کس طرح گر پڑے۔ (۲۲) کیا تم نے کبھی یہ سُنا ہے کہ گل لالہ بغیر کھلے ہی پژمُردہ ہو جائے۔ اور کیا یہ سُنا ہے۔ کہ نرگس بغیر اُگے ہی مُرجھا جائے (۲۳) اے امیرزادی

ہم ہی نہیں۔ بلکہ دُنیا کے لوگ تیرے غلام ہیں۔ تجھے کس نے کہا۔ کہ بغیر نوکروں کے سفر کرے۔ (۲۴) تو کہ تیری سخاوت کا نفع مور و مار تک پہنچا تھا (ہمارے سر پر خاک پڑے) ہائے افسوس کہ ہم نے تجھے مور و مار کے سپرد کر دیا۔ (۲۵) تو کہ تیری بخشش سے دُشمن و دوست خوش تھے ہماری دوستی دیکھ۔ کہ ہم نے دُشمن کی طرح تجھے اپنے ہاتھ سے کھو دیا۔ (۲۶) اگر تیرے جانے سے پہلے گئے ہوئے (مرے ہوئے) خوش ہیں تو کیا فائدہ کہ تیرے پسماندگان کے جگر میں داغ پڑ گئے۔

(۲۷ تا ۲۹) باپ ابھی اسی فکر میں تھا۔ کہ اس ملک سے تجھے ہزار تحفے شوق سے بھیجے۔ تجھے کس نے کہا۔ کہ درخت کی لکڑی سے تو اپنا تعویذ بنا۔ اور تجھے کس نے کہا۔ کہ راستے کی خاک سے اپنا تاج بنا۔ (۳۰ و ۳۱) باپ ابھی دُشمنوں کے برخلاف تیرا بستر چاندی اور تیرا تکیہ سونے کا بنانا چاہتا تھا۔ لیکن تجھے کس نے کہا۔ کہ قبر کی تختی کا تکیہ اور قبر کی خاک کا بستر بنا لے۔ (۳۲) باپ نے ابھی تیرے لئے طوق اور پٹکا نہیں بنایا تھا۔ کہ موت کا ہاتھ تیرا طوق اور قبر کا طاق تیرا پٹکا بن گیا۔ پہلے طوق کے بعد واؤ چاہیئے۔ (۳۳) بجائے اس کے کہ تو رُعب و داب کے تخت پر بیٹھے۔ افسوس ہے کہ تیرا جسم تختے پر پڑا ہے۔ (۳۴) برد۔ جسم۔ حریر۔ ریشم۔ بُرد۔ چادر۔ تن۔ جسم۔ بجائے اس کے کہ تیرے جسم پر ریشمی لباس پہنائیں۔ افسوس ہے۔ کہ تیرے جسم کو چادر کا کفن پہنایا گیا۔ (۳۵) بجائے اس کے کہ تو اپنا سر زریں تکیہ پر رکھے۔ افسوس ہے۔ کہ لحد کی اینٹوں پر تو سر رکھے ہوئے ہے۔ (۳۶) افسوس ہے کہ تیری ان زلفوں پر جو خود عنبر جیسی خوشبو رکھتی تھیں۔ مُردوں کا کافور چھڑکا گیا ہے۔ (۳۷) اے عرش کے کبوتر اگر تو پنجرے سے آشیانے کی طرف اُڑ گیا ہے۔ تو رنج سے مت رو (یعنی دُنیا تیرے لئے ایک پنجرہ ہی تھا)۔ (۳۸) خُدا تجھے رسُول اکرمؐ کی گود میں جگہ دے۔ کیونکہ چاہے مرزا نبی خاں تمہارے باپ ہوں چاہے نبی علیہ السّلام۔ بات ایک ہے۔ (۳۹) اگر تو اپنے باپ کی گود سے علیحدہ ہو گئی ہے۔ تو غم نہ کر۔ کیونکہ تیری جگہ بہر حال رسُول اکرمؐ کی گود ہے۔

۴۸۔ (۴۰ تا ۴۲) اے بزرگوار امیر تو نے خدا کے بندوں کو بغیر مانگنے کے بہت دفعہ ہزاروں خزانے اور موتی دیئے ہیں۔ اگر خدا نے تجھ سے ایک گوہر لے لیا ہے۔ تو رنجیدہ نہ ہو۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ دانشور حکیم (خدا) تجھ سے رنجیدہ ہو جائے۔ کہ جب تو نے ایک گوہر جو خدا نے تجھ سے لینا چاہا نہ دیا۔ تو تو اپنے غلاموں کو کیونکر بغیر مانگے بے حساب گوہر دے دیتا ہے۔ (۴۳) اور دوسرے تو یہ بھی جانتا ہے۔ کہ خُدا ہر ایک پر ماں سے بھی ہزار درجہ بڑھ کر مہربان ہے

Marfat.com

(۴۴) اگر ہم ہوا تک ہزار مائیں گن لیں۔ تو ہم تمام اسی خدا سے صادر ہونے والے ہیں۔ اور وہ خالق ہے۔ (۴۵) لیکن قضا و قدر کا حکم یہی ہے۔ کہ زمانے میں ہم رنج و غم کے سوا کچھ نہ دیکھیں (۴۶) ہماری راحت کو غم پر ہی رکھا گیا ہے۔ لیکن ہم غافل ہیں۔ اور ہمارا عیش موت کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور ہمیں کوئی پتہ نہیں۔ (۴۷) کبھی ہم یہ طعنہ دیتے ہیں۔ کہ منصف خدا کیوں ہم پر ظلم کرتا ہے۔ اور کبھی یہ شکایت کرتے ہیں۔ کہ نیکی پیدا کرنے والا خدا ہمیں تکلیف کیوں دیتا ہے (۴۸ تا ۵۲) شریان۔ رگ جہندہ۔ فصاد۔ فصد کھولنے والا۔ زخمہ۔ مضراب جسے انگلی پر چڑھا کر سارنگی یا ستار بجاتے ہیں۔ خنیا گر۔ رقاص۔ ناچنے والا۔ ناچا۔ ترجمہ۔ اگرچہ خدا نے ہماری عقل کے امتحان کے لئے آدمی کے وجود ہی میں سینکڑوں مثالیں رکھ دی ہیں (لیکن یہ ایک بین مثال ہے) کہ کیا علاج کے وقت طبیب کی کڑوی دوائی طبعی طور پر ہمارے حلق میں شکر کا مزا نہیں دیتی؟ اور کیا رگ شریان جو ہمارے جسم کا رشتہ (اس سے مضبوط) ہے۔ اس میں ہم فصد کھولنے والے کو مزدوری دے کر نشتر نہیں لگواتے؟ شراب سے کڑوی کوئی چیز نہیں ہوتی جسے ہم بڑے ذوق شوق سے پی جاتے ہیں۔ تاکہ اس کی تلخی طبیعت میں مٹھاس کا پھل لائے۔ ہم سارنگی کی نیچے اونچے سُروں سے کہاں رقص میں آسکتے ہیں۔ اگر اس پر رقاص (قوال) مضراب نہ لگائے۔ (۵۳) لیکن چونکہ مسرت اُخروی ہماری آنکھوں سے نہاں ہے۔ اس لئے ہم موت کی خاصیت نہیں جانتے۔ اور اس سے ڈرتے ہیں۔ (۵۴) ہم دُنیا کے فانی عیش پر خوش ہیں اور اس بات سے غافل ہیں۔ کہ اس کا فائدہ درحقیقت غم اور اس کا نفع نقصان ہے۔ (۵۵) لکڑی کے گھوڑے پر بچہ بیٹھا ہوتا ہے۔ اُسے کیا علم کہ تخت سلیمان اور رستم بن زال کا گھوڑا کیا ہوتا ہے (زر زال کا دوسرا نام ہے)۔ (۵۶) گاؤں کا نمبردار جب مزارع کو حکم دیتا ہے۔ اُسے کیا علم کہ خاقانِ چین کیا ہوتا ہے۔ اور قیصر روم کس بلا کا نام ہے۔ (۵۷) عرب جنگل کے تلخ پانی ہی سے وجد میں آجاتا ہے۔ اُسے کیا خبر تسنیم و کوثر کیا چیز ہے۔ (تسنیم و کوثر بہشت کی دو نہریں ہیں)۔ (۵۸) جب مکڑی مکھی کو پکڑ لیتی ہے۔ تو یہ خیال کرتی ہے۔ کہ ایک بڑے بھاری اژدھے کو گویا وہ جال میں کھینچ رہی ہے۔

۳۹۔ (۵۹) جب بلّی چوہوں پر حملہ کرتی ہے۔ تو یہ خیال کرتی ہے۔ کہ گویا سکندر (یعنی خود وہ) نے دارا کے قلب لشکر کو چیر ڈالا ہے۔ (۶۰) سیپ کے کیڑے کے سامنے اگر کوئی ہاتھی کی کہانی بیان کرے۔ تو وہ بڑا پیچ و تاب کھائے گا۔ اور تمام افسانہ ہی خیال کرے گا۔ (۶۱) مکھی اُڑتی ہے تو سیمرغ کو

Marfat.com

بھی خاطر میں نہیں لاتی۔ گھوڑا دوڑاتا ہے تو باد صرصر اس کے وہم میں بھی نہیں آتی ۔ (۶۲) حبشی حبش میں یہ خیال کرتا ہے۔ کہ اس کا چہرہ خوبصورتی اور زیبائش میں قیصر روم سے خراجِ تحسین حاصل کرتا ہے (۶۳) لیکن اگر وہ کہیں سیر کرتے کرتے روم میں چلا جائے۔ تو شرم کے مارے اپنے سر پر چادر ڈال لے گا (اسی طرح ہم لوگ دنیوی لذات پر فریفتہ ہیں۔ اور لذیذ اخروی کا ہمیں کوئی علم نہیں) (۶۴) اس بات کے اشتیاق کی ان ہی بزرگوں کو خبر ہوتی ہے۔ جو مصائب کے تیروں کے سامنے اپنے دل و جان کو ڈھال بنا دیتے ہیں۔ (۶۵) بلا کے معنی عربی میں امتحان (آزمائش) کے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا اپنے بندے کو بلا میں مبتلا کر کے آزمائش کرتا ہے (۶۶) جس کے ساتھ بڑی محبت ہو۔ اس کی آزمائش بھی بڑی ہی ہوتی ہے۔ شان کے مطابق جھنڈا ہوتا ہے۔ اور جسم کے مطابق کپڑا ہوتا ہے (۶۷) حضرت امام حسینؑ اور حضرت علیؑ کو شہید ہوئے ہزار سال سے زیادہ ہو گئے۔ لیکن ابھی تک ان کا نام منبر پر لیا جاتا ہے۔ (۶۸) خدا ہر حالت میں خلقت سے پاک ہے۔ لیکن نہایت مہربانی سے خلقت کی رہنمائی کرتا ہے۔ (۶۹) اگر ایمان اور کفر فائدہ دیتا ہے۔ تو ہمارے ہی لئے ہے۔ خداوند کریم کو کیا کہ ہم مومن ہیں یا کافر ہیں۔ (۷۰) اگر بہشت اور دوزخ میں فرق ہے تو ہمارے ہی لئے ہے۔ خدا کے نزدیک بہشت اور دوزخ میں کیا فرق ہے (۷۱) ستارہ چمکتا ہے۔ مگر پاک و پلید اس کے لئے ایک ہی ہیں۔ بارش برستی ہے۔ مگر اس کے نزدیک کانٹا اور درخت برابر ہیں۔ (۷۲) اگر تیرا مقصد خدا کو خوش کرنا ہے تو اپنی مراد نہ مانگ بلکہ دوست کی رضامندی طلب کر۔ اور اپنی رضامندی چھوڑ دے (۷۳) اے امیر مجھ سے ایک دانائی کی بات اور سن۔ اگر تیرے ہاتھ سے ایک گوہر چلا گیا ہے تو رنج نہ کر۔ (۷۴، ۷۵) تو اپنا مال اپنے ہر ایک نوکر کے سپرد کر دیتا ہے۔ اس بہانے سے کہ نوکر امین ہوتا ہے۔ پھر ایسا خدا جسے تو بندوں کا پیدا کرنے والا سمجھتا ہے۔ کیا وہ تیرے مال کی حفاظت میں ایک نوکر سے بھی کم ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ یعنی تو یہی سمجھ کہ یہ گوہر تو نے خدا کے پاس امانت رکھا ہے (۷۶) تو آج قاآنی کی یہ تھوڑی سی نصیحت سن لے۔ کیونکہ وہ کل قیامت کے میدان میں تیرے کام آئے گی۔

قصیدہ نمبر ۱۲

مصوّر اور تصویر کی تعریف میں

۴۰ - (۱) اس مصوّر کے جادو بھرے قلم پیدا آفرین ہے۔ کہ اپنے فن کی مہارت سے اس نے

Marfat.com

اس تصویر میں کیسی کیسی باریکیاں نقش کردی ہیں۔ (۲) تمثال۔ تصویر۔ شوی۔ شوہر۔ خاوند۔ زال۔ بوڑھی۔ عورت۔ ترجمہ۔ اگر تو سچ پوچھے تو اس نے ملک کی دلہن اور بخت کے خاوند اور زمانے کی بڑھیا کی تصاویر میں سے یہ تصویر بنائی ہے۔ (۳) ایک طرف سے تو ایسی نئی دلہن معلوم ہوتی ہے۔ کہ جو شخص اس کی صورت دیکھ لے بے اختیار عاشق ہو جاتا ہے۔ (۴) اس کے جسم سے نزاکت اس طرح ہوتی ہے جسطرح ریشم سے نرمی اور اس کے چہرے میں لطافت اس طرح پنہاں ہے۔ جس طرح شرابے میں گرمی (دوسرے مصرعہ میں از کی بجائے در چاہیئے)۔ (۵) خیزران۔ بید کی چھڑی۔ ضمیران۔ ریحان۔ سیما۔ پیشانی۔ ترجمہ۔ چھڑی کا سا قد۔ ارغوان سے رخسارے۔ ریحان کی سی خوشبو۔ اور کستوری کے سے بال ہیں۔ چاند کی سی پیشانی۔ سرو کا قد۔ چاند کی سی شکل اور پھول جیسے رخسار ہیں۔ (۶) اس کی آنکھیں نرگس کی آنکھ کی طرح بغیر سرمہ کے ہی دلفریب ہیں اور اس کی زلفیں سنبل کی زلفوں کی طرح بغیر کنگھی کے ہی تابدار ہیں۔ (۷) بغیر عبارت کے راز بیان کرنے والی بغیر اشارے کے راز جو ہے۔ بغیر گفتگو کے دلفریب اور بغیر تبسم کے جان کو شکار کرنے والی ہے (۸) بغیر قوالی کے وہ وجد سے ایسی حالت میں ہے۔ جیسے شمشاد باد نسیم سے اور بغیر شراب کے سرور کے رقص سے اس طرح ہلتی ہے۔ جیسے پھول شاخ پر ہلتا ہے۔ (۹) آسمان میں جو فریب ہے اُسی کی زلفوں سے لے کر امانت کے طور پر رکھا ہے۔ اور مستی میں جو خمار پایا جاتا ہے۔ اُسی کی آنکھوں سے لیکر امانت رکھا ہوا ہے۔ (۱۰) اس کی آنکھوں میں گروہ در گروہ فتنے سوئے ہوئے ہیں اور اس کی زلفوں میں قطار در قطار خالص عنبر ہے (۱۱) لطافت اور خوبی اس کے قد کے درخت کا پھل ہے۔ ناز اور خوبی اس کے جسم کے ریشم کا تانا بانا ہے۔ (۱۲) اس کی آنکھوں سے اس طرح جادو نکلتے ہیں جس طرح جنون میں وسواس اور اس کے رخسارے اسطرح تر و تازگی پیدا ہوتی ہے جس طرح بہار سے طراوت۔ (۱۳) بہار میں تو نے باغ کو دیکھا ہی ہوگا۔ کہ درختوں کو پھل لگتا ہے۔ اس کے قد کے درخت کو دیکھ۔ کہ جس کا پھل باغ ہے (یہاں سرو سے مراد محض درخت ہے کیونکہ سرو کو پھل نہیں لگا کرتا) (۱۴) جو اس میں خوبی پائی جاتی ہے اگر زلیخا میں پائی جاتی۔ تو یوسف علیہ السلام باوجود اس قدر عصمت کے اس سے نہ بھاگتے (نعوذ باللہ) یوسف علیہ السلام کو جب عزیز مصر نے خرید لیا۔ تو اس کی بیوی زلیخا ان پر عاشق ہو گئی۔ اور یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا۔ مگر خداوند کریم کی قدرت کاملہ سے آپ اس کے مکر و فریب سے محفوظ ہے۔ قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے۔ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي فِي بَيْتِهَا وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ

Marfat.com

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمِينَ ترجمہ۔ یوسف علیہ السلام جس عورت کے گھر میں رہتے تھے۔ اس نے انہیں پھسلایا۔ اور دروازے بند کر کے کہا۔ میں تجھے کہتی ہوں۔ اِدھر آ۔ آپ نے کہا۔ خدا کی پناہ۔ وہ میرا رب مجھے اچھی جگہ رکھنے والا ہے۔ اور وہ ظالموں کو خلاصی نہیں دیتا۔ (۱۵) صرع۔ مرگی۔ ترجمہ۔ جس طرح مرگی والا آدمی ماہ نو کو دیکھ کر پریشان ہوتا ہے۔ اسی طرح ماہ نو اس کے ابرو دیکھ کر مرگی کے بیمار کی طرح پریشان ہوتا ہے۔ (۱۶) اور اگر دوسری طرف سے اس تصویر پر نظر ڈالی جائے۔ تو ایک ایسا خوبصورت لڑکا معلوم ہوتا ہے جس کا جمال دیکھ کر ہوشیار آدمی کا دماغ بھی پریشان ہو جائے۔

(۱۷ - ۱۸) اس کی آنکھ کے فتنے زمانے کے ظلم کی طرح بے حساب ہیں۔ اور اس کی زلفوں کے پیچ آسمان کی گردشوں کی طرح بیشمار رہی ہیں۔ (۱۹) اس کا مُنہ معشوق کی خوبصورت پنڈلی کی طرح شہوت انگیز ہے۔ اور اس کی زلفیں یار کی خوشبودار زلفوں کی طرح عنبر سے ملی ہوئی ہیں۔ (۲۰) (اس کا چہرہ ایسا ہے) کہ اگر ویسا چہرہ کسی مجلس میں حاضر کر دیں۔ تو شمع پروانے کی طرح بے خود ہو کر اپنے آپ کو اس پر گرا دے۔ (۲۱) عجوز۔ بوڑھی عورت۔ زال۔ نبی الجان۔ جنوں کے نبی۔ حضرت سلیمان۔ قفا۔ گردن کا پچھلا حصّہ۔ گُدّی۔ ترجمہ۔ اور اگر اُسے پیچھے سے دیکھا جائے تو ایک بدشکل تندمزاج بڑھیا معلوم ہوتی۔ جو شاید سلیمان علیہ السلام سے زمانے میں یادگار رہ گئی ہے۔ دوسرا مصرعہ اس طرح سے کز نبی الجان ماندہ در زمانہ یادگار۔ (۲۲) چرک۔ میل کچیل۔ غلاظت۔ سوسمار۔ گوہ۔ ترجمہ۔ اس کے بال مکڑی کے جالے کی طرح باریک اور غلیظ ہیں۔ اور اس کا مُنہ گوہ کے چمڑے کی طرح سیاہ اور پُرشکن ہے۔ (۲۳) چانہ۔ ٹھوڑی کی ہڈی۔ ٹھوڑی ترجمہ۔ اس کی ناک اور ٹھوڑی نے شاید دوسرے اعضا سے موٹاپا چرایا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں موٹے ہیں۔ اور باقی اعضا لاغر ہیں۔ (۲۴) کیونکہ اس کے رُخساروں پر بہت سی جھریاں ہیں۔ اس لئے اگر ایک دفعہ دل اس میں پھنس جائے۔ تو قیامت تک نہیں نکل سکتا۔ (۲۵) اس کی ٹھوڑی اور ناک نے (تو یہ خیال کرے گا کہ) ایک دوسرے کی رقابت میں لڑائی کے لئے گوئے و چوگان بنا رکھا ہے (۲۶) نجوی۔ مشورہ۔ زہار۔ شرمگاہ کے بال۔ ترجمہ۔ چونکہ ان دونوں (ٹھوڑی اور ناک) نے آگے کو سر جھکا رکھا ہے۔ اس لئے تو خیال کرے گا کہ اس کی ناک ٹھوڑی سے اور اس کی ٹھوڑی موئے زہار سے مشورہ کر رہے ہیں۔ (۲۷) تمام دُنیا میں ایسا بدشکل کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہو سکتا ہے۔ تو بادشاہ کے حاسد کے سوا اور کوئی نہیں۔

Marfat.com

قصیدہ ع۱۳

نواب فریدوں مرزا مرحوم کی تعریف میں

(۱) اے نیک شگون اور مقبول نصیبہ والے معشوق۔ اے مجلس کے ستارۂ زہرہ اور اے محفل کے چاند (۲) **قوالب**۔ جمع قالب۔ جسم۔ **ہیاکل**۔ جمع ہیکل۔ طاقتور جسم۔ **ترجمہ**۔ باقی معشوق جسم ہیں اور تو دل ہے۔ دوسرے معشوق محض ڈھانچے ہیں اور تو ان کی روح ہے۔ (۳) **شمائل**۔ شکل۔ **سلاسل**۔ جمع سلسلہ۔ زنجیر۔ **ترجمہ**۔ تیری شکل کے چاند کے ارد گرد تیری دونوں زلفیں ایک عنبر کی زنجیر ہیں (۴) دل تیری زنجیر (میں پھنسنے کے) مشتاق ہیں۔ اور جان تیری شکل مائل ہے۔ (۵) تیرے عشق کے غم کی نسبت مجھ کو خون پینا (غم کھانا) آسان ہے۔ لیکن تیرے ہاتھ سے میرا جان بچالے جانا مشکل ہے۔

۴۲۔ (۶) تیرا چہرہ سیاہ زلفوں کے نیچے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے چاند برج سنبلہ میں آگیا ہو۔ (چاند جب برج سنبلہ میں آتا ہے تو اس کی روشنی زیادہ ہو جاتی ہے (۸) میری آنکھیں آسمان ہیں۔ اور تیرا چہرہ سورج۔ ایسا سورج جس کو کسی قسم کا زوال نہیں آیا (۹ تا ۱۱) اے آگ کی سی خو اور لوہے کے سے دل والے تیری زلفوں کے سوا جو رخساروں کے پیچھے ہیں میں نے ایسا سفید سورج نہیں دیکھا جس کے پیچھے پیچھے سایہ جا رہا ہو۔ یہ تیری زلفیں ہی ہیں جو کالوں کی لو کے پاس سے چاہِ ذقن کی طرف مائل ہو رہی ہیں۔ (۱۲) **ہاروت و ماروت**۔ دو فرشتوں کے نام ہیں۔ جو سزا کے طور پر چاہِ بابل میں لٹکائے گئے ہیں۔ **ترجمہ**۔ یا یہ نہیں (بلکہ یہ ہے) کہ صبح کے وقت ہاروت فرشتہ چاہ بابل میں اُلٹا لٹکا ہوا ہے (۱۳) تیری دونوں زلفیں منہ پر دائیں بائیں سے ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے رات اور دن بالمقابل لٹکائے ہوئے ہوں۔ (۱۴) **کفہ**۔ پلڑا۔ **معادل**۔ برابر۔ **ترجمہ**۔ ترازو کے دو پلڑوں کی طرح ایک دوسرے سے وزن میں برابر ہیں۔ دوسرا مصرعہ اس کی طرح چاہیئے ؎ در وزن بیک دگر معادل (۱۵) تیرا چہرہ عادل بادشاہ کی رائے کی طرح رات (زلف) میں سے دن نکالتا ہے (۱۶) **اساطین** ارا کین سلطنت۔ **ذخرہ**۔ ذخیرہ۔ اقران **واماثل** ہمسر و شریک۔ **ترجمہ**۔ ارا کین سلطنت اور اقبال کا فخر۔ اور اپنے ہمسروں کا ذخیرہ ہے۔ (۱۷) **بحر خضم**۔ ناپیدا کنار سمندر۔ **ابر ہاطل**۔ بہت برسنے والا بادل۔ **ترجمہ**۔ ایسا حاکم کہ اس کا سخی ہاتھ ناپیدا کنار سمندر اور بہت برسنے والا

Marfat.com

بادل ہے۔ (۱۸) وشت نزال - میدانِ جنگ۔ لیث۔ شیر۔ نوال بخشش۔ غیث وابل۔
بہت برسنے والا بادل۔ ترجمہ۔ میدانِ جنگ میں وہ غالب شیر ہے اور بخشش کرنیوالے ہاتھ وہ
بہت برسنے والا بادل ہے۔ (۱۹) حمل - اٹھانا۔ نوافل - اٹھانے والے۔ ترجمہ۔ ملکوں میں
اس کے عطیات کے اٹھانے والے عاجز آگئے ہیں۔ اس قدر اس کے عطیئے گراں ہیں۔ (۲۰ و ۲۱)
محافل۔ جمع محفل۔ نافلہ۔ نماز نفل۔ نوافل۔ عطیات۔ بخشش۔ ترجمہ۔ اے وہ شخص
کہ تیری مدح مجلسوں کی زینت اور تیری محفلوں کی آرائش ہے۔ اگر نماز نفل فرض نہیں تو
نوافل (بخشش) تیری سخاوت پر کیسے فرض ہو گئے۔ (تعجب ہے)۔ (۲۲ و ۲۳) صوت۔ آواز۔ مجلی۔
وہ گھوڑ دوڑ میں اول نمبر پر رہنے ہے۔ موئل ۔ وہ گھوڑا جو آٹھویں نمبر پر رہے۔ (ترجمہ۔ تیری سخاوت
کی قبولیت کی آواز سائل کی آواز سے اس طرح سبقت لیجاتی ہے جیسے کہ اول رہنے والا گھوڑا آٹھویں
نمبر پر رہنے والے گھوڑے سے سبقت لیجاتا ہے (۲۴) بدیع عجیب۔ بداعت۔ بدیع ہونا۔
ترجمہ۔ تیرے عجیب۔ (عمدہ) الفاظ بدیع ہونے کیوجہ سے قبائل میں ضرب المثل طور پر استعمال
ہوتے ہیں۔

۳۴۔ (۲۵) تیرے عمدہ آثار آدھی رات کے وقت دور ہی سے تیری شکل سے ظاہر ہوتے ہیں۔
(۲۶) تیری چشم بصیرت میں لوگوں کے اجسام انکے دل کے بھیدوں پر پردہ نہیں ہیں (یعنی تجھ سے
کوئی بھید چھپا ہوا نہیں رہتا)۔ (۲۷) جو زمانے میں نقص تھا وہ تیری ہستی کے پرتو سے مکمل ہو گیا یعنی
جبتک تو پیدا نہیں ہوا تھا۔ دنیا نامکمل تھی۔ اب مکمل ہو گئی ہے (۲۸) جب دنیا کا ماحصل تو ہی تھا تو
تیری بدولت اب جہان کا انتظام بھی ٹھیک ہو گیا۔ (۲۹) ہاں تیرے ہی وجود سے یہ ماہیت موجود ہوئی
ہے۔ کسی فاعل کے فعل سے نہیں ہوئی۔ (۳۰) دربار تیرے وجود کے مقابلہ میں ایک خشک لبوں والا
اور خاکسار ساحل ہے (۳۱) وغا لڑائی۔ ترجمہ۔ تیرا ہاتھ سخاوت میں حیات جاوید ہے۔ اور تیری
تلوار لڑائی میں مرگ ناگہاں ہے۔ (۳۲) سیب۔ ٹھوڑی تنجح۔ کامیاب ہو گیا۔ امانی امیدیں معاقل
پیچیدہ۔ اور مضبوط قلعے فتح ہو جاتے ہیں۔ (۳۳ و ۳۴) اگرچہ معدوم ہو جانے کے بعد وجود کا ہونا
عقلمند آدمی کے نزدیک ایک محال امر ہے لیکن تیرا حزم اس سے تین درجے بعد بھی اس معدوم شدہ
وجود کو کسی شغل میں مشغول کر سکتا ہے۔ (۳۵) مشاعل جمع مشعل۔ قندیل ترجمہ۔ تیری رائے
سیاہ رات میں قندیل سے بھی زیادہ روشن ہے (۳۶) کسی وقت بھی تیرے
کام تجھے کسب دانش سے باز نہیں رکھ سکتے۔ یعنی خواہ کیسے ہی مشاغل میں

Marfat.com

ہو کسب دانش تیرا کام ہے۔ (۳۷) رجعت قہقری۔ الٹا پھر جانا۔ دوسرے مصرعہ میں "زمیں" کی بجائے "زمی" چاہیئے۔ ترجمہ۔ تیرے رد کرنے سے نازل ہونے والی قضا آسمان کی طرف واپس چلی جاتی ہے۔ (۳۸) مفاصل۔ جوڑ۔ ترجمہ۔ تیرے عدل کی وجہ سے جوڑ بدن میں اس طرح پیوستہ ہو گئے ہیں جس طرح گوشت کے ساتھ چمڑا یعنی انسان کے جوڑوں کی پیوستگی تیری عدالت ہی کی وجہ (۳۹) وقف۔ ٹھہرنا۔ قرآن شریف میں بعض آیات کے ختم ہونے پر ذرا ٹھہرنا پڑتا ہے اسے وقف کہتے ہیں۔ فواصل۔ فاصلے۔ ترجمہ۔ اگر وقف میں آیات قرآنی کی تمیز کے لئے فاصلہ کرنا فرض نہ ہوتا تو تیرے عدل کی پیوستگی اس فاصلے کو بھی درمیان سے ہٹا دیتی۔ یعنی چونکہ تیرا عدل سب کو برابر رکھنا چاہتا ہے۔ اگر قرآن شریف میں آیات کے ختم ہونے پر وقف فرض نہ ہوتا۔ تو اس میں بھی تصرف کر کے سب آیات کو برابر کر دیتا (۴۱) مسجّل۔ قبالہ۔ مہر کردہ شدہ۔ مساجل۔ مساجلہ بروزن فاعلہ باہم فخر کرنا۔ ترجمہ۔ جو شخص تیرے بخت کے ساتھ جو کوئی مقابل ہوتا ہے وہ اپنی نادانی پر مہر لگا لیتا ہے رجسٹری کر دیتا ہے۔ اس کی نادانی ثابت ہو جاتی ہے (۴۲) جہاں جسم ہے تو اس میں روح کی حیثیت رکھتا ہے کہ نہ خارج ہے اور نہ ہی داخل۔ (۴۳) تیری ذات کے ساتھ فضائل پیدا ہوئے ہیں۔ جس طرح جان جسم کے ساتھ اور روح بدن کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔

۴۴۔ (۴۴) تیرا ہاتھ۔ دل۔ کلام اور قلم ہی تیری سخاوت کے بہترین وسیلے ہیں (۴۵) آونگ۔ الگنی۔ وہ رسی جس پر کپڑے سکھانے کے لئے لٹکائے جاتے ہیں۔ یہاں صرف اس کے معنے آویختہ ہیں۔ حمائل۔ آویختہ شدہ۔ تیغ کوہ۔ پہاڑ کی چوٹی۔ ترجمہ۔ تیری تلوار تیرے کندھوں پر لٹک رہی ہے یا پہاڑ کی چوٹی سے اژدہا لٹک رہا ہے۔ (۴۶ و ۴۷) نابغہ ذبیانی اور خاطلہ۔ عرب کے دو مشہور خوش بیان شاعر ہیں۔ چامہ۔ غزل۔ قصیدہ۔ ترجمہ۔ تیری نظم کے سامنے نابغہ ذبیانی کا کلام اور تیرے اشعار کے سامنے خاطلہ کی غزلیں تمام کی تمام ناقص اور بیہودہ ہیں اور شروع سے آخر تک مہمل اور فضول ہیں (۴۸) تیرے دل کی وسعت کی مدد سے آدمی اس حائل سمندر کا دورہ کر سکتا ہے۔ ترجمہ۔ تیرے ضمیر کی وسعت کی مدد ہی سے تدویر حائل کا محیط ہے۔ اس صورت میں دوسرے مصرعہ میں حائل کی حائل چاہیئے۔ (۴۹) تدویر۔ دور کرنا اور علم ہیئت کی اصطلاح میں وہ چھوٹے آسمان جو ہر ایک آسمان کے اندر ہیں یعنی ہر ایک فلک چند چھوٹے افلاک یعنی چند مدور اشکال سے مرکب ہے جنکے نام یہ ہیں۔

Marfat.com

ممثل۔ مائل۔ جوزہر۔ مدیر۔ خارج المرکز۔ حائل۔ تدویر۔ فلک قمر یعنی پہلا آسمان چار اجزا سے مرکب ہے۔ مائل۔ حامل۔ تدویر۔ جوزہر۔ اور جوزہر باقی تین اجزا کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور فلک عطارد یعنی دوسرا آسمان چار اجزا سے مرکب ہے۔ ممثل۔ مدیر۔ حامل۔ تدویر۔ فلک شمس یعنی تیسرا آسمان دو اجزا سے ممثل۔ خارج المرکز۔ فلک زہرہ و مریخ مشتری اور زحل یعنی باقی چاروں آسمان تین افلاک سے مرکب ہیں۔ ممثل۔ حامل۔ تدویر۔ ذیل کے نقشہ سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے فتدبر۔

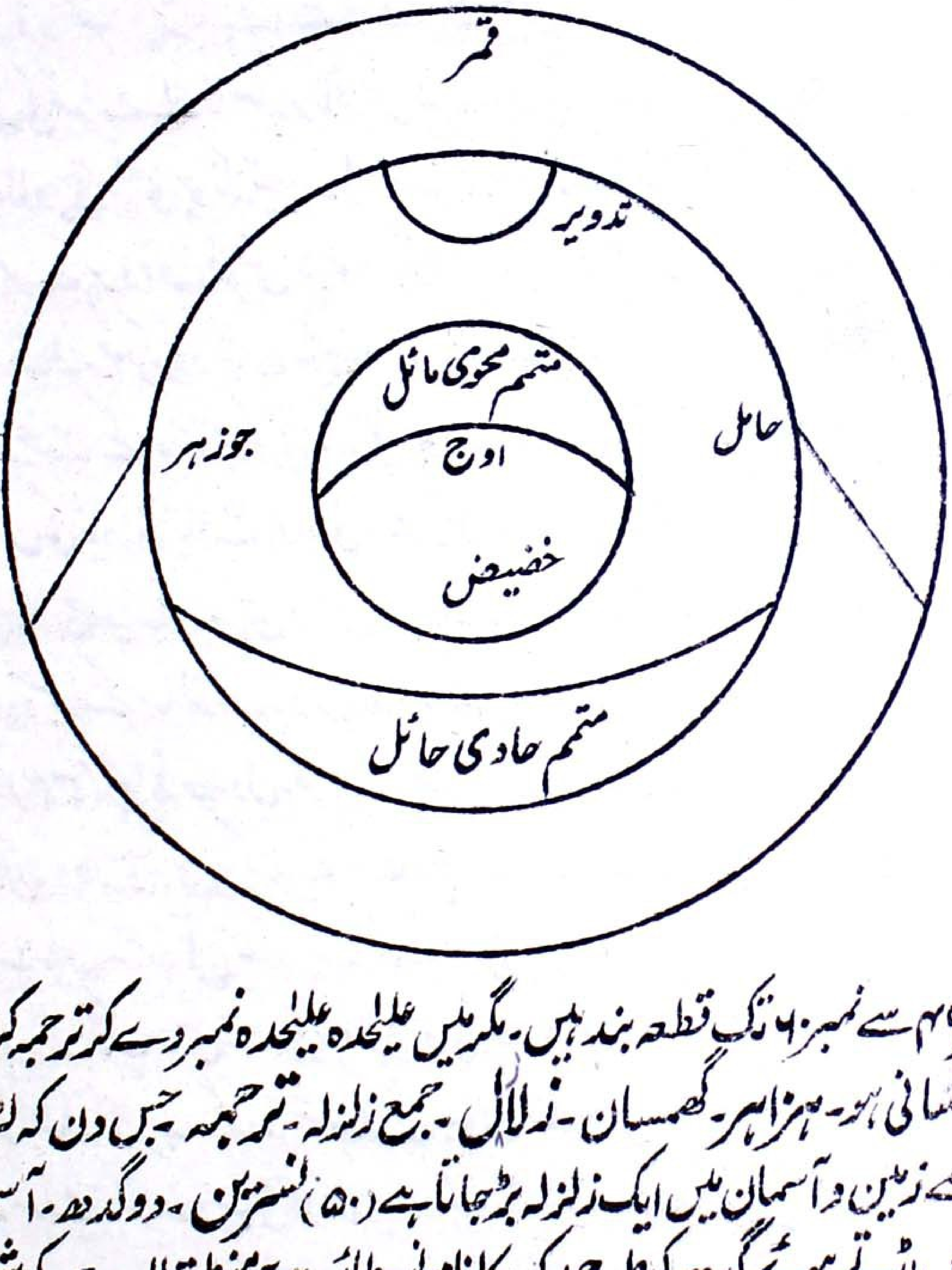

(۴۹)۔ نمبر ۴۹ سے نمبر ۶۰ تک قطعہ بند ہیں۔ مگر میں علیحدہ علیحدہ نمبر دے کر ترجمہ کرتا ہوں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ ہزاہر۔ گھمسان۔ زلازل۔ جمع زلزلہ۔ ترجمہ۔ جس دن کہ لڑائی کے گھمسان سے زمین و آسمان میں ایک زلزلہ پڑ جاتا ہے (۵۰) نسرین۔ دو گدھ۔ آسمان پر دو شکلیں ہیں اڑتے ہوئے گدھ کی طرح ایک کا نام نسر طائر ہے جو منطق البروج کے شمال کی جانب ہے چنانچہ احقر کا یہ شعر ہے ثریا نیز در تحت الثریٰ گم ؛ سمند نسر طائر گشتہ بے سم۔
دوسرے کا نام نسر واقع جو قطب جنوبی میں واقع ہے۔ ترجمہ۔ تیرے تیر کے عقاب کے ڈر سے آسمان کے نسر طائر اور نسر واقع بسمل ہو جاتے ہیں۔ (۵۱) البیض۔ خود جو لڑائی میں سر پر رکھے جاتی ہے تلوار کو بھی کہتے ہیں مراجل۔ جمع مرجل۔ ہنڈیا۔ تغلی۔ جوش مارتے ہیں۔ ترجمہ۔ سروں پر خود آتش بار تلوار د

Marfat.com

سے اس طرح جوش مارتی ہیں جسطرح کہ ہنڈیا ہو۔ (۵۲) تہتمیز۔ اتھزاز۔ حرکت کرنا۔ اسنہ۔ سنان۔ عوالی۔ نیزے۔ جو۔ خلا۔ سنابل۔ سنبلہ۔ خوشہ۔ بالی ایک برج کا نام۔ ترجمہ۔ نیزوں کے بھالے خلا میں اس طرح حرکت کرتے ہیں جسطرح کہ خوشے (ہوا میں) ہلا کرتے ہیں (۵۳) نیحن۔ نوحہ کرتے ہیں۔ نوائح۔ نوحہ کرنیوالی عورتیں۔ یصحن۔ چیختے ہیں۔ صیحتہ۔ ثواکل۔ ثکلہ۔ وہ عورت جسکا بچہ مرجائے۔ ترجمہ۔ وحشی نوحہ کرنیوالی عورتوں کی طرح نوحہ کرتے ہیں! ور پرندے اس عورت کی طرح جسکا بچہ مرجائے چیختے چلاتے ہیں (۵۴) رمح۔ نیزہ کی انی یفری۔ چاک کرتا ہے۔ طعن۔ نیزہ۔ السنہ۔ زبان عواذل۔ جمع عاذل۔ ملامت کرنیوالے قیس عامری۔ تو یا علی العذال ما بنو کو نی + بغی امانی العاذلین بسبب مجھے ملامت کرنیوالوں پر افسوس ہے کہ وہ کیوں مجھے میری حالت میں نہیں رہنے دیتے۔ کیا ان ملامت کرنیوالوں میں کوئی دانا نہیں۔ ترجمہ۔ نیزے لوگوں کو اس بات پر جمع کر دیتے ہیں کہ وہ نیزہ زنی سے اسطرح حیران ہو جاتے ہیں جسطرح ملامت کرنیوالونکی زبان سے ملوم آدمی حیران ہوتا ہے۔ (۵۵ و ۵۶) سنابک۔ سم۔ نداکی۔ ندکی۔ تنومند گھوڑا۔ ہیاکل۔ ہیکل۔ بلند قد گھوڑا۔ حواضر۔ حضر۔ کھر۔ سم۔ ترتح۔ راحت پاتے ہیں۔ ثری۔ زمین۔ تنحط۔ گر پڑتے ہیں۔ انحطاط۔ جناول۔ جندل۔ تنومند آدمی۔ زلی۔ سنگریزے۔ صیاصی۔ قلعے۔ ترجمہ۔ تیرے تنومند گھوڑوں کے سموں کی آواز سے اور تیرے بلند قد گھوڑوں کے سموں کے پڑنے سے۔ قلعے زمین پر آرام کرنے لگتے ہیں (گر جاتے ہیں) اور بڑے بڑے تنومند آدمی کنکریوں پر لیٹ جاتے ہیں۔ (۵۷) افاعی۔ جمع افعی۔ ترن۔ آواز کمان۔ ہوابل۔ ثواکل۔ وہ عورت جسکا بچہ مرجائے۔ ترجمہ۔ نیزے سانپوں کی طرح آگے بڑھتے ہیں! ور کمانیں گرے ہوئے بچے والی عورتوں کی طرح آوازیں نکالتی ہیں (۵۸) منازع۔ منازعت کرنیوالا۔ مناصل۔ اسم فاعل از مناصلتہ۔ جنگ کنندہ۔ ترجمہ۔ تیرے دشمن جنگجو کے سر میں اور تیرے حاسد جنگجو کے ہاتھوں میں (۵۹) تبیض۔ سفید ہو جاتا ہے۔ مفارق۔ فرق سر چندیا۔ تصفر۔ زرد رنگ ہو جاتے ہیں۔ بطش۔ پکڑ۔ انامل۔ انگلیوں کی پوریں۔ اگر انامل ہو تو جمع نبل بمعنی جوانمرد۔ ترجمہ۔ تیرے ڈر سے چندیا سفید ہو جاتی ہے۔ اور تیری سخت گیری سے انگلیاں زرد پڑ جاتی ہیں (۶۰) مغازل۔ سوت کاتنے والا۔ فلکہ۔ چرخ کے تلے پر ایک چھوٹی سی چمڑے کی ٹکیا ہوتی ہے (چمرخ) جسے دمرکا کہتے ہیں۔ ترجمہ۔ تو اپنے دشمنوں کے سر کو اپنے شکار بند میں اسطرح باندھ لیتا ہے جسطرح سوت کاتنے والا دمرکے سے قریب سوت لپیٹتا ہے (۶۱) ناحل۔ لاغر۔ کمزور نحیف جسم۔ ترجمہ۔ تو اپنی نحیف جسم کی تلوار کی مدد سے ملک اور دین کے کمزور بازوؤں کو (موٹا) اور قوی توانا کر دیتا ہے۔ (۶۲) اے بادشاہ کے مکرم چچا اور اے وہ شخص کہ تیرا خوف موت کی طرح ہولناک ہے۔

Marfat.com

۴۵-۴۴-(۶۳) اگر تیرے دل کی قبولیت کے فیض کے لئے یہ عمدہ قصیدہ موافق حال ہو۔ تو (۶۴) شاید پھر لوگ اس کی مدح میں یہ کہیں۔ کہ پہلے ایسا قصیدہ اور کوئی نہیں لایا کسی نے نہیں لکھا۔

(۶۵) **ابوالفضائل** ۔ فضیلتوں کا باپ۔ بڑی فضیلت والا۔ ترجمہ۔ تیری مہربانی کی وجہ سے زمانے کے لوگ قاآنی کو ابوالفضائل کہتے ہیں۔ ور فضل پئے حمایت تو۔ (۶۶ و ۶۷) **مطلقات** ۔ جمع مطلقہ وہ عورتیں جنہیں طلاق دی جائے۔ **محلل** ۔ حلالہ کیا گیا۔ ایک عورت ایک شخص کو تین دفعہ طلاق دینے کے بعد چوتھی دفعہ اس کو اس طرح نکاح میں لاسکتا ہے۔ کہ وہ عورت کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ پھر اس سے طلاق لے۔ پھر تین دفعہ طلاق دینے والا نکاح کرے۔ اسی کو حلالہ کہتے ہیں جلیہ۔ زیور۔ **عاطل** ۔ برہنہ۔ بیکار۔ ترجمہ۔ جب تک مطلقہ عورت کو تین طلاقوں کے بعد حلالہ کے سوا چارہ نہیں۔ تب تک (ملک کی دلہن ایک لحظہ بھی تیرے بخت کے زیور سے برہنہ نہ ہو (۶۸ و ۶۹) **منطقہ** ۔ منطقۃ البروج وہ دائرہ جس پر بارہ برج واقع ہیں۔ **دونقطہ** ۔ نقطہ اعتدال ربیعی ور نقطہ اعتدال خریفی۔ **معدّل** ۔ دائرۂ معدل النہار جس کا نقشہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

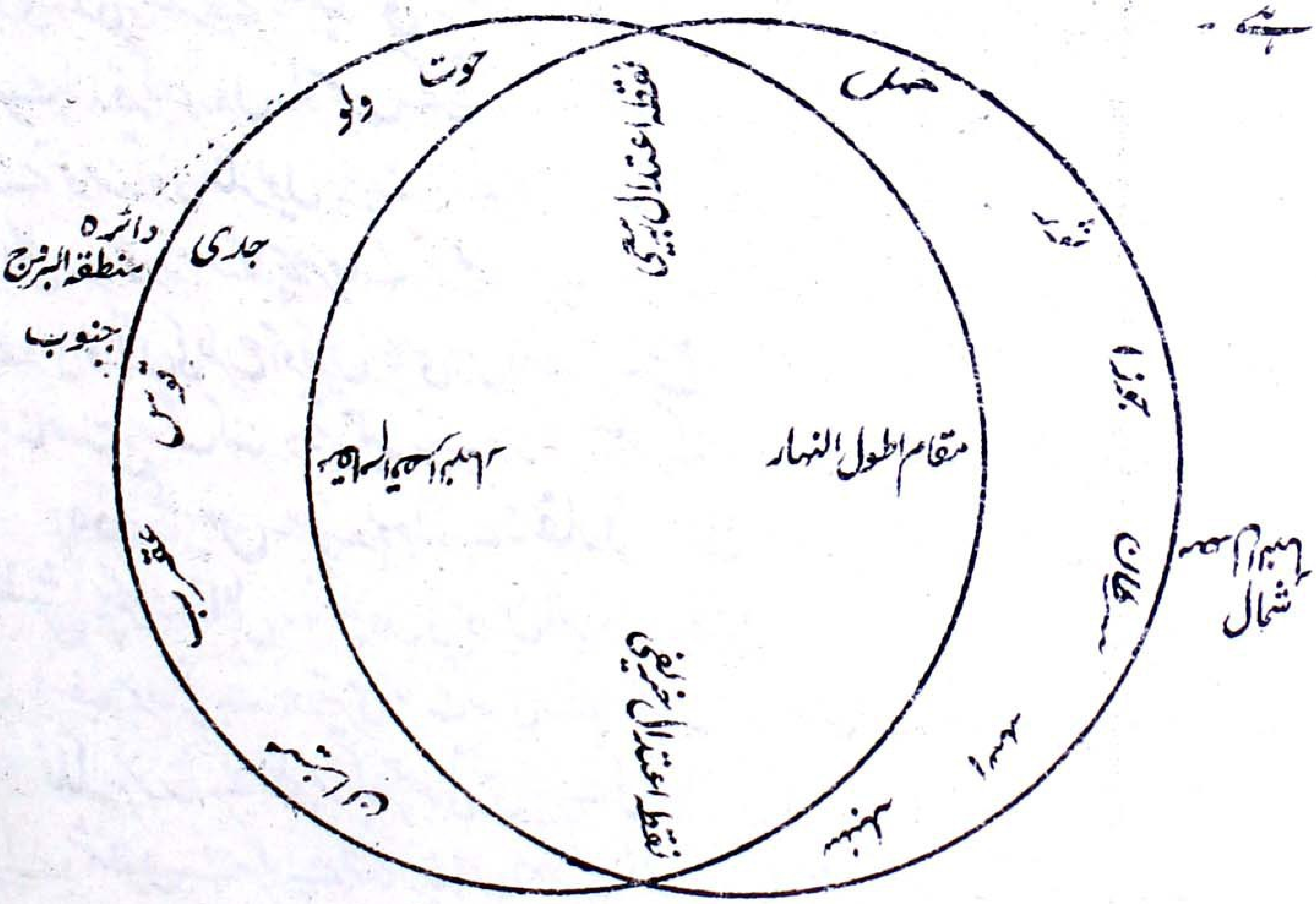

ترجمہ۔ جب تک منطقۃ البروج دو نقطوں میں معدل النہار کے ساتھ ہمیشہ ملتا رہے۔ تب تک تیرے بزرگی کے منطقہ سے شرف کا خورشید کسی اور طرف مائل نہ ہو۔ (۷۰) قیامت تک تجھے عرش سے یہ آواز آتی ہے۔ کہ تیرا شگون نیک اور تیرا بخت مقبل ہے۔

قصیدہ ۱۴

رستم خاں کی تعریف میں

(۱) جو خوشی میں اس دلکش بزم سے دیکھتا ہوں۔ وہ میں بہار اور باغ کی سیر سے نہیں دیکھتا۔ (۲) وہ خوشی نہ غلمان کی سیر (دیکھنے) اور نہ ہی حوروں کے نظارے نہ ہی بہشت اور نہ ہی ہمیشہ کی عمر سے دیکھ سکتا ہوں۔ (۳) لوگ تو (وہ خوشی) بہشت بریں (اس جہاں میں جاکر دیکھیں گے لیکن میں معشوقوں کی شکل کی بدولت اسی جہاں میں دیکھ رہا ہوں (۴) ہزار شکر ہے کہ حاسد دشمنوں کے برخلاف میں دوست کے وصل سے اپنی آنکھوں اور دل کو کامیاب دیکھ رہا ہوں (۵) شراب کے پیالے اور ایک شرابی معشوق کے رخسار کی بدولت میں چاند زہرہ اور خورشید کو ایک دوسرے کے قریب ہی دیکھ رہا ہوں۔ (۶) شہروں میں ہلچل مچادینے والے معشوقوں کی پلکوں اور ابرؤوں کی وجہ سے میں ہر طرف سے غمزہ کے تیر و کمان دیکھتا ہوں۔ (۷) ہلال کی شکل کا پیالہ بے ریش معشوقوں کے ہاتھ میں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ماہِ نو مشرق کے سورج کے ہاتھ میں ہو۔ (۸) دف کے نالے، سارنگی کی آواز اور ستارے کے نغمے سے میں اپنے دل میں خوشی بدن میں جان اور جسم میں طاقت دیکھتا ہوں۔

۴۶۔ (۹) پیالہ۔ شراب۔ ساقی اور مجلس سب کو میں ہلال مشتری چاند اور آسمان خیال کرتا ہوں۔ (۱۰) تاتاری معشوقوں کے کان کی لَو۔ قد اور رخسار کی وجہ سے میں بہت زیادہ پھول شمشاد اور ارغوان دیکھ رہا ہوں (چمن چمن کثرت کے لیے آیا ہے) (۱۱) ہر ایک کے رخساروں پر خوشبودار زلفیں مجھے ایسے معلوم ہوتی ہیں۔ جیسے دو اژدھے گنج شائگان پر بیٹھے ہوئے ہوں (گنج شائگان کی پہلے تشریح ہو چکی ہے) (۱۲) ان کی عابدوں کو فریب دینے والی زلفوں کے تاروں میں خلقت کے دل اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ جیسے پرندہ آشیانے سے چھوٹ کر پنجرے میں قید ہو گیا ہو۔ (۱۳) ان کے چمکدار چہرے اور بٹی ہوئی زلفوں کی وجہ سے میں ہر طرف سے پھول اور سنبل کے تھال دیکھتا ہوں۔ (۱۴) **متمائل**۔ رغبت کرنیوالا۔ مائل ہونیوالا۔ ختم ہونے والا۔ رعشہ۔ ایک مرض ہے جس سے انسان کے اعضا کانپتے رہتے ہیں۔ ترجمہ۔ جب ان کے سُرین دائیں بائیں سے آپس میں ٹکراتے ہیں۔ تو شوق سے اپنے جسم پر کپکپی اور منہ میں پانی بھرا ہوا دیکھتا ہوں۔ (۱۵) **مو**۔ بال۔ ترجمہ۔ ان بے ریشوں کی کمر اور بال میں میں فرق

Marfat.com

نہیں پاتا ہوں اس لئے کہ میں اس کے سر سے کمر تک صرف ایک بال دیکھتا ہوں منجملہ فرق صرف ایک بال پاتا ہوں۔ (١٦) **ہفت خوان رستم** ۔ جب کیکاؤس کو دیوؤں نے ماژندران کے قلعہ میں قید کر دیا۔ تو رستم اس کے چھڑانے کے لئے سات دن میں وہاں پہنچا۔ راستہ میں ہر روز کسی نہ کسی بھاری آفت سے مقابلہ ہوتا۔ مگر وہ سب پر غالب آجاتا۔ **ہفت عضو** ۔ بلحاظ سر سینہ۔ پُشت دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور بلحاظ باطن دماغ۔ جگر۔ دل۔ سپرز۔ پھیپھڑا۔ پِتّہ (زہرہ) اور معدہ۔ ترجمہ ۔ ان کی زلفوں کے پیچ وتاب سے جسم کے ہفت عضو میں رستم کی کمند کا سا آشوب اور ہفتخواں کا سا شور و غوغا دیکھتا ہوں۔ (١٧) **فرق** ۔ **انفصال** ۔ علیحدگی۔ جدائی۔ ترجمہ ۔ لیکن جب میں تامّل کی آنکھ سے بہت غور کرتا ہوں۔ تو اس کے سر سے کمر تک انفصال و علیحدگی دیکھتا ہوں۔ (١٨) **فرقدان** ۔ دو ستارے جو قطب کے پاس ہیں۔ ترجمہ ۔ آنکھ اور دل میں ساقی کے چہرے کے عکس کو میں اسطرح دیکھتا ہوں۔ جیسے سہیل یمنی۔ فرقدان میں آیا ہوا ہوتا ہے۔ (١٩) **غزال** ۔ ہرن۔ **ناہید** ۔ ستارۂ زہرہ۔ **توامان** ۔ وہ بچے جو دو اکٹھے پیدا ہوں۔ جڑواں بچے۔ ترجمہ ۔ جب ایک غزل پڑھنے والے غزال نے دف ہاتھ میں لی ہو۔ تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چودھویں کا چاند اور ستارۂ زہرہ اکٹھے ہوں۔ چونکہ ساقی کی پیشانی کا شراب کے پیالے میں پسینہ گرا ہے۔ اس لئے میں شراب کے پیالے کو خوشبو کی وجہ سے گلاب دانی خیال کر رہا ہوں۔ (٢١) ساقی کے سرین۔ کلائی۔ پیشانی اور پنڈلی کو میں ریشم۔ قاقم۔ سنجاب اور اطلس خیال کرتا ہوں (قاقم سفید رنگ کی پوستین ہوتی ہے۔ سنجاب اور بلاؤ کی کھال۔ (٢٢) دوست کے رخساروں پر سیاہ زلفوں نے سایہ ڈال رکھا ہے۔ وہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے ستارے پر سیاہ رات کا سائبان ہو۔ (٢٣) شاید اس نے میری آنکھوں کی پتلیوں میں آکر قرار لیا ہے۔ کیونکہ جس طرف میں منہ اٹھاتا ہوں اسی کو دیکھتا ہوں۔ (٢٤ تا ٢٦) **کساد** ۔ بازار کا مندا پڑ جانا۔ **نزہت** ۔ تر و تازگی۔ **کاج** ۔ شمشاد کی قسم کا ایک درخت ہے۔ جس کی شاخوں کو ہاتھ میں لیکر آتش پرست مذہبی گیت گاتے ہیں اور جسے برسم بھی کہتے ہیں غالب ؎

زردشت کیشے آتش پرستے   برسم گذارے زمزم سرائے

ترنس ۔ وہ لمبی ٹوپی جو آتش پرستوں کے پیر پہنتے ہیں۔ **ناقوس** ۔ سنکھ۔ **طیلسان** ۔ وہ چادر جو صوفی اوڑھ کر مراقبہ میں بیٹھتے ہیں۔ ترجمہ ۔ ان مغبچوں (معشوقوں) کے چہرہ کے عشق کی وجہ سے جن کے رخساروں پر میں بہشت کی طراوت اور جنت کی سی تر و تازگی دیکھتا ہوں۔ اور جس وقت

Marfat.com

میں ان کے لب اور دانتوں کی نسبت کوئی بات کرتا ہوں تو اپنی زبان شہد اور شکر کی مٹھاس دیکھتا ہوں۔ کاج۔ کلیسا۔ برنس اور ناقوس کا رواج ہوگیا ہے یعنی دستار اور طیلسان کا بازار مندا پڑ گیا ہے (۲۷) اُن کے رخساروں پر بکھیرنے کے لئے میں گلاب۔ عنبر۔ شنگرف اور کیسر مجلس میں علانیہ دیکھ رہا ہوں (وہ گلاب وغیرہ کون ہے)۔

۴۷۔(۲۸) اپنے آنسو سے گلاب۔ خون دل سے شنگرف۔ آہ سے عنبر اور چہرے سے (جو زرد ہے) زعفران دیکھ رہا ہوں (۲۹) بالخصوص اس قصیدہ کو کہ جس سے وحشی اور پرندے وجد میں ہیں۔ بادشاہ کی خاص مجلس کے لائق خیال کرتا ہوں (۳۰) بزرگی کا آسمان رعب و داب کا جہان رستم خاں۔ کہ جس کے جسم میں میں رستم کی جان کو چھپا ہوا دیکھ رہا ہوں۔(۳۱) وہ ایسا فرشتہ نسل ہے کہ آسمان کو میں اس کی شوکت کے باغ کا ریحان دیکھتا ہوں۔(۳۲) زمانے کو میں اس کی سخاوت کے ہما کے مبارک آشیانے میں چند ایک ہڈیاں خیال کرتا ہوں۔(۳۳) میں اس کے آستانے پر بہت بڑے بڑے سرداروں کی آوازیں سُنتا ہوں۔ (یعنی اس کے دروازے پر حاضر رہتے ہیں) اور اسکی آستینوں میں میں ایک ناپیدا کنار سمندر کو دیکھتا ہوں (۳۴ و ۳۵) **تسنیم**۔ بہشت کی ایک نہر ہے۔ **تنین**۔ راس و ذنب جو محل تقاطع قمر ہیں۔ ترجمہ جب میں مجلس میں اس کے ہاتھ میں پیالہ دیکھتا ہوں۔ اور جب لڑائی میں میں اس کے ہاتھ میں نیزہ دیکھتا ہوں۔ تو اُسے میں مزے میں جان کو ترو تازہ کرنیوالی نہر تسنیم خیال کرتا ہوں اور اسے نیزہ زنی میں جان لینے والا راس و ذنب خیال کرتا ہوں۔(۳۶) اس کی لڑائی کے دن زمین اور جنگلوں میں زلزلہ دیکھتا ہوں۔ اور اس کی مجلس کے وقت سمندر اور کانوں کی پریشانی دیکھتا ہوں۔(۳۷) **دُخان**۔ دھواں۔ ترجمہ۔ اس کی بخشش کے قریب جب بخل کے خرمن میں آگ لگتی ہے۔ تو میں بادلوں کو اٹھتا ہوا دھواں خیال کرتا ہوں۔(۳۸) جہاں اس کی شکل کی باتیں ہوتی ہیں (وہاں) جہاں میں دیکھتا ہوں مجھے باغ و بوستان نظر آتے ہیں (۳۹) میں اسکے جہاں نوردارادے کی چلتی کشتی کے لئے ساتوں آسمان کے پردوں کا بادبان دیکھتا ہوں۔ (۴۰) **حراق**۔ بہت جلانے والا۔ **بنان**۔ انگلیوں کی پوریں۔ **جان**۔ جمع جن۔ ترجمہ۔ میں اسکے نیزے کو جسم و جان کا جلادینے والا خیال کرتا ہوں۔(۴۱) اس کی تعریف کو میں اشعار کی آرائیش پاتا ہوں۔ اور اس کی محبت کو جان کا آرام دیکھتا ہوں۔ (۴۲) **خنگ**۔ گھوڑا **ہیجا**۔ لڑائی۔ ترجمہ۔ اے بزرگوار امیر تو ہی ہے کہ جس کے گھوڑے کو لڑائی کے دن میں

Marfat.com

ہوا کا ہم عنان دیکھتا ہوں (۴۳) روز قیام - قیامت کا دن - بہرمان - گل معصفر کسنبہ کا پھول - یاقوت سُرخ - ترجمہ - تیری تلوار کی خونفشانی کی وجہ سے قیامت تک میں میدان جنگ کو یاقوت کا دریا دیکھتا ہوں - (۴۴) تیرے دشمن کی موت تیری فتنے پیدا کرنے والی تلوار سے جانتا ہوں - اور تیرے دوست کی آزمائش موتی برسانے والے ہاتھ سے دیکھتا ہوں یعنی تیرے دوست کی یہی علامت ہے کہ اس کے ہاتھ سخی ہیں (۴۵) میں غصّے کے وقت تیری کمان اور کمند کو ماہ نو کی ثانی اور کہکشاں کا جوڑا خیال کرتا ہوں - یعنی تیری کمند کہکشاں کے راستے کی طرح بہت بڑی ہے - (۴۶) تیرے دروازے کے خاک کی قیمت میں اگر دونوں جہاں دیدیں تو بھی تیرے خاکِ پاء کی قسم میں سستا دیکھتا ہوں -

۴۸ - (۴۷) زمانہ جو بوڑھا ہونے کی وجہ سے بہت رنجیدہ تھا تیرے عہد میں میں اُسے پُرخوش اور جوان دیکھ رہا ہوں - (زمانے کی آرائش بڑھ گئی ہے) - (۴۸) اے بزرگی کے آسمان کے چاند تیری محبت کی برکت سے جو شخص دنیا میں ہے اُسے میں اپنے پر مہربان دیکھتا ہوں - (۴۹) جس طرح میں تمہیں دنیا میں کامیاب دیکھ رہا ہوں اسی طرح زمانے میں تیرا نصیب بھی کامیاب رہے -

قصیدہ ۱۵

قطعہ

(۱) اے زمانے کے منصف تیری رائے جس کی تعریف کرنے سے میرا دل منور خورشید کے طلوع ہونے کی جگہ (مطلع) بن گیا ہے (۲) جب سے میں نے تیرے اخلاق حمیدہ اور صائب رائے کی تعریف کی ہے میری مجلس منور ہو گئی ہے - اور میرا گھر معطر ہو گیا ہے (لف و نشر مرتب) (۳) میری ایک عرض ہے جو دل سے رنج و غم کو دور کرنیوالی ہے لیکن اس شرط پر کہ منصف (یعنی تو) سُنے - (۴) اب دو ہفتے ہو گئے کہ ملک فارس کے گھر میں تیری امداد کے آفتاب کے بغیر میں ذرہ سے بھی کمتر ہوں - (۵) میں نہ کسی مُلک کا مالک اور نہ کسی کام کا حائل، نہ ہی کسی خزانے کا خزانچی اور نہ ہی کسی لشکر کا سردار ہوں (۶) ایل - قبیلہ - ایلخان - قبیلے کا سردار - ایل بیگ - سردار قوم - کلاں تر - نمبردار - ترجمہ - نہ امیر نہ وزیر نہ سردار نہ سپاہ نہ کسی قبیلہ یا قوم کا سردار اور نہ نمبردار ہوں - (۷) بہبہان - جگہ کا نام ہے - براز جان -

Marfat.com

نام جائے۔ قائد۔ حاکم۔ سپہ سالار لشکر۔ زیارہ۔ جگہ کا نام ہے۔ شیخ بندر۔ بندرگاہ کا کمشنر
ترجمہ۔ نہ ہی بہبہان کا امیر اور نہ ہی براز جان کا خاں ہوں۔ نہ ہی زیادہ کا سردار اور نہ ہی کسی
بندرگاہ کا شیخ ہوں۔ (۸) ضابطہ۔ حاکم منتظم۔ چودھری۔ کوار۔ جگہ کا نام۔ بیگلر بیگ۔
امیر ایران۔ داروغہ۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ لار۔ لارستان۔ معبر۔ عبور کرنے کی جگہ۔ دریا کا
گھاٹ۔ ترجمہ۔ نہ ہی میں کوار کا منتظم اور نہ ہی لارستان کا سپرنٹنڈنٹ ہوں۔ اور نہ ہی بحری
چوروں کا پکڑنے والا۔ اور نہ ہی بحری ڈاکو ہوں۔ بیگلر بیگی لفظ ترکی ہے۔ اس کا تلفظ بگلر بگی ہے
(۹) شحنہ۔ کوتوال۔ سپاہی۔ تھانیدار۔ پاکار۔ تحصیل کا پیادہ۔ عسس۔ کوتوال۔ داور۔ جج
ترجمہ۔ نہ میں نمبردار نہ تھانیدار۔ نہ تحصیل کا پیادہ۔ نہ کوتوال۔ نہ محتسب۔ نہ شیخ۔ نہ مفتی۔
اور نہ جج ہوں۔ (۱۰) ضیاع۔ زمین۔ عقار۔ زراعت۔ برزگر۔ کسان۔ راعی۔ چرواہا۔
گڈریا۔ ترجمہ۔ نہ میں زمین کا مالک۔ نہ زراعت کا مالک۔ نہ کسان۔ نہ بچھڑوں اور گدھوں
کا چرانیوالا ہوں۔ (۱۱) بواب۔ حاجت۔ دربان۔ ترجمہ۔ میں نواب نہیں کہ مجھے صدر پر جگہ
دیں۔ نہ میں دربان ہوں کہ دروازے پر مجھے بٹھائے رکھیں۔ (۱۲) کفن نویس۔ کفن پر جو
کلمہ آیات قرآنی لکھا کرتے ہیں جیسے الفی کہتے ہیں۔ ذکر خوان مردہ۔ مردوں کا فاتحہ پڑھنے
والا۔ ترجمہ۔ نہ میں مردے نہلانے والا۔ نہ کفن لکھنے والا۔ نہ مردوں کی فاتحہ پڑھنے والا اور نہ
کفن چور ہوں۔ (۱۳) خبیس۔ کمینہ۔ فاجر۔ بدکار۔ غرچہ۔ احمق۔ مخنث۔ قواد۔ دلال۔
لئیم۔ ممسک بخیل۔ جو نہ خود کھائے اور نہ اوروں کو کھلائے ترجمہ۔ نہ ہی میں کمینہ تاجر ہوں۔
اور نہ ہی پلید بدکار۔ نہ ہی بخیل ہیجڑا ہوں۔ اور نہ ہی فضول دلال ہوں۔ (۱۴) بقال۔ سبزی فروش
بقل۔ سبزی۔ ترجمہ۔ میں سبزی فروش نہیں کہ سبزی ہی سے کوئی فائدہ حاصل کروں۔ اور نہ نقال
ہوں کہ نقالی کرکے کچھ کماؤں۔ (۱۵) شعر۔ ایک قسم کا سیاہ ریشمی کپڑا۔ صباغ۔ رنگریز۔ موزہ دوز۔
موچی۔ دباغ۔ چمڑا رنگنے والا۔ ترجمہ۔ نہ ہی میں ستر کا ریشمی کپڑا پہننے والا۔ اور نہ ہی ملک کا
رنگریز ہوں۔ نہ ہی جوتیاں سینے والا۔ اور نہ ہی چمڑا رنگنے والا ہوں۔ (۱۶) کاسہ گر۔ کمہار۔ کاسہ لیس
پس خوردہ کھانے والا۔ ترجمہ۔ نہ ہی کمہار۔ نہ ہی برتن بیچنے والا۔ اور نہ ہی پیالے چاٹنے والا
ہوں۔ نہ جیب کاٹنے والا اور نہ ہی راستے پر بیٹھ کر مانگنے والا اور نہ ہی قلندر ہوں۔ (۱۷) نہ ہی
میں تلوار بنانے والا اور نہ ہی تلوار سے لڑنے والا پہلوان ہوں۔ نہ قبیلے کا سردار اور نہ لشکر
کا سپہ سالار ہوں۔ (۱۸) شانہ۔ جولاہوں کی کوچ۔ شانہ بین۔ جولاہ۔ ماسہ جنتری

Marfat.com

جس سے سُنار سونے یا چاندی کا تار کھینچتے ہیں **سیمیا** ۔ وہ علم جس سے انسان قسم قسم کے طلسم دکھاتا ہے ۔ ترجمہ ۔ نہ میں جولاہا اور نہ زرگر ہوں ۔ نہ علم سیمیا کا جاننے والا اور نہ کیمیا گر ہوں (۱۹) میں رمّال نہیں کہ ابجد کے قانون سے اپنے قلم کی نوک سے اعداد کے نقطے شمار کروں ۔ (۲۰) **ارث** ۔ وراثت ۔ **شوی** ۔ خاوند ۔ **مساہم** ۔ برابری کرنیوالا شریک ۔ **ہمسرہ** ۔ بیوی ۔ ترجمہ میں قاضی نہیں ۔ کہ کسی کے خاوند کی وراثت تقسیم کرنے پر مجھے تو اسکی بیوی ۔ لڑکے اور لڑکی کا شریک دیکھے ۔ (یعنی قاضی جس طرح رشوت کھاتے ہیں میں اس طرح رشوت بھی نہیں کھا سکتا (۲۱) **تحت الحنک** ۔ ایسی پگڑی باندھنا جس کا ایک پیچ گردن کے نیچے سے گزرے ۔ حنک بمعنی حلق ۔ مراد پگڑ ۔ ترجمہ ۔ میں واعظ بھی نہیں ۔ کہ خلقت کو فریب دینے کیلئے منبر پر بڑا پگڑ باندھے کھڑا ہوں ۔ (۲۲) میں مفتی بھی نہیں کہ تکبّر کی وجہ سے قسم کے حرفوں کی طرح میری جائے صدارت تو امراء کی محفل کے صدر میں پائے ۔ (۲۳) **روضہ اخواں** ۔ مرثیے پڑھنے والا ذاکر ۔ ترجمہ ۔ میں مرثیہ پڑھنے والا بھی نہیں کہ روپیہ پیسہ کمانے کیلئے یزید و شمر کی فتح مجھے رواں اور ازبر ہو ۔ (۲۴) خدا کا شکر ہے کہ تیری قبولیت کی برکت سے ۔ ہر ایک فن میں میں ہر صاحب فن کے برابر ہوں ۔ (۲۵) میں قناد (حلوائی) نہیں لیکن خلقت کے ذائقے میں میری میٹھی باتیں معشوق کے لبوں کا سا مزا دیتی ہیں ۔ (۲۶) **مشام** ۔ دماغ ۔ **مداد** ۔ سیاہی ۔ **اذفر** ۔ تیز خوشبو والی ۔ ترجمہ ۔ میں عطر فروش نہیں ۔ لیکن میری کالی سیاہی تیز خوشبو والی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے (۲۷) **فصّاد** ۔ فصد کرنے والا ۔ **شوستری** ۔ ایک شہر کا نام ۔ **سفک** ۔ خون بہانا ۔ ترجمہ ۔ میں فصّاد نہیں ۔ لیکن میرا یہ شوستری قلم تیرے دشمن کا خون بہانے میں نشتر کی مانند ہے ۔ (۲۸) **ضرّاب** ۔ سکّہ پر ضرب لگانے والا ۔ سکّہ بنانے والا ۔ **کواژہ** ۔ طعنہ و سرزنش و تمسخر دہندہ ۔ **کواژہ زن** ۔ طعنہ زن ۔ ترجمہ ۔ میں ضراب نہیں ۔ لیکن میرا کلام اپنے نقد کے کھرا ہونے کی وجہ سے زر جعفری پر طعنہ زن ہے ۔ (زر جعفری کا پہلے ذکر ہو چکا ہے (۲۹) **نسّاج** ۔ کپڑا بننے والا ۔ جولاہا ۔ **نسج** ۔ بُننا ۔ ترجمہ ۔ میں جولاہا نہیں ۔ لیکن میری نظم کی بناوٹ ہزار درجہ شوستر کے ریشم کی بناوٹ سے اچھی ہے ۔ (۳۰) **اساس** ۔ بنیاد ۔ **مؤسس** ۔ بنیاد رکھنے والا ۔ ترجمہ ۔ میں وہ معمار نہیں کہ گارے مٹی کی بنیاد رکھوں ۔ بلکہ اپنی طاقت سے میں دوسرے افلاک کی بنیاد رکھنے والا ہوں (۳۱) **سلّاخ** ۔ کھال اتارنے والا ۔ **سلخ** ۔ کھال اُتارنا ۔ **مسلخ** ۔ کھال اتارنے کی جگہ ۔ ترجمہ ۔ بھیڑ بکری کی کھال اتارنے والا نہیں ۔ لیکن

Marfat.com

لڑائی کے مسلخ میں مَیں بھیڑ کی طرح اپنے دشمن کی کھال اُتار لیتا ہوں۔ (۳۲) **صبّاغ**۔ رنگریز۔ **شیاب**۔ کسی چیز کا پانی میں ملانا۔ رنگ کا پانی میں ملانا۔ ترجمہ۔ میں رنگریز نہیں لیکن رنگریزوں کی طرح اپنے خیال کے مٹکے سے ہر دفعہ ہزار رنگین معنی پیدا کرتا ہوں۔ (۳۳) مجھے ریشم بننے والا استاد نہ کہو۔ بلکہ میں تو مجسم عقل کا ریشم بُننے والا اُستاد ہوں۔

۵۰۔ (۳۴) لیکن باوجود اس صنعت اور کمال کے میں پارس میں اس طرح بے نشان ہوں جس طرح نورانی سُورج رات کے وقت۔ (۳۵) اگر میں دیارِ فارس میں غریب ہوں تو تعجب نہ کر۔ کیونکہ مَیں خر مہرہ (کوڑیوں) کی لڑی میں ایک تابندہ گوہر ہوں۔ (۳۶) اے زمانے کے مُنصف مَیں اہل فارس کی چال ڈھال کی وجہ سے تیرے مرتبے کے دشمن کی طرح ہر وقت آگ میں ہوں۔ (بے قدری کی وجہ سے جلتا ہوں) (۳۷) مجھے کوئی نہیں پوچھتا کہ اس ملک میں تیری کیا حالت ہے تاکہ میں اس کے چہرے پر اُمید کی آنکھوں سے نظر ڈال سکوں (۳۸) اس خوف کے مارے کہ شاید میں ان کے دسترخوان سے کوئی لقمہ کھا لوں گا مجھے کوئی رات اپنے دسترخوان پر نہیں بلاتا۔ (۳۹) چند اشخاص کے سوا جو اس ملک کے افسر ہیں۔ اگر میں بوڑھے جوان کی ہجو نہ کروں تو کافر ہوں (ضرور ہجو کرونگا) (۴۰) ان چند اشخاص سے بھی اگرچہ میرا دل رنجیدہ ہی ہے۔ لیکن یہ بہتر ہے کہ میں بدلے کا راستہ طے نہ کروں۔ (ان کی ہجو کر کے بدلہ نہ لوں)۔ (۴۱) اگر وہ تاج کی بجائے میرے سر پر تلوار رکھیں تو بھی میں ہرگز ان کے حکم سے خط سے اپنا سر نہیں ہٹاؤں گا۔ (۴۲) کل میں بادشاہ کے آستانہ پر ان کے ہاتھوں سے ہجو کا ہاتھ شکایت کی جیب سے نکالونگا (بادشاہ سے ان کی شکایت کرونگا) (۴۳) **حنجرہ**۔ شاہ رگ۔ زبانہ۔ شعلہ۔ ان چند ایک آدمیوں کے علاوہ میں اپنی زبان کی تلوار کھینچونگا۔ اور دوزخ کی طرح میری شاہ رگ سے آگ کے شعلے نکلیں گے۔ (۴۴) **مغفر**۔ خود۔ پہلے مصرعہ میں حنجرے کی بجائے خود چاہیئے۔ اور دوسرا مصرعہ اس طرح ہونا چاہیئے ؎ پروانہ بینی از زرہ خود و مغفرم۔ اگر تو میرے پاس زرہ۔ خود وغیرہ نہیں دیکھتا تو پرواہ نہیں۔ میں ایسی تلوار سے لڑوں گا کہ آسمان میں بھی شعلے بھڑکا دے (آگ لگا دے)۔ (۴۵) کیا میں اس ملک کی آنکھوں میں پتلی کا کام نہیں دیتا؟ اور کیا میں اس ملک کے سر پر تاج کا کام نہیں دیتا؟ (یعنی فارس کی شہرت کا باعث میں ہوں)۔ (۴۶) اے خدا کیا اندھیر ہے کہ اب میں ان کی آنکھوں میں کانٹے سے زیادہ کھٹکتا ہوں۔ اور خاک سے بھی کم درجہ رکھتا ہوں۔

Marfat.com

(۴۷) یہ تمام قطرے اور میں بحر قلزم ہوں۔ یہ تمام (دوسرے شعراء) ذرے ہیں اور میں مشرق کا سورج ہوں۔ (۴۸) یہ (تمام شعراء) تاریکی یعنی بحر ظلمات ہیں۔ اور میں ایسا ہوں جیسے بحر ظلمات میں آب حیات کا چشمہ ہو۔ (۴۹) ان کا نام ونشان تو اور چند سال تک نہیں رہیگا۔ لیکن میرا نام ونشان قیامت تک برقرار رہے گا۔ (۵۰) میں چودہ سال کرمان اور مشرقی شہروں میں رہا۔ جہاں میری بزرگی کی شہرت اس سرسبز آسمان سے بھی بڑھ گئی تھی۔ (۵۱) لیکن اب دیار فارس میں مجھے دو ہفتے بھی نہیں ہوئے۔ اور میں کوگرد احمر (سرخ گندھک جو نایاب ہے) کی طرح دنیا کی آنکھ سے پوشیدہ ہوں (۵۲) **قوم لوط**۔ لوط علیہ السلام کی قوم خلاف فطرت گناہوں کی مرتکب تھی جب لوط علیہ السلام کے کہنے پر بھی وہ نہ مانی تو خدا نے ان کی بستی تباہ کر دی فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ۔ ترجمہ۔ یہ قوم لوط کا شہر ہے اور میں ابھی جبرائیل علیہ السلام کی طرح اسے اپنے شہپر سے تہ و بالا کر دوں گا۔

(۵۳) چونکہ میں رسول اکرم اور ان کی آل صلوٰۃ اللہ علیہم کا مداح ہوں اسلئے یہ ابوجہل کی طرح میری جان کے دشمن ہو رہے ہیں۔ (۵۴) تیری مہربانی کے ہوتے ہوئے میں ان کے کہنے کی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ یہ سیاہ سانپ ہیں۔ اور میں سپیرہ ہوں۔ (۵۵) اگر یہ شاہین بھی ہوں۔ تو بھی ڈر کے مارے مجھ کبوتر کے بازوؤں کے سایہ پر بھی نظر نہیں کر سکتے۔ (۵۶) اگر یہ نر شیر بھی ہوں۔ تو بھی خوف کے مارے مجھ لاغر سی لومڑی کی طرف سے گزر بھی نہیں سکتے (۵۷) ایران آج میرے اشعار پر فخر کر سکتا ہے۔ لیکن میں فارس میں فقیروں کی طرح چند ایک مالداروں کے پاس جا کر (گداگری کرتا ہوں)۔ (۵۸) اشقر۔ سرنگ گھوڑا۔ اشقر منش۔ حیوانوں کی سی طبیعت رکھنے والے گرد اشقر منشان حیوانی طبیعت رکھنے والوں کی بھی گرد۔ یعنی ان سے بھی نکھد ہیں۔
ترجمہ۔ جو لوگ حیوانی طبیعت رکھنے والوں سے بھی بدتر ہیں۔ ان کے سر پر تو تاج ہے۔ لیکن میرا گھوڑا ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا (ناقدری)۔ ؎

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالاں　　طوق زریں ہمہ در گردن خرمی بینم

(۵۹) میں نظم ونثر کے لحاظ سے بحر وبر میں مشہور ہوں۔ جس کا گواہ میرا روح پرور کلام ہے۔ (۶۰) شاعری کے سمندر میں میری فضلیت کی کشتی کیلئے میرے عزم کا بادبان اور حزم کا لنگر ہے۔ (۶۱) اگر مثلاً میرے ہاتھوں وہ (میرے حاسد شعراء) تیرے پاس دعویٰ لائیں (تجھ سے انصاف کرانا چاہیں) تو تو ابھی مجھے بلا لیجو کیونکہ میرے سامنے وہ ٹھہر بھی نہیں سکتے (۶۲) ہاں

Marfat.com

تو مثنبے میں زمانے کا سلیمان ہے اور یہ مچھر ہیں اور میں تنگ ہوا ہوں۔ (سلیمان علیہ السلام اور مچھروں کے فریاد کرنے کے قصے کی طرح اشارہ ہے)۔ (٦٣) اب مجھے تیری جناب میں دو عرضیں کرنی ہیں جن کے شوق میں میرے جسم میں جان بھی رقص کر رہی ہے۔ (٦٤) یا تو کوئی عمدہ کام میرے سپرد کر دے کہ جس کے رشک سے میرے بیہودہ حاسد خون پیتے رہ جائیں (٦٥) یا سخاوت کر (کچھ روپے دے) تاکہ میری دلجمعی اور خوشی سے اپنا اہل و عیال یہاں چھوڑ کر اس شہر سے چلا جاؤں (٦٦) تظلم۔ فریاد ظلم کرنا۔ ترجمہ۔ اور ان ظالموں کے ظلم کی فریاد کرنے کیلئے میں منصف بادشاہ کے پاس جاؤں کہ وہی میرے دل کی داد دے۔ (٦٧) ستور و مواشی۔ ترجمہ میں دس چوپایوں اور چودہ بال بچوں کے ہوتے ہوئے جو ہر رات میرے سر پر جمع ہو جاتے ہیں۔ کیسے گذارا کر سکتا ہوں۔

شعر
شب چو عقد نماز بر بندم ‏ ‏ ‏ ‏ چہ خورد بامداد فرزندم

(٦٩) اب میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں تاکہ شاید تیرے لئے دعا کرنے سے میرے پہلو میں دل خوش ہو جائے۔ پہلے مصرعہ میں ور کی بجائے از چاہئے۔ (٧٠) تیری عمر اتنی لمبی ہو کہ یہ بوڑھا آسمان بھی کہے کہ شاید اس کی عمر کا کاغذ خدا نے لکھا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے میرے نامہ کو لپیٹ ڈالا (کطی السجل کی طرف اشارہ ہے) یعنی قیامت آ گئی۔

قصیدہ ١٦

در مدح محمد شاہ اور ہرات کی طرف چڑھائی

گزاف۔ گپ۔ گزاف سخن راندن۔ فضول بات کرنا۔ (١) پرانے بادشاہوں کے متعلق کیا گپیں ہانکتا ہے۔ ذرا دنیا کے بادشاہ (مراد محمد شاہ ممدوح) کی شان و شوکت بیان کر۔ (٢) ہم نے پرانی کتابیں (مراد کتب تاریخ) بہت دفعہ پڑھی ہیں۔ اور ہم نے پرانے کارخانے بہت دیکھے ہیں۔ یعنی پرانے بادشاہوں کے حالات بہت دیکھے سُنے ہیں۔ قیاصرہ۔ جمع قیصرہ شاہان روم کا لقب۔ کیان۔ جمع کے شاہان ایران۔ دیالمہ۔ دیلمی بادشاہ۔ مناقب۔ تعریفیں صفتیں (٣-٤) نہ ہم نے روم کے بادشاہوں کے متعلق پڑھی ہیں نہ ایران کے شہنشاہوں کے متعلق اور نہ ہم نے دیلمی بادشاہوں کے متعلق پڑھی ہیں نہ یمن کے سلطانوں کے متعلق۔ ایسی مبارک صفتیں جو کہ وقت کے بادشاہ (محمد شاہ) کے متعلق (پڑھی ہیں) اور ایسے نیک کارنامے جو زمانے کے بادشاہ (کے متعلق پڑھی ہیں) یعنی جو مبارک صفات اور نیک حالات ہمیں

Marfat.com

اپنے ممدوح کے متعلق معلوم ہوئے وہ ہم نے شاہان روم وایران اور دیلمی اور یمن کے بادشاہوں کے متعلق بھی تاریخ کی کتابوں میں نہیں پڑھے۔ (۵) بہت بڑا بادشاہ محمد شاہ جو بادشاہوں کا سورج ہے۔ عزت اور بزرگی کا آسمان اور عقل و دانائی کا جہان ہے۔ (۶) ہزار بھنور مگر مچھوں سے بھرے ہوئے ایک زرہ کے اندر ہیں اور ہزار جنگل شیروں سے بھرے ہوئے ایک زرہ کے اندر ہیں یعنی وہ ایک ایسا خوفناک ہے کہ جب وہ دشمنوں سے لڑنے کے لئے زرہ پہنتا ہے۔ تو ہزاروں مگرمچھوں اور ہزاروں شیروں کی ہیبت اس ایک زرہ میں لپٹی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ (۷) جنگ کے موقع پر نہ ریگستان کی پرواہ کرتا ہے نہ سمندر کی اور لڑائی کے وقت نہ ریشم کو نگاہ میں لاتا ہے نہ لوہے کو سب کو برابر سمجھتا ہے۔ **مہرگان** شمسی سال کا ساتواں مہینہ جو موسم خزاں کا مہینہ ہے۔ **کانون**۔ رومی سال کے دو مہینے کانون الاول، کانون الآخر جو دسمبر اور جنوری کے لگ بھگ ہوتے ہیں۔ **فروردین**۔ موسم بہار کا مہینہ اور **بہمن**۔ موسم خزاں کا مہینہ ہے (۸) وہ جنگ کرتا ہے خواہ موسم خزاں کا ہو یا سردی کا موسم ہو۔ وہ لشکر کشی کرتا ہے خواہ موسم بہار ہو خواہ خزاں۔ **لامہ**۔ زرہ۔ (۹) وہ کونسا لباس ہے جو اس کی تلوار (کی ضرب) سے (پھٹ کر) کوٹ کی طرح نہیں ہو گیا۔ اور وہ کونسی زرہ ہے جو اس کے تیر (کی زد) سے کفن نہیں بن گئی۔ **پشین**۔ کیقباد کے بیٹے کا نام **پشن**۔ پشنگ کا مخفف۔ اور اسیاب کے باپ کا نام۔ (۱۰) جہاں وہ بیٹھا ہو پشین (اس کے سامنے ادب سے کھڑا رہتا ہے اور جہاں وہ سوار ہو پشن (احترام کے لئے) پیادہ ہو جاتا ہے۔ **اہتزاز**۔ جھومنا۔ **اورامن**۔ پارسیوں میں مذہبی گیت گانے کی ایک خاص طرز کا نام ہے۔ (۱۱) جنگ کے نقارہ کی آواز سنکر اس طرح جھومنے لگتا ہے جس طرح پارسی اورامن راگ سنکر مست ہو جاتے ہیں **چکامہ**۔ قصیدہ۔ (۱۲) اس عمدہ قصیدے کو ذرا کان لگا کر سنو کیونکہ بادشاہ کے کارنامے کا بیان ہے۔ اور میرے لئے اس کی بارگاہ میں پہنچنے کا وسیلہ ہے۔ (۱۳) سال ۱۲۵۰ ہجری سے کچھ دن اوپر جبکہ مشرق کا ہرن (سورج) برج اسد میں قیام رکھتا تھا۔ **چالش**۔ حملہ۔ ہلہ بولنا۔ (۱۴) افغانوں پر ہلہ بولنے کیلئے (ہمارے) خداوند نے رے سے ہرات کی طرف لشکر کشی کی اور ارادہ کے گھوڑے کو ابھارا۔ (۱۵) فوج نہ کہو بلکہ وہ تو زرہ بکتر پہنے ہوئے شیروں کا ایک جنگل کا جنگل تھا۔ لشکر نہ کہو وہ تو تیر انداز ہاتھیوں کا ایک وسیع میدان تھا۔ **قماط**۔ وہ کپڑا جس میں نوزائیدہ بچے کو لپیٹا جاتا ہے۔ **پوتڑا**۔ (۱۶) بوقت سواری میدان جنگ ان کا

Marfat.com

بستر ہوتا ہے۔ اور بچپن میں زرہ بکتر اُن کا پوتر اہوتا ہے یعنی اُن کو بچپن ہی میں جنگی تعلیم و تربیت دیجاتی ہے۔ **بختی**۔ طاقتور اونٹ ۔ **آون** ۔ آونگ کا مخفف ۔ لٹکا ہوا۔ **زورق** ۔ چھوٹی کشتی۔ (۱۷) اس کے پاس ہزار سرمست طاقتور اونٹ ہیں اور ہر ایک اونٹ شکل و صورت میں ایک کشتی کی مانند ہے جس کے ساتھ چار لنگر لٹک رہے ہوں۔ (اونٹ کی چار ٹانگوں کو چار لنگروں سے تشبیہ دی ہے)۔ **زنبورہ** ۔ توپ ۔ **زفیرہ** ۔ چیخ ۔ **بوقبیس** ۔ ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ معظمہ کے قریب واقع ہے (۱۸) ہر ایک اونٹ کے اوپر ایک توپ اس طرح چیخ رہی ہے جیسے کوہ بوقبیس کے اوپر کسی اژدھا نے منہ کھولا ہوا ہو۔ **عرادہ** ۔ توپ ۔ (۱۹) لوہے پہیوں پر چلنے والی قلعہ شکن توپیں ہیں جو اس طرح دکھائی دیتی ہیں جیسے ہوا کے کندھے پر لوہے کی دیوار کھڑی ہو۔ (۲۰) ہر توپ کے منہ سے سیاہ دھواں اس طرح نکلتا ہے۔ جیسے دیو کے گلے سے سیاہ ہوا (سانس) نکلتا ہے۔ (۲۱) ہاتھی کی پیٹھ پر سے آئینے کی چمک اسطرح ظاہر ہو رہی ہے۔ جیسے کسی خاکی گنبد کی بلندی سے ملک ختن کی دُلہن (کی چمک دکھائی رہی ہو) **گُرد**۔ بہادر پہلوان ۔ **بیژن** ۔ رستم کے بھانجے کا نام۔ جو افراسیاب کی بیٹی منیژہ پر عاشق ہو گیا تھا۔ **نستیہن** ۔ افراسیاب کے سپہ سالار پیران ویسہ کے بھائی کا نام جو بیژن کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ (۲۲) سرخ جھنڈے کے عکس سے بہادروں کے گھوڑوں کے دونوں کان (اس طرح سُرخ ہو رہے تھے) جیسے بیژن کے نیزے کی نوک نستیہن کے خون سے (سُرخ تھے) (۲۳) بادشاہ کا لشکر پہاڑوں اور جنگلوں سے اس طرح گذر گیا جیسے پہاڑوں کے ٹیلوں سے بنیادیں اُکھاڑ دینے والا سیلاب گذر جاتا ہے۔ **یازن** ۔ پہاڑی بکرا۔ (۲۴) سب شتابی اور تیزی میں جنگل میں ہرن کی مانند تھے اور سب چستی اور چالاکی میں پہاڑوں پر (اس طرح چڑھ گئے) جیسے پہاڑی بکرا۔ **قادر ذوالمنن** ۔ خداوند تعالیٰ ۔ **حصن** ۔ قلعہ (۲۵) غوریوں کے قلعہ کے دروازہ تک پہنچ گئے۔ ایسا قلعہ جس کی مثال خداوند تعالیٰ نے روئے زمین پر نہیں بنائی۔ **درو ب** ۔ پھاٹک۔ بڑے دروازے ۔ **بارہ بقا** ۔ بقا کا قلعہ مراد آسمان ۔ **متقن** ۔ مضبوط ۔ استوار ۔ (۲۶) اُسکے پھاٹک سب کے سب قضا کے پنجہ کی طرح مضبوط تھے ۔ **ریم آہن** ۔ لوہے کی میل۔ (۲۷) تو کہے گا کہ خدائے بزرگ و برتر نے روئے زمین پر لوہے کی میل سے ایک آسمان پیدا کر دیا ہے۔ **ثخن** ۔ حجم ۔ موٹاپا ۔ (۲۸) یہ کوئی زیادہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ گردش کرنے والے ستاروں کی مانند ہزار گول گول گنبد اس کے حجم میں سما سکتے ہیں۔ **پہلو** ۔ بہادر۔

Marfat.com

شجاع ۔ دلاور پتبیارہ ۔ بلا آفت ۔ سکن ۔ سکونت ۔ (۲۹) ہزاروں فولاد کو چبا جانے والے
بہادر ۔ آفت کے پرکالوں نے اُس قلعے کے اندر حفاظت کے لئے سکونت اختیار کی ہوئی ہے
(۳۰) وہ سخت جسم والے جن بھوتوں جیسی مزاج والے اور بے ڈھنگی باتیں کہنے والے ہیں ۔
ان کی کلائیاں موٹی پنڈلیاں پتلی ہیں اور ران کے بدن فربہ اور مضبوط ہیں ۔ وقیح ۔ بےحیا بےشرم
بے ادب ۔ (۳۱) وہ بری خصلت رکھتے ہیں ۔ زنجیروں کو چبا جاتے ہیں اور بدچلن ہیں ۔ اُن
کی صورت بے حیاؤں جیسی ہے لباس بالوں کے (اونی) ہیں اور بدن پلنگ کے (مضبوط)
ہیں ۔ مرزبان ۔ والی ۔ بادشاہ ۔ دستور ۔ وزیر ۔ مشتمر ۔ آستینیں چڑھائے ہوئے ۔ آرن ۔
آرنج کا مخفف ۔ کہنی ۔ (۳۲) ہرات کے حکمران کے وزیر کے چھوٹے بھائی نے لڑائی کے لئے
دونوں بازوؤں کی آستینیں کہنیوں تک چڑھائی ہوئی ہیں ۔ دوکان ۔ کارخانہ مراد قلعہ کے
لڑک ۔ کوتوالی ۔ حفاظت ۔ شمن ۔ بتوں کے پجاری ۔ دژ ۔ قلعہ عزی ۔ ایک بت کا نام ۔
(۳۳) قلعہ کی حفاظت کے لئے اہل قلعہ کے درمیان اس کی ایسی عزت ہوتی تھی جیسی کہ بُت
پرستوں کے گروہ میں عزی کی تھی ۔ پرہ زدن ۔ گھیرا ڈال لینا ۔ پیرامن ۔ گرد (۳۴)
شاہ (محمد شاہ) کے سرداروں نے بادشاہ کے حکم سے اس قلعہ کے گرد اجل کے لشکر کی طرح
گھیرا ڈال دیا ۔ دامن عزم چیدن ۔ آمادہ و تیار ہو جانا ۔ (۳۵) چیونٹوں کی خصلت والے
اور پہاڑ جیسے مضبوط جگر والے اہل قلعہ نے لڑائی کے لئے ارادہ کے دامن چننے یعنی لڑائی
کے لئے تیار ہو گئے ۔ (۳۶) چستی اور چالاکی میں سب کے سب ایسے تھے جیسے پہاڑ میں سیلاب
ہوتا ہے ۔ اور سیاہی میں ایسے تھے جیسے بھٹی میں دھواں ہوتا ہے ۔ مضراب ۔ وہ آلہ جس سے
کسی کو ضرب پہنچائیں ، مراد بندوق ۔ مجن ۔ چوگان ۔ بلا ۔ (۳۷) تیر کے پھل سے اس طرح
بھاگتے ہیں جس طرح بندوق سے پرندے اڑ جاتے ہیں ۔ اور خنجر کی دھار سے اس طرح
دوڑتے ہیں جس طرح بلے سے گیند ۔ ہژبر ۔ شیر ۔ معارک ۔ لڑائی جنگ ۔ پلارک ۔ شمشیر (۳۸)
سب شیر کے پنجہ والے تھے ۔ اور سب لڑائی میں بڑے دلیر تھے ۔ سب جنگجو تھے اور سب تلوار کے
دھنی تھے ۔ مجن ۔ ڈھال ۔ (۳۹) پہاڑ ڈالنے والے تیروں کے آگے (انہوں نے) اپنی
آنکھیں ہدف (نشانہ) بنائی ہوئی تھیں اور چیر دینے والے تیروں کے سامنے (انہوں نے) اپنے
سینے ڈھال بنائے ہوئے تھے ۔ کرانہ ۔ کنارہ ۔ طرف ۔ یال ۔ گردن ۔ (۴۰) اور اس طرف
شاہی لشکر کے شیرافگن (بہادر) موٹی گردن والے ۔ طاقتور بازوؤں والے پہلوانوں اور

Marfat.com

شیروں کو گرا لینے والے ۔ **غو** ۔ گرج ۔ **شیپور** ۔ بگل ۔ نفیری ۔ **ارغن** ۔ ارغنون ۔ باجہ ۔ (۴۱)
اُن کی نگاہ میں تلوار کا خم معشوق کی ابرو کی مانند ہے اور اُن کے کانوں کو بگل کی گرج باجے کے
راگ کی مانند ہے ۔ **پرند ہندی** ۔ ہندوستان کی جوہردار تلوار ۔ کسی زمانے میں ہندوستان
کی تلوار مشہور تھی ۔ **ترکان** ۔ بہادران ۔ **عقد پرن** ۔ خوشہ پروین ۔ ثریا ۔ (۴۲) بہادروں کی
ہندوستانی جوہردار تلوار گرد و غبار میں اس طرح چمکتی تھی جس طرح سیاہ راتوں میں آسمان پر
خوشۂ پروین چمکتا ہے ۔ (۴۳) میدان جنگ کی فضا راستے کے گرد و غبار اور تیروں کی لکڑیوں
کی (کثرت) کی وجہ سے ایسی (سیاہ) نظر آتی تھی جیسے کچھوے کا کالندھا ۔ اور کوے کے پر ہوتے
ہیں ۔ **فزع** ۔ گھبراہٹ ۔ خوف ۔ **ہوام** ۔ ہامہ کی جمع ۔ حشرات الارض جو کاٹنے والے ہوں ۔
جیسے سانپ بچھو وغیرہ ۔ **فردامن** ۔ تخم سپند ۔ ہرمل ۔ (۴۴) توپ کے خوف سے اہل قلعہ
اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح سانپ کے کاٹے ہوئے لوگ ہرمل کی دھونی سے بھاگتے ہیں
مشبک ۔ جالی دار ۔ چھدا ہوا ۔ **پرویزن** ۔ چھلنی ۔ (۴۵) اس قلعے کے پیچھے سے بادشاہ کے
لشکر کی گرد اس طرح دکھائی دیتی تھی جس طرح چھلنی کے پیچھے سے دیکھنے ہیں آسمان جالیدار
نظر آتا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ قلعے میں اس قدر شگاف پڑ گئے تھے کہ بالکل چھلنی ہو گیا تھا ۔ (۴۶)
قلعہ کے محافظ پر دنیا اس طرح تنگ ہو گئی یعنی وہ اس طرح مصیبت میں مبتلا ہوا جس طرح
مسعود سعد سلمان قلعہ نائے میں اور بیژن کنوویں میں ۔ مسعود سعد سلمان فارسی کا مشہور شاعر
جس کو قلعہ نائے میں قید کر دیا گیا تھا ۔ بیژن رستم کا بھانجہ افراسیاب کی بیٹی منیژہ پر عاشق ہو گیا تھا
افراسیاب نے اس کو کنوویں میں قید کر دیا تھا ۔ (۴۷) فوج زخمی ہو گئی ۔ اور اسلحہ (ہتھیار) تباہ ہو
گئے ۔ جان جسم سے رخصت ہو گئی ۔ اور طاقت بدن سے جاتی رہی ۔ **فلاکت** ۔ عاجزی بے بسی
(۴۸) اس نے کیا کہا ؟ یہ کہا کہ جان ہلاک ہو رہی ہے (ایسی حالت میں) کیا جوش دکھائیں اس
نے کیا کہا ؟ یہ کہا کہ جسم بے بس و عاجز ہو گئے ہیں ۔ اب ہم کیا کوشش کریں **مصحف** ۔
قرآن ۔ (۴۹) اب علاج صرف یہی ہے کہ ہم ہاتھوں میں قرآن پکڑ لیں اور تلوار گلے میں ڈال
لیں ۔ یہ پناہ اور امان مانگنے والوں کی علامت ہے ۔ **زلت** ۔ لغزش ۔ خطا ۔ (۵۰) جب وہ
ہماری عاجزی و بیچارگی دیکھے گا تو ہماری مصیبت و تکلیف ملاحظہ کریگا تو زمانے کا بادشاہ
ہماری خطا معاف کر دیگا ۔ (۵۱) وہ دوڑ کر آئے اور پناہ مانگی اور دنیا کے بادشاہ نے اُنکی
گردنوں سے رسیاں کھول دیں ۔ اور اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے اُنکے امن و امان کا ذمہ لیا ۔

Marfat.com

کُرن۔ گھوڑا۔ (۵۲) تین دن وہ (بادشاہ) ٹھہرا اور فوج کو بُلایا اور سونا چاندی (انہیں)
تقسیم کی۔ اس کے بعد ہرات کے قلعہ کی طرف گھوڑا دوڑا دیا۔ انیشہ۔ جاسوس۔ یار محن۔
مصیبتوں کا یار۔ ہمیشہ مصیبتوں میں مبتلا رہنے والا۔ پرید۔ پرسوں۔ پرن۔ مخفف پرند۔
جوہر دار تلوار۔ یہاں مراد تیغ زن فوج۔ شادہ۔ جگہ کا نام ہے۔ (۵۳ و ۵۴) ایک فریب کار
جاسوس ہرات کے حکمران کے پاس خبر لایا۔ کہ اے مصیبتوں میں مبتلا رہنے والے بادشاہ
رے سے آیا ہے اور غوریوں کو اُس نے گرفتار کر لیا ہے۔ اور پرسوں شادہ میں پہنچ گیا ہے۔
اور راستے میں تیغ زن فوج بٹھا رکھی ہے۔ بچشم من آید سبھے نظر آ رہا ہے۔ میرا خیال ہے
ادکن۔ خاکستری۔ خاکی رنگ۔ پرگند۔ پراگندہ ہوگی۔ پھیل جائے گی۔ پُر ہو جائے گی۔
(۵۵) مجھے یقین ہے کہ صبح سویرے ہی فضا خاکی لباس (فوج کا) کی گرد و غبار سے پُر ہو جائیگی
(۵۶) اس خبر سے افغانوں کے بادشاہ کا دل اس طرح کانپنے لگا جسطرح موسم گرما میں لوگوں
کے ہاتھوں میں پنکھا ہلتا ہے (۵۷) اس نے گھوڑا منگوایا اور اٹھ کھڑا ہوا اور بھاگنے کے لئے
کمر باندھی اور روانگی کے لئے منہ کھولا۔ یعنی چلے جانے کی باتیں کرنے لگا۔ پدرود۔ بمعنی
رخصت روانگی۔ سوسن۔ سوہان۔ ریتی۔ (۵۸) جب یہ خبر اس کے جنگ آزمودہ وزیر تک
پہنچی تو غصہ کے مارے اس نے اپنی پیشانی پر ریتی کی مانند بل ڈال لئے۔ میندا۔ فعل نہی از
اندرون۔ نہ لیپ۔ لجین۔ خالص چاندی۔ لجن۔ نہ کی گندی سڑی ہوئی مٹی۔ (۵۹) وہ
اپنی جگہ سے کود کر اٹھا اور ہرات کے والی کے پاس گیا اور کہا کہ خبردار ٹھہر جا اور خالص
چاندی کو گندی مٹی سے نہ لیپ۔ یعنی اپنے نام نیک کو بھاگ کر رُسوا نہ کر۔ مسکنت۔ ذلت
خواری۔ عاجزی۔ مسکن۔ وطن۔ (۶۰) اگر جنگ سے بھاگتا ہے تو عزت سے گریز نہ کر۔
(یعنی ننگ و ناموس کو ترک نہ کر) اس وطن سے اس طرح عاجزی و خواری کے ساتھ کیسے
جاؤ گے۔ وکن۔ گھونسلہ۔ کلاغ۔ پہاڑی کوا۔ (۶۱) بھاگ جانا (بچنے کے لئے) علاج کیسے
ہو سکتا ہے جب کہ بچنے کا کوئی راستہ ہی نہیں۔ تو کوئی کوا یا کبوتر تو نہیں ہے کہ گھونسلے سے اُڑ
جائے گا۔ شیر اوژن۔ شیر افگن۔ شیر کو گرا لینے والا۔ (۶۲) میں نے مانا کہ تم شیر کے پنجہ سے (بچکر)
بھاگ سکتے ہو۔ لیکن شیروں کو گرا لینے والے بادشاہ سے (بچکر) تم نہیں بھاگ سکتے۔ کودن۔
مریل ٹٹو۔ (۶۳) انہوں نے تیرے چاروں طرف سے بھاگنے کا راستہ بند کیا ہوا ہے۔ اور
تونے نادانوں کی طرح اپنے مریل ٹٹو پر نمدا اور زین کس لی ہے۔ ورزن۔ ورزن کا مخفف

Marfat.com

سوئی - (۶۴) یہ قلعہ جو ہمارا ہے اس میں موت بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ اور اس میں کپڑے کی درز جتنا شگاف بھی نہیں کہ اس میں سوئی گھس سکے۔ **زمین** - خراب۔ بُرا۔ مراد منحوس۔ (۶۵) تھوڑی دیر ٹھہر تاکہ آسمان کی کاروائی دیکھ لیں۔ ہو سکتا ہے کہ منحوس ستارہ ہمارے لئے موافق ہو جائے۔ یعنی ہماری بُری قسمت اچھی ہو جائے۔ **وقایہ** - حفاظت کرنا (۶۶) اپنے قلعے کو ہم اپنے پیچھے جائے حفاظت بناتے ہیں اور قلعے کے اگلے حصے سے دشمن پر ہلّہ بولدیتے ہیں **مستغرب** - بعید۔ مراد نادرست۔ **مستہجن** - زشت۔ خراب۔ بُری (۶۷) روتے ہوئے اُس نے (والی ہرات نے) اس سے (وزیر سے) کہا کہ یہ رائے درست نہیں اور چیختے ہوئے اس سے کہا کہ یہ گفتگو خراب اور بری ہے **چنبر** - کمند۔ **زرق** - مکر۔ **کید** - مکر و فریب۔ **ہاون** - اوکھلی۔ کھرل۔ (۶۸) مکر و فریب سے ہوا کمند میں نہیں باندھا جا سکتا اور کسی حیلے اور فریب سے پانی کو کھرل میں نہیں پیسا جا سکتا (۶۹) کیا قلعہ کی بنیاد پانی اور مٹی سے دبی ہوئی نہیں ہے۔ وہ بنیادیں اکھیڑ دینے والے سیلاب کے سامنے کیونکر ٹھہر سکتا ہے۔ **ماکیان** - مرغی۔ **کرا چیدن** - مرغی کا کڑ کڑانا۔ (۷۰) وزیر غصے کے مارے مرغی کی طرح کڑ کڑانے لگا۔ اور نلوار کی پیٹھ کی طرح بھوؤں کو ٹیڑھا کر لیا اور (ماتھے پر) بل ڈال لئے۔ (۷۱) (اور کہنے لگا) کہ اگر بادشاہ کے پنجے سے بھاگ سکتا ہے تو بھاگ جا ورنہ (خواہ مخواہ) سیم اکٹھا نہ کر اور خزانہ تقسیم کر (یعنی اپنی سپاہ میں مال و دولت تقسیم کر تاکہ وہ زیادہ تندہی سے لڑیں۔ **بوق** - بگل۔ **عیوق** - ایک ستارے کا نام یہاں مراد آسمان۔ **برزن** - گلی کوچہ۔ (۷۲) ان دونوں آدمیوں میں ابھی جھگڑا ہی ہو رہا تھا کہ کوچہ سے بگل کی آواز آسمان تک اٹھی۔ **طراق** - چابک یا کوڑا مارنے کی آواز **مقرعہ** - چابک۔ کوڑا۔ **فرسنگ** - تین میل کا فاصلہ۔ **جوجن** - چار میل کا فاصلہ۔ (۷۳) چابک کی آواز دو سو فرسنگ سے بھی آگے جا رہی تھی۔ اور جنگ کا گرد و غبار دو سو جوجن (آٹھ سو میل) تک اوپر چلا گیا۔ **در بر رخ بستن** - اپنے آپ کو گھر میں بند کر لیا۔ (۷۴) والی ہرات نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ اور خزانے کا قفل کھولدیا اور جواہرات باہر پھینکدیئے۔ یعنی زر و جواہر لشکریوں میں تقسیم کر دیئے۔ **جوزق** - کپاس کا ڈوڈا۔ **چادریں** - باجرہ۔ **ارزن** - چینا۔ **برد** - دھاری دار چادر۔ **قاقم و سیفور** - جانوروں کی کھالیں جو بہت قیمتی ہوتی ہیں (۷۵ و ۷۶) موتی۔ لعل۔ سونا۔ چاندی۔ کپاس۔ باجرہ۔ نقدی۔ اجناس۔ جو۔ خشک گھاس۔ گیہوں۔ چلینا۔ چادریں۔ ریشمی کپڑے۔ کھالیں۔ گلوبند۔ کنگن۔

Marfat.com

پازیب۔ ہار اور چوڑیاں (سب کچھ تقسیم کر دیا) **صاع** ۔ دوسو چونتیس تولے کا ایک وزن یا پیمانہ۔
باع ۔ دونوں ہاتھوں کا درمیانی فاصلہ ۔ یعنی دونوں ہاتھوں کو پھیلانے سے ایک ہاتھ کی انگلیوں
سے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں تک کا فاصلہ۔ مجازاً گز۔ کیل۔ پیمانہ۔ (۷۷) سیروں کے حساب سے
دیتا جاتا تھا۔ گزوں کے حساب سے دیتا جاتا تھا۔ پیمانے سے ناپ ناپ کر دیتا جاتا تھا اور
منوں سے تول تول کر دیتا جاتا تھا۔ (۷۸) بادشاہ کے مددگاروں میں سے جو کوئی جواہرات میں تھا
اس کو گرفتار کر لیا۔ قید خانہ میں ڈالدیا اور رسیوں سے جکڑ لیا (۷۹) اس نے منادی کرادی کہ
(شہر کے) ہر گوشہ سے کیا مرد اور کیا عورت سب مقابلہ کرنے کیلئے شہر ہرات سے باہر جائیں۔
چمد ۔ چلے۔ چلدے۔ احور۔ سیاہ اور خوبصورت آنکھوں والا۔ اعور۔ یک چشم۔ کانا۔ **الکن** ۔
ہکلا۔ توتلا۔ (۸۰) سب میدان جنگ میں چلدیں خواہ کوئی خوبصورت آنکھوں والا ہو خواہ کانا ہو
سب دشمنی سے بھڑک اٹھیں خواہ کوئی ہکلا ہو خواہ بہت باتیں کرنیوالا ہو **بیل** ۔ کدال۔ پھاوڑہ
بیلک ۔ تیر جس کا پھل بیلچہ کی مانند ہو۔ **خنجیر** ۔ نیزہ۔ **گوپال** ۔ گرز۔ گرزہ۔ گرز۔ **گرزن** ۔ پیکاندار تیر۔
(۸۱) پھاوڑے۔ تیر۔ تلوار۔ خنجر۔ نیزے۔ برچھے۔ تیر۔ گرز (وغیرہ لیکر نکل آؤ) **ناچخ** ۔ چھوٹا نیزہ۔
صمصام ۔ تیز تلوار۔ **دہرہ** ۔ خنجر۔ **شل** ۔ چھوٹی برچھی۔ **صارم** ۔ تیز تلوار۔ (۸۲) تیر نیزہ۔ تلوار۔
اینٹ۔ خنجر۔ برچھیوں۔ تیز تلواروں اور بھالوں کے ساتھ (حملہ کردو) رندہ۔ رندا جس سے لکڑی
چھیلتے ہیں۔ **سفن** ۔ لکڑی چھیلنے کا بسولا۔ (۸۳) نشتر اور ناخن اور پنجے اور لکڑی۔ پتھر۔ مٹی۔
رندے۔ آرے۔ ریتی۔ گرز۔ ہتھوڑا۔ اور بسولے سے (حملہ کرو) مطلب یہ ہے کہ ہتھیار اور اینٹ مٹی۔
اینٹ۔ پتھر جو ہاتھ لگے لے آؤ۔ اور دشمن پر حملہ کردو۔ (۸۴) ہر گروہ سے ہر پیشہ کے لوگوں سے
اور ہر جنگل سے۔ ہر سرائے سے ہر گھر سے اور ہر گلی سے (آدمی طلب کیے) **خاگرینہ** ۔ وہ سوراخ
جو قلعہ کے اوپر کوڑا کرکٹ اور دشمن پر پتھر وغیرہ پھینکنے کیلئے بنایا جاتا ہے **شیب** ۔ نشیب کا
مخفف پستی۔ (۸۵) برج سے۔ قلعے سے۔ محل سے۔ قلعے کے سوراخوں سے اور فصیل سے۔
پیچھے سے۔ آگے سے۔ اوپر سے۔ نیچے سے۔ دائیں سے۔ بائیں سے۔ (غرض ہر طرف سے آدمی جمع کیے)
تیغ آژن ۔ تلوار چبھونے والے۔ (۸۶) اور درمیان (قلب لشکر) سے بھی چھ ہزار بہادر منتخب کیے۔
جو شیر کے پتے والے تھے اور فولاد کی زرہ پہنے ہوئے تھے اور تلواریں چبھونیوالے تھے **گش** ۔ بھیڑ۔
انبوہ۔ کثیر تعداد۔ (۸۷) وہ سوار ہوا اور لشکر روانہ کیا اور قلعہ کو مضبوط کیا۔ اور اس (یعنی دشمن کی) کثیر
فوج پر آنے جانے کی راہ بند کردی۔ **بہرامن** ۔ سرخ یاقوت۔ (۸۸) بادشاہ کے بہرام جیسے بدن والے

Marfat.com

(لشکریوں) کے تیروں کی نوک سے میدان جنگ کی زمین سرخ یاقوت کی کان بن گئی (۸۹) بہت
عرصہ گذرا کہ بادشاہ کے لشکر کے حملہ سے افغانوں کی فوج کی چیخ و پکار آسمان کی بلندی پر پہنچی۔
پالاون۔ چھلنی کی شکل کا کفگیر جس سے حلوائی شیرہ وغیرہ صاف کرتے ہیں (۹۰) رونے سے ہر ایک
کا چہرہ دریائے ہامون کی مانند ہو گیا تھا۔ اور تیروں (کے زخموں سے) ہر ایک کا جسم چھلنی کی شکل بن
گیا تھا۔ (۹۱) بہت سے سوار ایسے تھے جو اس میدان جنگ سے بھاگتے وقت جان کے خوف اور
جسم کے ڈر کی وجہ سے ختن تک دوڑ گئے تھے جر۔ زمین کا شگاف (۹۲) بہت سے پیادے ایسے
تھے۔ جو کہ ندی اور زمین کے شگاف میں سو گئے (ڈر کے مارے چھپ گئے یا مر گئے) اور ابھی تک
انہوں نے اپنے گریبان کے چاک سے ٹھوڑی باہر نہیں نکالی یعنی خوف کے مارے اپنے سر گریبانوں
چھپا رکھے ہیں۔ گروہہ۔ غلولہ۔ بندوق یا توپ کا گولہ۔ خمپارہ۔ بم کی توپ تنین۔ اژدہا۔
تنین دل۔ اژدہا کے سے جوش والی۔ (۹۳) بجلی کی سی گرج والی توپوں کے گولوں کی کثرت کی وجہ
سے اور اژدہا جیسے جوش والی بم کی توپوں کے گولوں کی زیادتی کی وجہ سے۔ تودے شور کرتے ہیں۔
فریاد کرتے ہیں۔ (۹۴) ابھی تک اس سرزمین کے لشکر کے دل چیختے ہیں اور ابھی تک اس ملک کے لوگوں
کے بدن فریاد کرتے ہیں (۹۵) جب ان دھواں اڑانیوالے جادوگروں (یعنی شکست خوردہ فوج کے
لوگ جن کے منہ سے آہوں کا دھواں نکلتا تھا اور جن کی آنکھیں آنسو برساتی تھیں) کے
آنسوؤں سے میدان جنگ کا گرد و غبار بیٹھ گیا تو اس کے بعد۔ (۹۶) بادشاہ گھوڑے سے اترا
اور اس کے خیمے کا گنبد آٹھویں آسمان پر ثریا ستارے کے قریب پہنچ گیا۔ (۹۷) اس نے فتنہ
دور کرنے کے لئے میمند اور اندخود اور ہزارہ گرہ کی طرف فوج روانہ کی۔ (میمند۔ اندخود۔ ہزارہ
قبیلوں کے نام ہیں۔ (۹۸) لاکھ ہزاریوں میں سے ایک بھی ایسا نہ رہا جو گرفتار نہ ہوا اور قیدی
نہ بنا لیا گیا ہو۔ غبرا۔ یعنی زمین۔ قیر آگین۔ سیاہ۔ (۹۹) بہت عرصہ نہ گزرا کہ موسم سرما آگیا۔
اور سیاہ بادل سے زمین پر سفید دودھ (برف) ٹپکنے لگا (۱۰۰) فضا باز کی آنکھ کی طرح سیاہ
ہو گئی۔ اور پہاڑ جنگل اور ٹیلوں پر بگلے کے سفید پر پھیل گئے۔ یعنی ہر جگہ برف پڑ گئی نیکیدن
قہر و غضب سے آپ ہی آپ بڑبڑانا (۱۰۱) بادشاہ کی کاروائی کی خبر افغانوں کے حکمران تک
پہنچی تو وہ غصہ سے بڑبڑانے لگا۔ اور اس کے چہرہ پر غم کی وجہ سے رنج و ملال کے آنسو
ٹپکنے لگے۔ گواژہ۔ جھڑکی۔ طعنہ۔ ملامت۔ طیرہ۔ غصہ۔ غضب۔ (۱۰۲) اپنے وزیر کو اس
نے لعنت ملامت کی اور اپنے زخمی دل سے فریاد و فغاں کی اور اس پر غصہ ہو کر کہنے لگا کہ اے

Marfat.com

بے وقوف۔ (۱۰۳) میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ جنگ کے لئے ساز و سامان (تیاریاں) نہ کر۔
میں نہ کہتا تھا کہ جنگ کے لئے تانا نہ تن (یعنی لڑائی کا ارادہ نہ کر)۔ (۱۰۴) اس کے غصہ سے
وزیر کا دل اچھل پڑا (بھڑک اُٹھا) جس طرح کہ آگ کے زور سے بھٹی میں سے دُھواں (بھڑک
اُٹھتا ہے)۔ (۱۰۵) اس سے کہنے لگا کہ اے تیز غصے اور کھنڈ زبان والے فضول بیکار غصہ میں
نہ آ۔ اور تھوڑی نہ پیٹ یعنی زیادہ باتیں نہ بنا۔ (۱۰۶) ایک عجیب ترکیب میرے دماغ میں
آئی ہے جس سے جادوگر کے جادو کی رُوح تازہ ہو جائے۔ (جوزن بمعنی جادوگر)۔ (۱۰۷) میں نے
سُنا ہے کہ انگریزوں کی بادشاہ کی طرف سے ایک سفیر دو سال ہوئے رے میں آیا تھا۔ (۱۰۸)
عجیب عقل والا۔ بہت کچھ جاننے والا اور کم گو ہے (وہ سفیر) بہت دور اندیش۔ تھوڑا بولنے والا۔
اور شیریں کلام ہے۔ رن۔ رنج کا مخفف۔ (۱۰۹) اب اس سفیر کی طرف اپنی سفارش کیلئے بڑی
عاجزی۔ خوشامد۔ دُکھ۔ درد۔ تکلیف اور غم کے ساتھ۔ (۱۱۰) اس کو وسیلہ بنا اور خط لکھ۔ سچائی کی روشنی
ڈھونڈ۔ جھوٹ کا دروازہ نہ کھٹکھٹا (۱۱۱) پیغام روانہ کر کہ بادشاہ نے اگر ملک ہرات فتح کر لیا تو
وہ اپنے گھوڑے کی باگ ملک دکن میں پہنچنے سے پہلے نہیں روکے گا۔ یعنی انگریزوں کی سلطنت
پر کبھی چڑھائی کر دیگا۔ (۱۱۲) نہ قندھار بچے گا نہ کابل نہ بامیان رہیگا نہ لاہور اور غزنی رہیگی
نہ پرون (تمام ملکوں کو فتح کر لیگا)۔ (۱۱۳) تمام صوبوں سے چیخ و پکار آسمان تک پہنچے گی۔ اور
تمام ڈیرہ جات سے شور اور ماتم کی آواز زحل ستارے تک پہنچے گی۔ (غرن بمعنی گریہ۔ نالہ۔ نوحہ)
(۱۱۴) نہ ملک پونا بچے گا نہ سیلون (لنکا) اور نہ سومنات نہ گجرات نہ سرنگا پٹن۔ (غرض کے
تمام ہندوستان کو فتح کر لیگا) بنادر۔ بندرگاہیں۔ (۱۱۵) ہندوستان کی تمام بندرگاہوں
کو تباہ و برباد کر دیگا۔ کیا بمبئی۔ کیا بنارس۔ کیا مچھلی۔ کیا دمن۔ (۱۱۶) شکارپور کے اندر ہزاروں
جانوں کو شکار کریگا۔ اور پہاڑپور میں خون کا دریا بہا دیگا۔ (جون۔ دریائے جمنا)۔ (۱۱۷)
تو اگر نہ آئیگا اور ہمیں اس قید سے نہ چھڑائیگا۔ تو ہرات کے محل اور جھونپڑوں کے ٹکڑے
ہوا میں اُڑ جائیں گے۔ لوشابہ۔ کلام چرب و شیریں۔ شکن۔ مکر و حیلہ۔ (۱۱۸) اور اسطرف
اس نے دُنیا کے بادشاہ کے پاس عاجزی۔ خوشامد۔ شیریں بیانی۔ اور مکر و فریب سے بھرا ہوا
پیغام بھیجا۔ (۱۱۹) کہ اے بادشاہ ہماری بدی کا بدلہ تو نیکی میں بھیج۔ کہ تجھے خدا کی طرف سے
نیک جزا ملے۔ (۱۲۰) ہماری ذلت و خواری کی طرف دیکھ اور ہماری خطا معاف کر دے۔
رحم و کرم سے مجھے میری مصیبت سے چھٹکارہ دلا۔ (۱۲۱) اگر مجھے جان کی امان دے

Marfat.com

(جاں بخشی کرنے) تو یہ ہرات (تیرے حوالے کر دوں گا) لے لے۔ رحم و کرم کا درخت لگا اور غصّے کی جڑ اکھاڑ دے۔ (۱۲۲) اس شرط پر کہ انگریزوں کے بادشاہ کا ایک سفیر تیرے پاس ہمارے جرموں کی معافی مانگنے آئیگا۔ (۱۲۳) لڑائی کا زمانہ گذر گیا۔ اب میٹھی بات شاید دوبارہ ہماری قسمت کے چراغ میں تیل ڈال سکے۔ (۱۲۴) اتنا رویا۔ فریاد و فغاں کی اور آہ و زاری کی۔ اور اس قدر چیخ پکار اور فریب اور مکر و حیلہ کیا۔ (کہ)، (۱۲۵) اُس پر بادشاہ کی زبان نرم ہو گئی۔ اور دل بھر آیا۔ اور اُس پر قید و بند کی تنگیوں کو فراخ کر دیا۔ (۱۲۶) رے میں خط بھیجا۔ اور سفیر آ پہنچا۔ جس کا قول و فعل دو رنگا تھا۔ اور جس کا ظاہر و باطن دو رُخا تھا (یعنی دل میں کچھ تھا۔ اور مُنہ سے کچھ کہتا تھا)۔ (۱۲۷) اُس کی زبان دوستی کی باتیں کرتی تھی اور اُس کی رُوح دشمنی کے لئے موقع ڈھونڈتی تھی۔ اُس کی گفتگو دلی ارادوں پر پردہ ڈالتی تھی۔ اور اُس کے خیالات اُس کے اندیشہ کو چھپاتے تھے۔ (۱۲۸) جب ہرات کے حکمران کا بہانہ (حیلہ و فریب) پورا ہو گیا۔ سفیر آیا اور مکر و فریب کا دَور گزر گیا۔ وسَن۔ غنودگی۔ نیند۔ (۱۲۹) ایک مدّت تک جنگ سے محفوظ رہا۔ اور کامیاب رہا۔ اور امن و امان کے رطل گراں (شراب کے پیالے) پیتا رہا۔ اور نیند کے مزے چکھتا رہا۔ یرد۔ سردی۔ ٹھنڈک۔ خمول۔ گمنامی۔ بے قدری۔ بے عزّتی شنجن۔ غم۔ (۱۳۰) بہار آئی خزاں جاتی رہی اور دل کو سردی کی تکلیف۔ گمنامی کے عذاب اور غم کی قید سے آرام ملا۔ (۱۳۱) بجائے بادل کے پہاڑوں پر گھاس کے ڈھیروں کے ڈھیر لگ گئے۔ اور بجائے برف کے باغ میں کثرت کے ساتھ چمبیلی کے پھول کھل گئے۔ اقحوان۔ گل بابونہ۔ عرار۔ گل گاؤ چشم۔ ضمیران۔ نازبو۔ ترن۔ گل نسرین۔ (۱۳۲) باغ کی فضا بابونہ اور گاؤ چشم کے پھولوں سے خوشبودار ہو گئی۔ اور جنگل کی ہوا نازبو اور نسرین کے پھولوں سے عطر آلود ہو گئی۔ سیسنبر۔ پودینہ کی قسم کی ایک سبزی۔ نسترون۔ نسرین۔ سیوتی کا پھول جو نہایت خوشبودار ہوتا ہے۔ (۱۳۳) کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پودینہ کے پتوں کی وجہ سے سرسبز باغ (دکھائی دیتا ہے) اور باغ نسرین کے پھولوں کی وجہ سے سفید انڈے کی مانند (نظر آتا ہے) (۱۳۴) عہد و پیمان کا پیالہ (اُس نے) توڑ دیا۔ اور غرور و تکبّر کے نشہ میں اُس کا دل سینے میں اس طرح جوش مارنے لگا۔ جس طرح شراب مٹکے کے اندر جوش مارتی ہے (دن بمعنی مٹکا)۔ (۱۳۵) اس نے دوبارہ کچھوے کی طرح اپنا سر قلعے کے اندر چھپا لیا۔ اور خار پشت کی طرح تیر اندازی میں ہی پناہ ڈھونڈی۔ دبیہن۔ خار پشت۔ سیہی۔ تارن۔ رستم کے زمانہ میں ایک پہلوان کا نام تھا۔ (۱۳۶) بادشاہ

Marfat.com

غصہ کے مارے بھڑک اُٹھا۔ اور نیزہ باز سپاہی جو قارن پہلوان کی مانند تھے منتخب کئے۔ آل۔ سُرخ۔ روین۔ مجیٹھ جس سے سُرخ رنگ حاصل ہوتا ہے۔ (۱۳۷) اُسکی دونوں آنکھیں بھی غصہ سے گل لالہ کی طرح سُرخ ہو گئیں۔ اور اُس کے دونوں رُخسار بھی غصہ سے مجیٹھ کی طرح سُرخ ہو گئے۔ جگن۔ طرف۔ جانب۔ سمت۔ مثال۔ حکم۔ شہر بند۔ فصیل۔ چار دیواری (۱۳۸) اُس نے حکم دیا۔ کہ ہر طرف سے ہرات کی چار دیواری کو چاروں طرف وسمت سے گھیر لیں، (محاصرہ کرلیں)۔ انفن۔ مضبوط۔ (۱۳۹) قلعہ کے چاروں طرف چار بُرج بنائیں۔ جو آسمان کے نو قلعوں سے ہزار گنا مضبوط ہوں۔ (۱۴۰) ہر ایک (بُرج) کے اندر بہادر (سپاہی) گھات میں بیٹھیں اور اُن منکا پھینکنے والے (مراد زہریلے) سانپوں کی دموں پر چنگاریاں پھینکیں۔ ثقبہ۔ چھید۔ سوراخ۔ اژگن۔ جالی دار دروازہ۔ (۱۴۱) تاکہ قلعہ چھلنی کی مانند چھید چھید ہو جائے۔ تاکہ قلعہ میں سوراخوں کی وجہ سے جالی کی مانند ہو جائے۔ تیر چرخ۔ آتشیں تیر۔ کشکنجیر۔ منجنیق جس سے قلعہ کی دیوار توڑتے ہیں۔ بڑی توپ۔ میہن۔ اولاد گھر بار۔ قبیلہ۔ (۱۴۲) قلعہ کے اندر آتشیں تیر اور توپ کے گولے پھینکیں۔ اور دشمن کے گھر بار پر ہلاکت برپا کر دیں۔ کندہ۔ کھدے ہوئے بیل بوٹے۔ نقش ونگار۔ لای۔ سیاہ مٹی جو حوض وغیرہ کی تہ میں جم جاتی ہے۔ لوش۔ سیاہ کیچڑ۔ نی۔ بانس۔ خاشہ۔ کوڑا کرکٹ۔ شش۔ ایک گھاس کا نام جس سے رسّی بٹتے ہیں۔ (۱۴۳) اُس قلعہ کے عجیب وغریب نقش ونگار کو سیاہ مٹی کیچڑ بانس گندگی خس وخاشاک اور کوڑا کرکٹ سے لیپ دیں (آلودہ کر دیں)۔ (۱۴۴) ہرات کے حکمران پر وسیع دُنیا اس طرح تنگ ہو گئی جسطرح بہمن کو نگل جانے والے اژدہا کا حلق بہمن پر تنگ ہو گیا تھا۔ پایمرز۔ ضامن۔ ثالث۔ (۱۴۵) سفیر آیا۔ اور اُس نے قسم کھائی اور خوشامد کی جیسا کہ سفارش کرنے والوں کا قاعدہ ہوتا ہے اور ضامن کا دستور ہوتا ہے۔ (۱۴۶) کہ اگر ہرات کے حکمران کو بادشاہ امان دیدے۔ تو اُس کو اُس کی جائے پناہ سے بادشاہ کے پایہ تخت میں لے آؤنگا (یعنی بادشاہ کے حضور میں پیش کر دوں گا)۔ (۱۴۷) سفیر نے جو کچھ کہا۔ بادشاہ نے مان لیا۔ اور خفیہ طور پر اُس پر ایک نہایت دانشمند اور ہوشیار نگران مقرر کر دیا۔ (۱۴۸) سفیر چلا گیا۔ اور جو کچھ کہہ گیا تھا۔ وہ نہ کیا (یعنی اپنا وعدہ پورا نہ کیا) بلکہ دو تین دن وہاں ٹھہرا۔ اور بے جب زبانی سے اُن کی (ہرات والوں کی) زہر (غصّہ) بڑھاتا رہا۔ (۱۴۹) اُن کو پھر لڑائی پر آمادہ کیا اور سخاوت کا دروازہ کھول دیا۔ اور تھالیاں بھر بھر کر

Marfat.com

موتی تقسیم کئے اور لگن بھر بھر کر سونا چاندی تقسیم کیا۔ یعنی فوج کو مال و زر دیکر لڑائی کے لئے تیار کیا۔ (۱۵۰) چوتھے روز لوٹ کر آیا۔ اور بادشاہ کے جاسوس نے سب حالات کہہ دیئے۔ اور سارا معاملہ روشن ہوگیا۔ (۱۵۱) بادشاہ غصہ سے سفیر پر اس طرح بھڑک اُٹھا جس طرح کہ جلتی آگ کو دامن سے ہوا دی جائے (تو وہ بھڑک اُٹھتی ہے) لا نغ۔ تمسخر۔ مذاق۔ (۱۵۲) مذاق کے طور پر کہنے لگا۔ واہ واہ اچھی سفارت کی ہے۔ کیا کہنے اس پسندیدہ نمایندگی اور عمدہ رائے کے۔ (۱۵۳) چونکہ تیری رائے دورنگی (منافقانہ) ہے۔ اس لئے اب یہاں سے چلا جا (نہ ٹھہر) موافقت کا ارادہ نہیں ہے تو مخالفت کا دروازہ نہ کھٹکھٹا۔ جھن۔ افراسیاب کے بیٹے کا نام۔ جسیم۔ جسم والا۔ موٹا۔ قوی ہیکل۔ (۱۵۴) سفیر نے سچ سچ کہدیا۔ اور بادشاہ سے بیان کیا۔ کہ (اے بادشاہ) تو اپنے دشمن پر قوی ہیکل جھن سے زیادہ ناراض ہے۔ (۱۵۵) ہرات کی فتح ہمارے ملک کے مفاد کے خلاف ہے کیونکہ اس فتح سے ہزاروں خرابیاں پیدا ہونگی۔ (۱۵۶) پانی کے چشمہ کی راہ کو پہلے ہی بند کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ آہستہ آہستہ یہ چشمہ بنیادیں اُکھاڑنے والا طوفان بن جائے گا۔ جوشن۔ رات کا درمیانی حصہ مراد تاریک و سیاہ۔ (۱۵۷) (سفیر نے) جو کچھ کہا۔ بادشاہ نے سُنا۔ اور غصہ سے بھڑک اُٹھا۔ اور اُس کی خفیہ کاروائی پر بادشاہ کا روشن چہرہ (غصہ کے مارے) رات کی مانند سیاہ ہو گیا۔ (۱۵۸) سفیر شرمندہ اور خجل ہوا۔ اور رے کی طرف پلٹ گیا۔ تین دن وہاں رہا اور رے سے ارمن (آرمینیا) کی طرف گھوڑا دوڑایا (چلا گیا)۔ (۱۵۹) اور (وہاں سے) ہندوستان کے حکمران کو پیغام بھیجا کہ کام خراب ہو گیا ہے۔ اور فرشتے پر شیطان غالب نہ آسکا۔ (۱۶۰) لشکر کے دو تین جہاز شہر فارس کی طرف بھیج تاکہ بادشاہ دشمن سے اپنی باگ روک لے۔ (۱۶۱) بادشاہ وہاں ٹھہرا رہا اپنے لشکر کو بلایا۔ اور سونا اُن میں تقسیم کیا اور عیش و عشرت کے گلاب سے لشکر کی جان سے رنج و غم کے جوش کو ٹھنڈا کیا۔ (۱۶۲) زیادہ عرصہ نہ گذرا کہ افغانوں کے بادشاہ نے جنگ کی شدت کی وجہ سے فریاد و فغاں شروع کی اور علاج کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ موبد۔ دانشمند۔ رد۔ عاقل۔ دانا۔ ہین۔ گریہ وزاری۔ (۱۶۳) اپنے بزرگوں، عقلمندوں اور داناؤں کو بادشاہ کے پاس چیختے ہوئے روتے ہوئے اور گریہ وزاری کرتے ہوئے روانہ کیا۔ (۱۶۴) ہر ایک کی بغل آنسوؤں سے چشمہ کی مانند بنی ہوئی تھی۔ اور ہر ایک کا دل سرد آہوں کی وجہ بہمن (سردی کا مہینہ) کی طرح ٹھنڈا تھا۔ سخط۔ غصہ۔

Marfat.com

غضب - خشک رنبشی - ایسے زخم لگانا جو نظر نہ آتے ہوں - مُراد دُکھ دینا - (۱۶۵) بادشاہ
کے غضب کی آگ اُس بیوقوف گنہگار کے دُکھ پہنچانیکی وجہ سے شعلہ زن ہو رہی تھی -
(۱۶۶) اُس نے (بادشاہ نے) کیا کہا؟ یہ کہا کہ اب معافی کا موقع گذر چُکا ہے - اب سزا اور
عذاب دینے اور قید و اسیر کرنے کا وقت ہے (۱۶۷) اچانک فارس کے علاقہ سے بادشاہ
کو خبر آئی - کہ انگریزوں کے بادشاہ نے فتنہ و فساد برپا کرنے کی تیاری کی ہے (۱۶۸)
اُس نے انگریزوں کے بادشاہ نے، بحر فارس میں فوج کے دس جہاز بھیجے ہیں - جن میں
جنگ کا سب سامان بھرا ہوا ہے - (۱۶۹) اس خبر سے بادشاہ کا غم دُور ہوا - اور حوصلہ
بڑھ گیا - جس طرح کہ بھیرویں کی آواز سے شراب پینے والے کی مستی بڑھ جاتی ہے (زیرافگن
بھیرویں جو ایک مشہور راگ ہے) - (۱۷۰) اپنے آپ سے کہنے لگا - کہ بادشاہوں کو
(بھی قوت ارادہ پر فخر ہوتا ہے نہ کہ اُلو کی طرح ویران زمین اور پُرانے محل (کھنڈرات) پر -
(۱۷۱) جس کو عقل و ہوش حاصل ہے - وہ آب و گل یعنی دُنیا سے دل نہیں لگاتا - جس کو دانائی
اور خرد حاصل ہے - وہ وطن اور ملک کا خیال دماغ میں نہیں لاتا - (۱۷۲) آدمی کی سب
تعریف اُس کی صفتوں کی وجہ سے ہوتی ہے - صحیح رائے درست ارادے اور اچھے
اخلاق سے (اُس کی تعریف ہوتی ہے) - (۱۷۳) اب کہ دُشمن کا ملک وطن تباہ و برباد
ہو گیا ہے - دُنیا اُس کی آنکھوں میں چیل کے پر کی طرح سیاہ ہو گئی ہے (پُرزن بمعنی چیل) کوکن -
اُلو - (۱۷۴) اس کے ہاتھ میں اس ویران سرزمین کے سوا کچھ باقی نہیں رہا - جس کے اندر اب
اُلو آشیانہ بنالے تو مناسب ہے - (۱۷۵) بہتر یہ ہے کہ ہم اپنا بوریا بستر ہرات سے رے میں لے جائیں
یعنی یہاں سے کُوچ کر کے رے میں پہنچ جائیں - اور دو مہینے کے لئے اپنے دل و جان سے رنج و ملال کا
زنگ دُور کریں - زمحنت - بے مزہ - خراب - کمحنت - گورخر وغیرہ کا چمڑہ - شوخ - جسم کا
میل - درن - میل کچیل - (۱۷۶) چودہ مہینے زیادہ ہو گئے ہیں کہ جب سے میری فوج کے بدن گورخر
کے چمڑے کی مانند خراب اور میلے کچیلے ہو گئے ہیں - پالارک - تلوار - طعان - نیزہ زنی - خراب -
شمشیر زنی - شقاق و عرن - زخمی ہونا - یا جسم کا پھٹ جانا - (۱۷۷) اُن کی تلواروں کی دھاریں
شمشیر زنی اور نیزہ زنی کی وجہ سے گھس گئی ہیں - اور ان کے گھوڑوں کی پاؤں زخموں اور پھوٹ
جانے کی وجہ سے گھس گئے ہیں - ہزال - لاغری - دُبلاپن - سمن - موٹاپا - فربہی (۱۷۸) انکے
بالوں میں بجائے خوشبو کے گرد و غبار نظر آتا ہے - اور اُن کے جسم بجائے فربہ ہونے کے دُبلے ہو گئے ہیں

Marfat.com

(۱۷۹) خصوصاً یہ کہ موسم سرما دوبارہ آگیا ہے اور چنبیلی مرغزار سے اور پھول باغ سے اور گل لالہ گلزار سے جاتا رہا۔ آہار رو۔ کلف لگادی ہے۔ آہار۔ کلف کو کہتے ہیں۔ آمولن۔ ماواء نشاستہ۔ (۱۸۰) گرجتے ہوئے سیاہ بادل نے دُنیا کے اوراق پر سپید کلف لگادی ہے۔ یعنی دُنیا میں ہر طرف برف پڑگئی ہے۔ آسمونغ۔ ایک دیو کا نام جو شیطان کا پیرو اور فتنہ انگریزی میں مشہور ہے۔ بہمن۔ ایران کے ایک بادشاہ کا نام جو اسفندیار کا بیٹا اور رستم کا شاگرد تھا۔ (۱۸۱) اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انگلستان کے بادشاہ پر کون غالب آتا۔ آسمونغ دیو یا بہمن۔ یعنی ہم کو دیکھنا چاہئے۔ کہ وہ فتنہ وفساد کرنے پر تلا ہوا ہے یا دوستی کرتا ہے۔ (۱۸۲) معاہدے کو نبھاتا ہے یا لڑائی کے لئے کوشش کرتا ہے۔ فرشتہ اُس کی رہنمائی کرتا ہے یا شیطان۔ (۱۸۳) اگر جہان کے بادشاہ کے ساتھ صلح کی طرف مائل ہوتا ہے۔ تو ہم بھی امن وسکون کے طریقوں سے لڑائی کی باگ (اُس کی جانب سے) موڑ لیں گے (۱۸۴) اور اگر لڑائی کرے گا تو خداوند تعالیٰ جس بات کا حکم دیگا وہ اُس کی عین رحمت واحسان ہوگا۔ (۱۸۵) اب مضبوط رائے اور ٹھوس غور و فکر کے مدعا کے مطابق رے کی طرف چلیں۔ جیسے کہ حضرت موسیٰ وادی ایمن کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ (۱۸۶) اب اپنا سامان دارالخلافہ میں جاکے ڈال دیں۔ وہاں قیام کریں۔ تاکہ تھوڑی دیر کے لئے ہمارے جسم سختیوں سے آرام پائیں۔ اور ہمارے دل رنج سے آسودہ ہوں (۱۸۷) اس کے بعد بادشاہ نے اسی رائے کو دل میں قائم کرلیا۔ اور ہر کمین گاہ سے چھپے ہوئے تیر اندازوں کو بلا لیا۔ (۱۸۸) کابل کے حکمران اور قندھار کے فرمانروا کے نام ہشت کے رنگ اور خوشبو سے بھرے ہوئے عجیب وغریب خط لکھے۔ معلن۔ ظاہر۔ (۱۸۹) گذشتہ واقعات اور آئندہ پیش کرنیوالے حالات بیان کئے اور اپنے راز کے نشیب وفراز کو ظاہر کیا۔ سُلالہ۔ بیٹا۔ (۱۹۰) قندھار کے سردار کا بڑا بیٹا جو تخت وبخت کے لحاظ سے جوان ہے اور شہرت اور ناموری کے لحاظ سے بوڑھا۔ یعنی نصیب جوان ہے۔ اور تجربہ بوڑھوں جیسا ہے۔ (۱۹۱) اُس کے جی میں جو کچھ آیا۔ بیکر ہرات سے رے کی طرف چلدیا۔ اور جواب میں نہ کی نہ انکار کیا۔ (۱۹۲) ہر جگہ اُس نے خوشخبری کے خط لکھے۔ اور اُس کے آنے سے بہت سی گئی ہوئی جانیں جسم میں (واپس) آکر آرام کرنے لگیں۔ (۱۹۳) اے بادشاہ اے چاند۔ اے فرشتے۔ اے ملک کی پرورش کرنے والے۔ اے شہنشاہ تو ایسا ہے کہ جسکی جنگ نے پشن کی جنگ کی یاد بھلادی۔ پشن۔ پشنگ کا مخفف ہے۔ جو افراسیاب والی توران کے باپ کا نام تھا۔ شارستان۔ شہرستان۔ بڑا ملک۔ شتن۔ شہر۔ (۱۹۴) تیری تعریف تیری ذات کی وجہ سے ہے

Marfat.com

(تو بذاتِ خود تعریف کے قابل ہے) اور تیری تعریف ساز و سامان اور ملک و سلطنت کے زیادہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے **مکلّل** ۔ درخشاں ۔ چمکیلا ۔ **مغرق** ۔ جگمگاتا ہوا ۔ بھڑکیلا ۔ **کرزن** ۔ تاج ۔ (۱۹۵) یہ تعریف نہیں ہے ۔ کہ تیرا تاج بہت چمکیلا ہے ۔ اور یہ تعریف نہیں ہے کہ تیرا تاج بہت بھڑکیلا ہے ۔ **لادن** ۔ عنبر ۔ لوبان ۔ (۱۹۶) عنبر اپنی دلکش خوشبو کی وجہ سے فخر کرتا ہے ۔ اور لوبان اپنی خوشبو کی عمدگی کی وجہ سے عزت پاتا ہے ۔ **غاب** ۔ جنگل ۔ (۱۹۷) سُورج اپنی روشنی سے ہی دُنیا پر حکومت کرتا ہے ۔ اور جنگل کا شیر اپنی طاقت کے بل پر ہی شکار کو گرا لیتا ہے ۔ (۱۹۸) بڑی بڑی مصیبتوں کے مقابلے سے ہی آدمی کی بزرگی ظاہر ہوتی ہے ۔ جس طرح کہ صندل جب تک جلے نہیں اُس کی خوشبو نہیں اُٹھتی ۔ (۱۹۹) ہرات کی فتح سے تیری تعریف کرنا ایسا ہی ہے ۔ جیسے کوئی نالائق حضرت اویس کی تعریف قرن کی مناسبت سے کرے ۔ حضرت اویس اگرچہ قرن سے تعلق رکھتے تھے ۔ لیکن اُن کی تعریف عشق رسُول ؐ کے سبب سے ہے ۔ (۲۰۰) رسُول اللہ ؐ کی تعریف فتح مکہ کے سبب سے کوئی نہیں کرتا ۔ بلکہ اُن کی تعریف تو عُمدہ اخلاق اور اچھے طریقوں کے سبب سے ہوتی ہے ۔ (۲۰۱) موتی کی تعریف اُس کی چمک دمک کی وجہ سے کرتے ہیں ۔ نہ اس لئے کہ عمان سے تعلق رکھتا ہے یا عدن سے نسبت رکھتا ہے (۲۰۲) جگمگاتی ہوئی شمع کی تعریف اُس کی روشنی کی وجہ سے ہوتی ہے ۔ نہ اس لئے کہ اُس کا لگن (تھالی) سونے اور چاندی کا ہے ۔ (۲۰۳) تو دنیا کے بادشاہوں اور رُوئے زمین کے حکمرانوں پر اپنی قوت ارادہ ظاہر کرنا چاہتا تھا ۔ **دانش** ۔ داد و دہش ۔ عطا و بخشش ۔ (۲۰۴) تو ہرات کو خراج وصول کرنے کے لئے نہیں ۔ فتح کرنا چاہتا تھا ۔ ہرات جیسے سینکڑوں ملکوں کا خراج تیرے لئے ایک معمولی بخشش ہے ۔ یعنی ہرات سے جتنا خراج وصول ہو سکتا ہے اُس سے سو گنا زیادہ رقم دینے کو تو ادنٰے سخاوت سمجھتا ہے ۔ **فرکند** ۔ کھوکھلا ۔ زمین میں پانی دیکر اُس کو کھوکھلا کرنا (۲۰۵) جب کہ تیرا ارادہ دُنیا کو فتح کرنے کا ہے ۔ تو ایک ہرات نہ ہوُا ۔ تو نہ سہی ۔ آخر تو نے اُس کی جڑوں کو کھوکھلا نہیں کر دیا ۔ **وژم** ۔ افسردہ و غمگین ۔ (۲۰۶) دُشمن نے جو مکر و فریب کیا ہے ۔ اُس سے غمگین نہ ہو ۔ کیونکہ کاٹنے والے خنجر کا کام سوُئی سے نہیں ہو سکتا **حُدیبیہ** ۔ مکہ سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ایک گاؤں جہاں آنحضرت ؐ نے قریش سے صلح کی تھی (۲۰۷) حُدیبیہ میں ابوسفیان سے جو صُلح ہوئی تھی ۔ اُس کا حال ذرا پڑھ لے اور دل سے رنج و غم دُور کر دے ۔ **شن** ۔ ناز و ادا ۔ (۲۰۸) وہ جنگ صفین اور عمرو کے مکر و فریب کی کہانی پڑھ کہ

Marfat.com

جس نے اس قدر ناز و نخرے اور ادائیں کی تھیں۔ لاتنیائس۔ مایوس نہ ہو۔ لاتحزن غمگین نہ ہو۔ (۲۰۹) تو پیغمبر سے افضل تو نہیں ہے اس لئے صبر کر اور ناامید نہ ہو۔ تو محمدؐ سے بہتر تو نہیں ہے۔ اس لئے تحمل کر اور غمگین نہ ہو۔ (۲۱۰) ذرا اس عمدہ قصیدے کی طرف دیکھ اے بادشاہ کیونکہ تیری قبولیت پاکر ساری دُنیا بھی اس کی قیمت کے سامنے ہیچ ہے۔ یعنی تو اسے قبول کرلے۔ تو اس کی قیمت کل جہان سے بڑھ جائے گی۔ رعد و رباب عرب کے مشہور عاشق و معشوق جن کی داستانِ عشق بہت مشہور ہے۔ سمر۔ کہانی افسانہ۔ وداد۔ دوستی محبّت۔ (۲۱۱) جب تک دُنیا میں رعد و رباب کے عشق کی داستان مشہور ہے۔ اور جب تک زمانے میں نل و دمن کی محبّت کی کہانی موجود ہے اند۔ پندرہ ہزار سال کا عرصہ۔ ون۔ دس ہزار۔ (۲۱۲) بادشاہ کی سلطنت لاکھوں برس قائم رہے۔ اور شہنشاہ کا قصیدہ کروڑوں برس باقی رہے۔

قصیدہ نمبر ۱۷

حاجی میرزا آقاسی مرحوم کی تعریف میں

(۱) تو جانتا ہے۔ عید کیا ہوتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ اپنے لب عید کی طرح ہنستے ہوئے رکھے جائیں اور بڑی خوشی سے ہنستے ہوئے اپنی جان کو کوئی جاناں پر قربان کر دیا جائے۔

۵۸۔ (۲) جان بھی جاناں ہی کی دی ہوئی ہے۔ تاکہ اُسے قربان کر دیا جائے۔ تو اس قربانی کے لئے جان کا قربان کرنا قابلِ تحسین نہیں۔ (۳) عید کے لئے قربانی کرنا کوئی کمال نہیں۔ بلکہ عید کو بھی دوست کے قدموں پر قربان کر دینا چاہیئے۔ (۴) تو جانتا ہے۔ عشق کیا ہے۔ یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے ہنس مکھ رہا جائے۔ اور اس طرح آہ و فغاں کی جائے کہ آہ و فغاں کو بھی پتہ نہ چلے۔ یعنی عاشق کو چاہیئے۔ کہ اپنا عشق اور بھید چھپائے۔ اور ہر ایک امر میں عجز و انکساری سے کام لے۔ (۵) انبساطِ طبیعت لوگوں کے سامنے آنکھوں کی روپوشی کے لئے اپنے مُنہ کو ترش کیا جائے۔ اور دل میں شکرستان رکھا جائے۔ یعنی دل ہی دل میں مزے لُوٹے جائیں۔ اس طرح کہ لوگوں کو پتہ تک نہ چلے۔ (۶) کریاس۔ آستان۔ دہلیز۔ سرادق۔ خیمہ۔ ترجمہ۔ سکندر کی طرح دل میں روم و روس کا خیال باندھا جائے اور خیمہ کے آستانہ کا مُنہ خراسان کی طرف رکھا جائے۔ (۷) کبھی تو عین وصل کی حالت میں جُدائی کے داغ کو یاد کر کے رویا جائے۔ اور کبھی جُدائی میں وصل کی سی خوشی منائی جائے

Marfat.com

یعنی اگر خوشی نصیب ہو۔ تو زیادہ خوش نہ ہونا چاہیئے۔ اور اگر غم و رنج یا تکلیف ہو۔ تو بڑی خوشی سے اس کا مقابلہ کیا جائے۔ (۸) معشوقوں کی زُلفوں کے سانپ کو دل کی بہشت سے نکال دینا چاہیئے۔ کیونکہ بہشت کی دہلیز پر شیطان بیٹھا نا بُرا ہے ؎

بس کن از سودائے خوباں داشتن خاقانیا   کز سر سودا خرد را در سر آید خیر گی

(۹) یہ آہ جو باطن سے باہر نکلتی ہے (آشکارا ہو) غموں کی قاصد ہے اور جو آہ پوشیدہ طور پر رکھی جائے۔ اُس میں بہشت عیش مضمر ہیں۔ (۱۰) خواجہ (ممدوح) کے جمال کی طرح جو صبح ازل سے بھی زیادہ روشن ہے۔ بہت سے خورشید اپنے گریبان میں رکھنے چاہئیں یعنی جمال خواجہ ہر دم پیش نظر رہے۔ (۱۱) رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل بہشت کا زیور ہے۔ انکی محبّت سے اپنی آنکھوں کو خلد اور دل کو جنّت بنانا چاہیئے۔ (۱۲) اگر تمام دُنیا کوہ جودی سے پُر ہو جائے تو بھی نوح علیہ السّلام کی کشتی کے بغیر طوفان سے خلاصی پانے کی امید کرنا غلطی ہے۔ اسی طرح حب اہلبیت کے بغیر دوزخ سے رہائی مشکل ہے۔ (۱۳) اشارات اور شفا۔ بوعلی سینا کی تصنیف کردہ کتابیں ہیں۔ یہ الفاظ بطور ابہام تناسب واقع ہوئے ہیں۔ ترجمہ۔ خواجہ تمہارے اپنے اشارات سے شفا دیتا ہے نہ اشارات بوعلی سے بیشک خوان لقمان سے لقمہ کھانا چاہیئے۔ لقمان کا مرتبہ بوعلی سینا سے زیادہ مانا گیا ہے۔ اس طرح مرزا اقاسی کو بوعلی پر ترجیح دینا مقصود ہے۔ (۱۴) جب کسی بوڑھے کی مست آنکھ بغیر شراب کے ہی مستی ظاہر کرے۔ تو دزدیدہ نگاہی سے اُسے دیکھ کر حیران ہونا چاہیئے ؎

پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است   از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

زیں ہر سہ بتر با تو بگویم کہ چہ باشد   پیرے کہ جوانی کند و شرم ندارد

(۱۵) صاحب دیوان دربار عام میں بغیر کسی ذکر و بیان کے آقا کے سامنے سارے بھید بیان کر سکتا ہے۔ (۱۶) رسُول اکرمؐ کے سامنے اگرچہ بے زبان بھی باتیں کرتے ہیں۔ تجھے بھی حضرت علیؓ کا سا علم۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کا سا صدق اور سلمان فارسیؓ کا سا زہد رکھنا چاہیئے۔ (۱۷) کوشش کرتا کہ تو خواجہ کی طرح کچھ حاصل کر کے ہاتھ سے دیدے۔ تاکہ جہان میں تیرے لیئے اور دوسروں کے لئے بھی راحت ہو ؎

کس نیاید بخانۂ درویش   کہ خراج زمین و باغ بدہ

(۱۸) تو خود ہی بتا۔ کہ سمندر کو موتیوں کی پرورش کرنے اور جواہر مرجان وغیرہ رکھنے سے تلخ کامی کے سوا

Marfat.com

کیا حاصل ہوتا ہے۔ یعنی سمندر پرورش کرتا جاتا ہے۔ اور دوسرے لوگ نکال کرلے جاتے ہیں دوکس رنج بیہودہ بردند وسعی بیفائدہ کردند یکے آنکہ مال اندوخت ونخورد و دیگر آنکہ علم آموخت وعمل نکرد۔ (۱۹) بادل اپنی اس سیاہی سے جو دن کے چہرے کو چھپا لیتی ہے (تو وہ بارش کا متحمل ہونے کی وجہ سے) کسان کی آنکھ کی پتلی ہے (۲۰) پہلے تو خواجہ ایسا بن پھر تجھے وارستگی و آزادی کے معنوں کا پتہ چلے گا۔ اور پھر تجھے وسیع ملکداری کی حکمت کا بھی علم ہو جائے گا۔

۵۹۔ (۲۱) میں انصاف کے لئے تجھ سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ زمانے کو آباد رکھنا اچھا ہے یا ویران کرنا۔ (۲۲) تیرے دل پر حرص کی دیوار کا سایہ نہیں پڑنا چاہیئے۔ ورنہ کاخ و ایوان کا منقش رکھنا (پھولوں سے بھرا رکھنا) تو کوئی عیب نہیں ہے

حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست درویش صفت باش وکلاہ تتری دار

(۲۳) (ہر بادشاہ و امیر) خواجہ تو مٹی پر بنیاد رکھتا ہے (یعنی عمارات عالیشان بناتا ہے)۔ اور تو دل پر (یعنی تعمیر دل بناتا ہے) اور تو دل پر یعنی تعمیر دل کرتا ہے۔ اسے میرے پیارے اس کے اور اس کے رکھنے میں بڑا فرق ہے۔ یعنی بنیاد دل پر اور گل پر رکھنے میں بڑا فرق ہے بجائے گل گل بضم بمعنی فرین بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (۲۴) اے مخاطب تیری حق بین آنکھیں نہیں ہیں تو یہ چون و چرا مت کر۔ تیرے اس سے بھی دو چند چون و چرا کرنے سے خواجہ کا کیا نقصان ہے۔ (تیرا اپنا ہی نقصان ہے) صد ۴۳ (۲۵) تو خواہشات نفسانی کی وجہ سے ان بُری باتوں (چون و چرا۔ اعتراض) میں پڑ گیا ہے۔ اس تپ کی دوائی پی۔ کب تک تو اس ہذیان (بکواس) کی عار میں مبتلا رہیگا۔ (۲۶) تیری سُست جان عشق کے سخت بوجھ کو نہیں اُٹھا سکتی۔ فولاد کے ہتھوڑے کے سامنے شیشہ کا اہرن نہیں رکھ سکتی۔ (۲۷) کاغذ کا لباس پہن کر پانی میں کودنا بُرا ہے۔ اپنے کپڑے خود ضائع کر لینا اور پھر تاوان کی بھی اُمید رکھنا بہت بُرا ہے۔

ہر آنکہ تخم بدی کشت وچشم نیکی داشت دماغ بیہودہ پخت وخیال باطل بست

(۲۸) تو کوشش کر کہ خواجہ کی طرح سر سے پاؤں تک معرفت سے بھر جائے۔ اور اس کے فیض کی بہار سے اپنے دل میں سینکڑوں گلستان رکھے۔ اس کے ارشادات سے فیض حاصل کرنا چاہیئے۔ (۲۹) جب ابر رحمت برسے تو اس کے فیض کے جذب کے لئے جنگل کی ریت کی طرح اپنی روح کو پیاسا رکھنا چاہیئے۔ یعنی جتنا فیض ہو سکتا ہو۔ حاصل کر لینا چاہیئے۔ (۳۰) پہلے تجھے خواجہ کی طرح تمام علوم کو جمع کر کے پھر طاق نسیان پر رکھنا چاہیئے یعنی یہ نہیں کہ بغیر علم حاصل کئے ہی عمل شروع کردے۔

Marfat.com

بلکہ تمام علوم حاصل کرکے پھر ان علوم سے نظر ہٹا کر عمل کی طرف راغب ہو۔ (۳۱) ورنہ بغیر علم حاصل کئے عارفوں کی طرح ہو حق کرنا اور معرفت کی باتیں کرنا بہت آسان ہے (لیکن اس سے فائدہ کوئی نہیں)۔ (۳۲) یا ناقص شعرا کی طرح تھوڑی سی تحسین و آفرین کے لئے۔ (لیکن اس سے کیا فائدہ) (۳۳) موش طبعی (کمینہ پن) کی وجہ سے ہر وقت دوسروں کے دانے چرا کر اپنے تھیلے میں ڈال لینا چوری ہے۔ امارت نہیں ہے (۳۴) وہ آتش پرست جس کے دل کی تختی ژندو اُستا د پڑھتے پڑھتے سیاہ ہو گئی ہو۔ اُسے غالباً قرآن شریف کا تعویذ بنانے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے یعنی بغیر کسی سے فیض اور علم حاصل کئے کیسے صاحب معرفت ہو سکتا ہے ؎

العلم بدون العمل وبال والعمل بدون العمل ضلال

(۳۵) صبیان۔ جمع صبی۔ بچے۔ لُعبت۔ گڑیا۔ پتلی۔ ترجمہ۔ بذات خود عقل بن جا عقل کے نقشوں کو چھوڑ دے۔ کیونکہ ایک بالغ آدمی کو بچے کی طرح بغل میں گڑیا رکھنے سے شرم آتی ہے (۳۶) دونوں جہان میں جو چیز تو دیکھے۔ ایک حقیقت سے زیادہ نہیں (سب میں ذات باری کا جلوہ موجود ہے) جو تجھے اس رنگا رنگ کے نقش رکھنے (پراگندہ خیالی) کی وجہ سے مختلف دکھائی دیتی ہیں۔ (۳۷) قلم قدرت نے ہر ایک چیز کو کسی کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ ورنہ لکڑی (عصائے موسیٰ علیہ السّلام) سانپ جیسی شکل نہیں رکھ سکتی۔

۴۰۔ (۳۸) طبیعت و فطرت ہر ایک شئے کو بچے کی طرح گہوارے میں جنبش دیتی رہتی ہے۔ (یعنی نشو و نما دیتی رہتی ہے۔ جنبش و حرکت سے نشو و نما مُراد ہے) تاکہ اس جنبش (حرکت، نشو و نما) کی وجہ سے اس کی کمی پوری ہو سکے یعنی کامل ہو جائیں۔ (۳۹) پوشیدہ طور پر جنبش خاک کو اسی لئے سینکڑوں قسم کی لذات بخشتی ہے۔ کہ اس سے حیوانوں کی خوراک حاصل ہو سکے یعنی خاک میں دانہ مل کر جنبش کرتا ہے۔ اور اس کے حالات میں تغیر و تبدل اسی لئے ہوتا ہے کہ اس سے قوتِ حیوانی حاصل ہو سکے۔ گویا دانہ کی جنبش اس کی کمی کو پورا کرتا ہے۔ قرآن شریف میں ہے:-

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اور یہ خدا ہی کی نشانیاں ہیں۔ کہ تو زمین کو ایک عاجز اور ذلیل چیز خیال کرتا ہے۔ لیکن جب ہم اس پر پانی نازل کرتے ہیں۔ تو اس میں جنبش پیدا ہوتی ہے۔ اور ترو تازگی آتی ہے۔ وہ خدا جو اسے زندہ کرتا ہے وہی مردوں کو بھی زندہ کر دے گا۔ وہ ہر شئے پر قادر ہے۔ (۴۰) کسی افلاطوں کے سے پیالے والے

Marfat.com

جمشید سے ہوش کی شراب پی۔ یونانی حکمت رکھنا تو کمینوں کا کام ہے (۴۱) دل پاک ہونا چاہیئے
خواہ جسم تو تھوڑا ہُوا ہی ہو۔ کوئی عیب نہیں۔ کیونکہ آبحیات کو ظلمات ہی میں رکھنا چاہیئے ؎

ہر پیدا گرا دل ترک کیجو پھر لباس اپنا — نہ ہو جوں تیغ بے جوہر و گرنہ ننگ عریانی

(۴۲) قنبر۔ حضرت علیؓ کے غلام تھے۔ اور حبشی النّسل تھے۔ ترجمہ۔ حضرت قنبر کی شکل کو یاد کر۔ تاکہ تجھے معلوم ہو جائے۔ کُفر کی سیاہی میں بھی نور ایمان کو پوشیدہ رکھ سکتے ہیں۔ (۴۳) خذلان۔ ذلّت۔ ہزیمت۔ دوسرے مصرعہ میں کفر کے بعد واؤ چاہیئے۔ ترجمہ۔ عیسیٰ علیہ السلام کو کسی نے کہا۔ کہ آپ اپنا بدن کیوں ننگا رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ روح کفر اور فضول باتوں سے پاک ہونی چاہیئے۔ (جسم ننگا ہونا کوئی عیب نہیں)۔ (۴۴) قبض و لبسط۔ رنج و راحت۔ تنگی و فراخی۔ نیران۔ دوزخ۔ ترجمہ۔ جو رات دن تیرے خیالات سے رنج و راحت کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ کب تک تو ان کا نام دوزخ اور جنت رکھتا رہیگا۔ (۴۵) دیو کے بھی بدشکل چہرے کو دوست کا چہرہ تصوّر کر کے دیکھ تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ دیو میں بھی غلمان کا جلوہ دکھائی دے سکتا ہے۔ یعنی ہر ایک کو اچھی نظر ہی سے دیکھنا چاہیئے۔ (۴۶) جہان کا شکوہ و شکایت نہ کر تاکہ تجھے بھی آرام رہے۔ کیونکہ ماں بچے کے دانت نکلنے کے بعد دُودھ چھڑا لیا کرتی ہے۔

از خدا داں خلاف دشمن و دوست۔ کہ دل ہر دو در تصرف اوست۔ (۴۷) ہمیں خواجہ کی تعریف کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک خوشترین کام ہے۔ صدف کی طرح ہمیشہ اس کی مدح میں گوہر افشاں ہونا چاہیئے۔ (۴۸) قوم کا پناہ دینے والا حاجی آقاسی کہ جس کا عضو ہر وقت خلقت کو ایک عصیان کا زمانہ رکھنا چاہتا ہے۔ کہ ساری دُنیا اس کی نافرمانی ہی کیا کرے۔ اور وہ معاف کرتا رہے۔ (۴۹) اس کا عدل ہر مہینے کے شروع میں چاند کے جسم کو کتان تار کی طرح گھٹا دیتا ہے۔ تاکہ اُسے کتان داری کی رسم معلوم ہو جائے۔ یعنی اس کا عدل چاہتا ہے کہ کتان چاند کی روشنی سے نہ پھٹا کرے۔ اس لئے وہ چاند کے جسم کو کتان (السی کا کپڑا) کے تار کی طرح تار تار کر دیتا ہے۔ (۵۰) شبر۔ بالشت۔ وجب۔ ترجمہ۔ اس کا قلم ایک بالشت بھر نے سے بھی کم ہے۔ لیکن یہ ایک معجزہ ہے۔ کہ بالشت بھر نے کو ایک دُنیا کی نگہبانی کے لئے مقرر کر دیا جائے۔ (۵۱) وہم کہہ رہا تھا۔ کہ اگر تقدیر چاہے۔ تو اس کا نظیر پیدا ہو سکتا ہے۔ عقل نے کہا۔ کہ امکان تقدیر کی شرط ہے۔ (۵۲-۵۳) قضا نے آسمان کے تنور میں سُورج کی ٹکیا پکائی۔ اور کہا کہ خواجہ کو اس دسترخوان پر مہمان بلانا چاہیئے۔ لیکن عقل نے کہا۔

Marfat.com

اے فقیر مُرتع خانگی کی طرح دونوں جہان کو ایک قسم کے (چینہ) دانہ پر مہمان نہیں بُلانا چاہیئے۔
(۵۴) وہ دربارِ عام کی بھیڑ کے ہونے ہوئے بھی خدا کے ساتھ بھید کی باتیں کر لیتا ہے۔ ایسا
تو خدا کا عشق حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں رکھتے تھے۔ (۵۵ و ۵۶) تم یہ خیال
نہ کرنا کہ خدا بھی چاہتا ہے۔ اور بادشاہ کو بھی خدا کے عشق کے ہوتے ہوئے بادشاہ کا عشق
رکھنا گناہ تو ہے۔ لیکن وہ بادشاہ کے رُخسار میں خدا کا عکس دیکھتا ہے۔ عکس اور عکس
ڈالنے والے میں کوئی شخص فرق معلوم نہیں کر سکتا۔ (۵۷) اگر اس کی دلیل چاہتا ہے۔ تو
رسُول اکرمؐ نے فرمایا۔ کہ منصف بادشاہ خدا کا سایہ ہوتا ہے۔ السلطان العادل ظل اللہ
(۵۸) بدست۔ بالشت۔ نہ افلاک۔ عرش اور کُرسی کو ملا کر نو آسمان کہے جاتے ہیں۔ شاعر
نہ افلاک کو ممدوح کا گھوڑا ذہن میں تجویز کرتا ہے۔ گھوڑے کو تھوڑی سی جگہ میں کاوہ پھرانا
شاہسوار کا کمال سمجھا جاتا ہے۔ اے آقا سوائے تیری شخصیت کے کوئی دوسرا شخص
ایک بالشت بھر جگہ میں نو آسمانوں کو جولانیاں نہیں دے سکتا۔ یہ صفت تمہیں میں ہے۔
۶۱ - (۵۹) جنین۔ وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ ہی میں ہو۔ دوسرے مصرعہ میں "زندان"
کی بجائے "زہدان" چاہیئے۔ جس کے معنے "رحم" ہیں۔ ترجمہ۔ نطفہ تیرے شوق سے
باپ کی پیٹھ ہی میں جنین بن جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا دل نو مہینے رحم میں رہنے سے منقبض
ہوتا ہے۔ یعنی بچے کو تیرے دیکھنے کا اس قدر شوق ہوتا ہے۔ کہ وہ نو مہینے انتظار نہیں کر سکتا۔
(۶۰) گل نرگس زردی اور بیماری کی وجہ سے ہاتھ میں اس لئے عصا رکھنے لگ گیا۔ کہ تُو نے
اُسے اس فتنہ انگیز تُور کھنے کی وجہ سے نظروں سے گرا دیا۔ (۶۱) تیرے سخاوت کے
ہاتھ کی میں تعریف نہیں کرتا۔ کیونکہ مجھے علم ہے۔ کہ ایک گز آستین میں سینکڑوں بحرِ عمان
رکھنا معجزہ ہے۔ (۶۲) تو اپنی حکومت کا جھنڈا آسمانوں کے قبہ پر جا گاڑ۔ کیونکہ تجھے
محض ملک ایران رکھنے سے شرم آتی ہے۔ دوسرے مصرعہ "نابد" کی بجائے "آید" پڑھیئے
(۶۳) تو اپنے اخلاقِ حمیدہ کی بدولت کستوری اور عنبر کے کئی مٹکے رکھتا ہے۔ اے دل
اس قدر اس کا احسان تو تیرے لئے بہت خطرات کا باعث ہوگا۔ (۶۴) چونکہ چرخ ہشتم
گویا تیرے مداحوں میں سے ایک مداح ہے۔ اس لئے اس کے لئے اپنے دامن میں اتنے گوہر رکھ
بجا نہیں۔ (۶۵) بغیر زبان کے دُنیا کے بھید بیان کر کیونکہ معنی کے جسم کو الفاظ کے کپڑوں سے
عریاں رکھنا تیرا ہی حصہ ہے (۶۶) تو خود جانتا ہے۔ کہ قاآنی کا کام تیری مدح کے سوا

Marfat.com

کچھ نہیں۔ اے خلیفۂ محمدؐ مصطفےٰ تیرا فرض ہے۔ کہ حسان جیسا شخص تیرے پاس ہو (۶،۷) تو خود سرتا پا دُعا ہے۔ مَیں کس طرح تجھے دُعا دوں۔ میرا کام تو فقط آمین کہنا اور دل کو تیرے احکام پر لگانا ہے۔

قصیدہ نمبر ۱۸

حسن شاہ کی تعریف میں

(۱) **آموں** ۔ ایران اور توران کے درمیان ایک دریا ہے۔ **سیحوں** ۔ اندجان اور سمرقند کے درمیان ایک دریا ہے۔ بعض دریائے گنگا اور اٹک کو بھی کہتے ہیں۔ ترجمہ ۔ میرے نہر جیحوں کے پیدا کرنے والے آنسوؤں کی وجہ سے نہر جیحوں بھی دریائے آموں بن گئی۔ اور میری خون آلودہ آنکھوں کی وجہ سے زمین سیحوں کا رشک بن گئی۔ (۲) میرے عشق کا اردی بہشت خزاں بن گیا۔ اور یہ تعجب کی بات ہے۔ کہ خزاں میں میری نرگس شہلا (آنکھوں سے) گل لالہ اُگتا ہے۔ (۳) میری آنکھیں آنسو گرانے والی اور میرا سینہ شعلہ خیز ہے۔ اس لئے میری جائے قرار آگ اور پانی میں ہے۔ (۴) میری ہنسی کبھی دِل کی خوشی سے پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ حوادث زمانہ کی وجہ سے میری چاندی جیسی پیشانی زعفران کے رنگ جیسی (زرد) ہو گئی ہے۔ (۵) **سقلاب** ۔ ترکستان میں ایک شہر ہے۔ جہاں کے باشندے سُرخ رنگ کے ہوتے ہیں۔ یہاں مراد صرف سُرخ رنگ، **کہربا** ۔ زرد رنگ کا ایک پتھر ہوتا ہے۔ ترجمہ ۔ مَیں کمزوری کی وجہ سے قدم بھی نہیں اُٹھا سکتا۔ اور تعجب ہے۔ کہ میرے سقلاب جیسے اعضا کہربا کے رنگ جیسے ہو گئے ہیں (۶) میری پلکوں کا ہر ایک بال میری آنکھوں میں کانٹا ہے۔ اور تعجب کی بات ہے۔ کہ یہ کانٹے میری طوفان خیز آنکھوں کے آنسوؤں کی موجوں میں بھی صحیح سالم رہ گئے ہیں۔ (۷) میری آہ بے پرواکے شراروں نے میرے دل میں اُن خارمژہ سے ایک دوزخ انگیٹھی کی طرح کسی پاداش میں سُلگا رکھی ہے (بجائے از دل در دل) پڑھو۔

۶۲ ۔ (۸) ۔ **ارسطالیس** ۔ سکندر کا وزیر تھا۔ اسی سے مخفف کر کے ارسطو کہتے ہیں ترجمہ ۔ مَیں ارسطو کی سی محفل رکھنے والا دانا ہوں۔ کہ میری گویا منطق سے معانی کے جسم میں جان پڑ گئی ہے۔ (۹) اے خدا کیا ہو گیا ہے۔ کہ میری شکر چبانے والی طبیعت کی شیریں زبان

Marfat.com

طوطی نے اپنے مُنہ پر مہرِ خاموشی لگا لی ہے (۱۰) **سوفسطائی** - ایک گروہ ہے جو خدا کو جسدِ انسانی میں حلول کرنے والا خیال کرتے ہیں - ترجمہ - مَیں تو وہی صُوفی منش لقمان جیسا بقراط ہوں - لیکن اب لوگ میرے سوفسطائی ہونے پر کیوں دلیلیں دیتے ہیں - (۱۱) مَیں وہ اربابِ نظم (شعراء) کا پیغمبر ہوں - کہ غرور کی وجہ سے میری سیر چشمی اس کمینہ آسمان کو بھی پائے استغفار سے ٹھکرا دیا کرتی تھی - (۱۲) اب میرے عیسٰی جیسے سلیم نفس پر یہ حواری کیوں غالب آ گئے ہیں - اور دُشمن ہو گئے ہیں (حواری عیسٰی علیہ السلام کے دوست تھے) - (۱۳) میری مجلس (غم کی وجہ سے) سیاہ ہو گئی ہے - اور یہ تعجب ہے کہ سوزِ دل سے رات دن شمع کی طرح میں سر سے پاؤں تک جلتا رہتا ہوں - (۱۴) میری نظم چمکتے ہوئے موتی ہیں - لیکن افسوس ہے کہ آسمان کے کینہ کی وجہ سے میرے چمکتے ہوئے موتی ٹھیکریوں سے بھی کم قیمت ہیں (۱۵) مجھے اب جامِ شراب کے لئے ساقی کا احسانمند نہیں ہونا چاہیئے - کیونکہ میری آنکھیں جام ہیں - اور سُرخ رنگ کے آنسو میری شراب ہیں - (۱۶) میری بدقسمتی ہزار ہا تلخیوں کی وجہ سے مُنہ تُرش کئے بیٹھی ہے - ممکن ہے - کہ میری میٹھی جان سے اس (غم کے صفراء کو) صفرا کو دُور کر سکے - (۱۷) تُو نے یہ مثل نہیں سُنی کہ "اپنے کئے کا علاج" دیکھیں میرے افعال سے مجھ پر کیا گذرتی ہے - (۱۸) چونکہ دل مجھے ہر طرف لئے پھرا اس لئے اس نے میری عزت برباد کر دی - ہائے افسوس کہ گھر کا چور ہی میرا مال و اسباب (عزت) لُوٹ کر لے گیا - (۱۹) زمانہ بادشاہ کی جُدائی کے رنج کی وجہ سے میرے لئے دوزخ ہو رہا ہے - اگر آخرت میں بھی میرے ساتھ ایسا ہی سلوک ہو - تو میری حالت پر افسوس ہے (۲۰) **اوژن** - فعل - امر از اوژندن - گرانا - ڈالنا - **ظلیل** - فراخ - ترجمہ - شیر افگن بادشاہ حسن شاہ جو یہ کہہ سکتا ہے - کہ تو آسمان میرے بلند جھنڈوں کے فراخ سایہ کے نیچے سوئے ہوئے ہیں - (۲۱) **یاس** - عقلمندی - نا امیدی - ترجمہ - وہ بادشاہ جو فرماتا ہے - کہ میری عقلمندی پر قبر میں سے چنگیز خاں ہزار آفریں بھیجتا ہے - (۲۲) **طہمورث** ہوشنگ کی اولاد میں سے ایک بادشاہ تھا - جس نے دیو کو اپنا گھوڑا بنایا تھا - ترجمہ - میں وہ طہمورث کے خاندان کا ہوشنگ ہوں - کہ میرے بُرّاں خنجر سے دیو بھی خُون میں غرق تھا - (۲۳) **دغا** - جنگ - **روئے** - چہرہ - طاقت - سیراب - تر و تازہ - **احمر** - سُرخ - شقاق - گل لالہ - ترجمہ میرے بدکردار دشمنوں کے گل لالہ کے سے رنگ والے خون کی وجہ سے ابھی تک میدانِ جنگ میں تر و تازہ گُلِ لالہ اُگتا ہے - (۲۴) ابد تک میرے نشتر سے جو خون کا دشمن اور بے پرواہ ہے

Marfat.com

کفار کے قلعوں کی خاک گاؤ ماہی تک سرخ رنگ رہیگی دگاؤ ماہی کی تشریح پہلے گذر چکی ہے)
(۲۵) میرا جہان کو طے کرنے والا گھوڑا اگر ایک دفعہ جولان لائے۔ تو ماضی و مستقبل کی شکل کو
رانوں پر لکھ لیتا ہے۔ (۲۶) اے خدا یہ کیا معجزہ ہے۔ کہ نالائق دشمن میری ہلال جیسی تلوار سے
جوزا کی سی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ مصرعہ میں "باہنجار" کی بجائے ناہنجار چاہیئے۔
۶۳ - (۲۷) ہیجا۔ لڑائی۔ حملہ۔ جس شخص نے حشر کو دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ اس کے
بازار کی شورش میری لڑائی کی شورش کے مقابلہ میں بازیچۂ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں
رکھتی۔ (۲۸) زہرہ۔ پتہ۔ علت۔ بیماری۔ گونہ۔ رنگ۔ آسمان نے کہا۔ کہ میرا
سبز رنگ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ بادشاہ کے ڈر کے مارے میرا پتہ پھٹ گیا ہے۔
(۲۹) مہ کامل نے کہا۔ کہ میں نے اپنے آپ کو بادشاہ کی رائے کے قریب ٹھہرایا تھا
اسی لئے اس کے کیفر کردار میں میرے اجزا ہر مہینے ناقص ہو جاتے ہیں۔ (۳۰) تیر۔ ستارہ
عطارد۔ منشیٔ فلک۔ دبیر۔ منشی۔ عطارد نے کہا۔ کہ میں نے اپنے کو بادشاہ کا منشی کہا تھا
اسی لئے اس کے بدلہ میں میرے اجزا جل گئے ہیں۔ (۳۱) بادافراہ۔ پاداش۔ بدلہ۔
رجعت۔ واپس آنا۔ سوائے سورج اور چاند کے باقی سیارگان کا اپنی طبعی سیر سے جو مغرب سے
مشرق کی طرف ہوتی ہے۔ واپس ہونا۔ زہرہ۔ لولیٔ فلک۔ ترجمہ۔ ستارہ زہرہ نے کہا۔ کہ میں
نے اپنے آپ کو بادشاہ کا گویا کہا تھا۔ اسی لئے اس کی پاداش میں میری قسمت میں رجعت مقرر
ہو گئی ہے۔ (۳۲) ہمال۔ ہمسر۔ شریک۔ کسوف۔ سورج گرہن۔ ترجمہ۔ سورج نے
کہا۔ کہ میں نے اپنے آپ کو بادشاہ کی رائے کا ہمسر ٹھہرایا تھا۔ اسی لئے کبھی کبھی میرا جہان آراستہ
کرنے والا چہرہ گرہن والا ہو جاتا ہے (۳۳) ترک گردوں۔ ستارۂ مریخ۔ جلاد فلک۔
وژخیم۔ تندخو سپاہی۔ ترجمہ۔ مشتری نے کہا۔ کہ میں نے اپنے آپ کو بادشاہ کا خطیب
کہا تھا۔ اسی لئے کوئی شخص بھی میری تحریر پر کان نہیں دھرتا۔ (۳۵) کیوان۔ زحل۔ ہندوئے
فلک۔ ترجمہ۔ ستارۂ زحل نے کہا۔ کہ میں نے اپنے آپ کو بادشاہ کا دربان کہا تھا۔ اسی لئے میری
تعریف جان کو تکلیف دینے والا نحس اکبر ہو گئی ہے (۳۶) بادشاہ کی مجلس اور لڑائی کے
سازوں میں سے ہر ایک کل ایسی عجیب عجیب نظمیں کر رہے تھے۔ جو میرے اس روشن
قصیدہ سے بھی عجیب نہیں (۳۷) عظم۔ ہڈی۔ عظام جمع۔ ترجمہ۔ بادشاہ کی تلوار نے
کہا۔ کہ میں موجیں مارنے والے دریا کا نہنگ (مگرمچھ) ہوں۔ کہ دشمنوں کی ہڈیاں میری خوراک اور

Marfat.com

بادشاہ کا ہاتھ میرا دریا ہے۔ (۳۸) بادشاہ کے نیزہ نے کہا کہ میں پیچدار زہریلا سانپ ہوں کہ میرے جانفرسا ڈنگ کے زخم سے اژدھا بھی پیچ وتاب کھاتا ہے۔ (۳۹) بادشاہ کے نقارے نے کہا۔ کہ میں وہ رعد کی سی گرج والی گڑیا ہوں۔ کہ میری آواز سے آسمان بھی اپنے کانوں میں روئی ٹھونسے ہوئے ہے۔ (۴۰) استسقا۔ ایک مرض ہے جس میں مریض کو پیاس زیادہ محسوس ہوتی ہے اور پانی پیتے پیتے مر جاتا ہے۔ بادشاہ کے خنجر نے کہا۔ کہ میں مرض استسقا کا مریض ہوں۔ اور میرے مرض استسقار کا علاج بادشاہ کے دشمنوں کا خون ہے۔ (۴۱) شرنگ۔ حنظل۔ اندرائن۔ مراد زہر۔ ترجمہ۔ بادشاہ کے تیر نے کہا کہ میں وہ تیز پروں والا عقاب ہوں کہ میری زہر آلود چونچ موت کا آشیانہ ہے۔ (۴۲) برز۔ شان وشوکت۔ البرز۔ ماژندران کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ دماوند۔ ایران میں پہاڑ ہے۔ ترجمہ۔ بادشاہ کے گرز نے کہا۔ کہ میں کوہ دماوند ہوں۔ کہ بادشاہ کی شان وسوکت کے کوہ البرز کے سامنے میری جائے قرار ہے (۴۳) بادشاہ کے خود نے کہا۔ کہ میرا ابلق گھوڑا نسر طائر کا بازو (پر) ہے۔ جس نے کہ میرے فرقدان کے ساتھ لگنے والے سر میں آشیانہ بنا رکھا ہے۔ (نسر طائر اور فرقدان وغیرہ کی تشریح پہلے گذر چکی ہے) (۴۴) شست۔ مچھلی پکڑنے کا جال۔ حلقۂ زلف۔ ترجمہ۔ بادشاہ کی زرہ نے کہا کہ میں جال کے سے جسم والی اور مگر مچھ رکھنے والی ہوں اور میری چاندی جیسی پیشانی حلقہ در حلقہ ہے (۴۵) بادشاہ کے گھوڑے نے کہا۔ کہ میں وہ صرصر کی سی رفتار والا سیاہ گھوڑا ہوں کہ میری رفتار کے لئے ساتوں آسمانوں کے جنگل کی ضرورت ہے۔

۴۷-۴۶ (۴۶) بادشاہ کے جھنڈے نے کہا۔ کہ میں وہ فتح کی نشانی ہوتی ہوں کہ فتح مندی کے رخسار کا طرہ میرا سیاہ پھریرا ہے۔ (۴۷) بادشاہ کی مجلس نے کہا۔ کہ میں جنت ہوں اور پیالہ میری نہر سلسبیل ہے۔ غلمان ساقی اور حور کی سی شکل والے معشوق میری حوریں ہیں (۴۸) بادشاہ کے ہاتھ نے کہا۔ کہ میں وہ نیسان کا بادل ہوں۔ کہ میری زبردست سخاوت سے دریاؤں کے خزانے بھی خالی ہو گئے ہیں۔ (۴۹) بادشاہ کے جام نے کہا کہ میں کوثر کی مانند ہوں۔ اور بادشاہ کی عشرت خیز بزم میرا باغ بہشت ہے (۵۰) بادشاہ کی رائے نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں اور میرا دشمن سامری ہے۔ اس کا جادو میرے ید بیضا کے سامنے کیا حقیقت رکھ سکتا ہے۔ سامری بنی اسرائیل میں سے ایک شخص تھا جس نے جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تھے۔ تو اس نے ایک سونے کا بچھڑا بنایا۔ اور اسے جادو کے زور سے بلوایا۔ اور بنی اسرائیل

Marfat.com

سے کہا کہ یہ تمہارا خدا ہے۔ جس کا مفصل ذکر سورۂ طٰہٰ سولھویں سپارے میں موجود ہے' (۵۱) **صاحبقران** ۔ وہ بادشاہ جس کی پیدائش کے وقت زہرہ و مشتری کا قران ہو۔ **ترجمہ** ۔ بادشاہ کے قلم نے کہا کہ میں وہ صاحبقران سکندر ہوں۔ کہ میرے نقش تو سیاہ ہیں لیکن میرے معانی آب حیات ہیں۔ (۵۲) **ازا۔ مقابلہ** ۔ برابر۔ **ترجمہ** ۔ اے بادشاہ اگر چند روز میں تیری درگاہ سے دور رہا ہوں۔ تو میری اس جسارت (دلیری) کے مقابلے میں آسمان نے مجھے کافی تکلیف دیدی ہے۔ (۵۳) اگر تو جانتا ہے کہ نادانی سے مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ تو یہ تیری جانسوز (تلوار) ہے اور یہ میرا فرقدان سے گھسنے والا (متکبر) سر ہے دبے شک کاٹ دے)۔ (۵۴) **ناظر** ۔ ہیڈ منشی۔ خواجہ سرا۔ **استرضا** ۔ رضامندی طلب کرنا **ترجمہ** ۔ میں نے پسندیدہ ناظر کی ہمراہی اس لئے منظور کی تھی۔ کہ وہ ہر کام میں میری رضامندی کو مدنظر رکھتا تھا۔ (۵۵) اور اگر حقیقت میں میرا کوئی گناہ نہیں تو مجھے خلعت بھیج۔ تاکہ میرا قد (میں) مصائب کے شکوک سے نجات پائے۔ (تشریف۔ خلعت)۔ (۵۶) اے بادشاہ تیری عمر اتنی لمبی ہو۔ کہ آسمان بھی کہنے لگے کہ میری لوگوں کے جسموں کو تکلیف دینے والی گردش ختم ہو گئی ہے۔

قصیدہ ۱۹

شجاع السلطنتہ حسن علی مرزا مرحوم کی تعریف میں

(۱) عید کا دن ہے اور ساقی نے صراحی سے پیالے میں شراب ڈالی ہے۔ گویا ہیرے جیسے رنگ والے گوہر میں مصفی لعل گرایا ہے۔ (۲) **طلق** ۔ ابرق۔ مراد جام بلوریں **زرنیخ** ۔ ہڑتال مراد شراب زرد رنگ۔ **سیماب** ۔ پارا۔ **گوگرد** حمرا۔ سرخ رنگ کی گندھک جو نایاب ہے۔ اور اکسیر کا جزو ہے۔ مراد شراب۔ **ترجمہ** ۔ یا جان کی اکسیر کے لئے ابرق (جام) میں سیال ہڑتال (شراب) کو ملا دیا ہے اور سیماب جیسے پیالے میں سرخ رنگ کی گندھک (شراب) ڈالدی ہے ہڑتال کا تیل اور طلق محلول اکسیر کے جزو اعظم ہیں۔ (۳) ایسی شراب ہے کہ جو سراب میں پانی پیدا کر دیتی ہے۔ اور پانی میں گرے تو آگ پیدا کر دیتی ہے۔ اور آگ سے بلبلے پیدا کر دیتی ہے گویا ایک گھونٹ میں دریا ہے۔ یعنی دریا کو کوزے میں بند کر رکھا ہے۔ (۴) **مشربہ** ۔ پیالہ **شبہ** ۔ جھوٹے موتی۔ سیاہ رنگ پتھر۔ شراب پیالے میں موجزن ہے۔

Marfat.com

اس موج سے غم کی فوج سیاہ ہوتی ہے۔ اور گویا وہ شراب پہلی رات کے ہلال میں ثریا کی لڑیاں
ہیں۔ (۵) **کاسِ مَن مَعین**۔ معین بہشت کی ایک نہر کا نام ہے اصل میں کاس من ماءٍ
معین آب صاف و زلال۔ یعنی نہر معین کے مصفی پانی کا پیالہ۔ تمارا صحیح تماشا۔ ترجمہ۔ پیمانہ
شراب کاس من معین (پیالہ آب صاف) کا مصداق ہے اور غلمان کے سے رخساروں والے
معشوق یعنی ساقی خوش چشم حوریں ہیں جنہوں نے مجلس بہشت آئین میں بنیاد تماشا ڈال
رکھی ہے۔ (۶) مجلس خولی میں بہشت ہے زرین پیالہ جام جم ہے۔ اور شراب کی موج کی وجہ
سے غم کے پاؤں میں زنجیریں پڑی ہوئی ہیں۔ (۷) مٹکا تہمت زدہ مریم ہے جو بکارت
ہی کی حالت میں حاملہ ہے۔ اور شراب کے بچہ سے شراب خانہ میں مسیحا کی سی رونق آئی
ہوئی ہے۔ (۸) **چنبر**۔ دائرہ۔ دف۔ ایک باجہ حلقہ چوب پر کھال سے منڈھا ہوتا ہے۔
اور اُس کے حلقہ اور کھال پر مختلف رنگ کے خطوط مدور کھنچے ہوتے ہیں **میواسا**۔ دوستی۔
ترجمہ۔ دف دائرہ کی سی شکل والی ہے جس کے دائرہ پر سینکڑوں دائرہ مختلف رنگوں کے
بنے ہوتے ہیں جنہوں نے کہ آپس میں مشورہ کر کے دوستی کی بنیاد ڈال رکھی ہے۔ (۹)
سارنگی خمیدہ پشت بڑھیا ہے۔ جو بے عفت ہونے کی تہمت زدہ ہے اور جس نے ہر دم
اپنے اونچے نیچے کی سر کی آواز سے شور و غوغا کی بنیاد رکھ چھوڑی ہے۔ (۱۰) **بلبلہ** صراحی شراب
بکر۔ دوشیزہ۔ ترجمہ۔ شراب جو چاندی کی صراحی میں ہے وہ گویا ایک دوشیزہ ہے جسے
خوشی کا حمل ٹھہرا ہوا ہے۔ اور جس نے اپنے زریں شعلوں کی وجہ سے ید بیضا کے سے
معجزات ظاہر کر رکھے ہیں۔ (۱۱) مطربوں نے صف باندھ رکھی ہے۔ جن کے ہاتھ میں سارنگی
بانسری اور دف ہے۔ گویا بادشاہ کی مجلس میں ہر طرف سے خوشی کی بنیاد رکھی گئی ہے (۱۲)
سکندر کی سی شان و شوکت والا بادشاہ طہمورث کے سے غلام رکھنے والا ہوشنگ جو کہ
بخشش کرنے کے وقت اپنے ہاتھ کے بادل سے چمکتے ہوئے موتی گراتا ہے۔

مطلع ثانی

(۱) صبح کا وقت ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے آسمان کے کناروں پر عمداً خون
گرا دیا گیا ہو۔ یا آسمان نے سبز ریشم کے فرش پر چین کا اطلس گرا دیا ہو۔ (یا کاغذ پر شنگرف
اور ہیرے پر یاقوت پڑا ہے۔ اور زمرد کے تھال کے ارد گرد سرخ یاقوت گرا ہوا ہے

Marfat.com

(۳) صبح کی تلوار چمکنے لگی۔ جس کی وجہ سے ستارے آسمان سے جلتے رہے۔ اس سے رات کا پتہ پانی ہوگیا۔ اور ستارۂ زہرہ کا تمام صفرا جاتا رہا۔ (۴) فریدون نے اپنا جھنڈا بلند کیا اور موسم خزاں کے لشکر کو شکست ہوگئی۔ اور صبح نے سردی کو دُور کرنے کے لئے پھونکیں مار مار کر شفق کی آگ روشن کردی (۵) یا ناگاہ رات کے خون کو جس میں کہ سوداد (سیاہی) ظاہر ہونے لگی تھی۔ آسمان نے خون کے نشتر سے اس کا سودا دفع کرنے کے لئے (یہ خون گرایا ہے۔ جب مادہ سوداوی غالب آجائے تو خون میں غلظت پیدا ہو کر خون سیاہ ہو جاتا ہے۔ جس کا علاج اطباء کے نزدیک فصد کھولنا ہے۔ گویا رات پر بھی علت سوداوی غالب آگئی تھی۔ اس وجہ سے خورشید کے نشتر سے اس کی فصد کھولدی گئی۔ (۶) یا یہ نہیں بلکہ شجاع السلطنۃ نے ارجنہ کے جنگل کے شیر کی طرح یکدم تمام دلیروں کے خون کو میدان جنگ میں بہا دیا ہے۔ (۷) **بغراخاں** ۔ خوارزم کا بادشاہ تھا **قزل ارسلاں**۔ ایک بادشاہ کا نام ہے جو ظہیر فاریابی کا ممدوح تھا۔ چنانچہ ظہیر فاریابی کا یہ ایک نہائت پُرلطف اور مشہور شعر اسی کی تعریف میں ہے ؎

تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلاں زند — نہ کرسی فلک نہد اندیشۂ زیر پائے

ترجمہ۔ وہ بادشاہ ہے جس نے اپنی جان لینے والی تلوار اور بیحد عزت کی وجہ سے قزل ارسلان کا خون گرادیا ہے اور بغراخان کی عزت کھودی ہے۔

۶۷۔ (۸) اس کا نیزہ جان کو تکلیف دینے والے سانپ کی طرح ہے۔ جو اژدہا کی طرح آگ برسانے والا ہے۔ جس سے وہ دغاباز دشمن کے جسم پر افعی کا زہر گراتا ہے۔ (۹) **سمندر**۔ ایک جانور ہے۔ جو آگ ہی میں پیدا ہوتا ہے اور آگ میں ہی رہتا ہے۔ **ترجمہ**۔ اس کی تلوار سمندر کی سی طینت والی۔ طوس اور ہند کی فطرت والی۔ رومیوں اور زنگیوں کی سی ہیبت والی ہے جو اعضا سے آگ نکالتی ہے (طوس و ہند کی تلواریں مشہور تھیں) (۱۰) آگ کے دل والی اور فولاد کے سے رنگ والی شکل میں آنکس جیسی ہے جو کہ ہاتھیوں کے سر پر سے ایک ایک کر کے فیل قامت بہادروں کا خون گرادیتی ہے (۱۱) اقبال و دولت اسکے شائق ہیں۔ مدد اور نصرت اس پر عاشق ہے۔ ہمیشہ اس کی عذرا (. . . . . کے منہ پر وامق کے آنسو (اعداد کا خون) گرے رہتے ہیں۔ (۱۲) یہ ستاروں کے اجسام نہیں جو سر طرف سے موتیوں کی طرح ظاہر ہو رہے ہیں۔ بلکہ اس کے موتی گرانے والے ہاتھ کا ترشح

Marfat.com

آسمان کے طاق پر جا گرا ہے۔ (۱۳) اس کی طبیعت ایک پھلدار درخت ہے۔ اس کی سخاوت شگوفے اور اس کی مہربانی کا پھل ہے ہمیشہ دنیا کے باغ (آسمان) میں اس کی شاخوں سے پھل گرتے ہیں (دوسرا مصرعہ اس طرح چاہیئے ہے پیوستہ از شاخش ثمر در باغ دنیا ریختہ۔ (۱۴) عقلمندی کی وجہ سے اس کے پاؤں سورج اور مشتری پر ہیں۔ اور اپنی بلند طبیعت کی وجہ سے اس نے آذر مہینے کی آبرو بھی گرا دی ہے۔ (۱۵) اس کا نیزہ اپنی زہر آلود نوک سے دشمنوں کے قتل میں لگا ہوا ہے لیکن دوستوں کے حلق میں اس زہر سے حلوا گر رہا ہے (۱۶) جب سے بادشاہ نے اپنے ہاتھ کے بادل سے مشرق و مغرب میں موتی گرائے ہیں۔ تب سے سیپی بھی سمندر کی تہ میں اپنی خجالت کا اقرار کرتی ہے۔ (۱۷) اس کی تلوار شکل میں ہلال جیسی اور چمک میں ید بیضا جیسی ہے۔ اس کا برج اعداء کا جسم ہے جس کی وجہ سے اس کی (دشمن کی) شکل جو ذالی سی بن جاتی ہے (دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں)۔ (۱۸) **لات و عزّیٰ**۔ دو بتوں کے نام ہیں جو رسول اکرمؐ کی بعثت سے پہلے کفار نے خانہ کعبہ میں رکھ چھوڑے تھے۔ **اصنام** جمع صنم بت۔ ترجمہ۔ اس کے عہد میں ظلم کے بت عدم کی خاک پر گر گئے۔ جسطرح کہ خانہ کعبہ کے طاق سے لات و عزیٰ گر گئے تھے۔ (۱۹) اے وہ بادشاہ کہ تیرا نام جانوں کا تعویذ ہے۔ اور تیرا عہد خوشی و خرمی کا عہد ہے۔ آسمان کے ہاتھ نے تیرے پیالے میں مصفی شہد ڈال رکھا ہے۔

(۲۰) سدہ۔ آستانہ۔ صدرہ۔ بالاخانہ۔ فرّ۔ رعب و داب۔ شان و شوکت۔ ترجمہ۔ اے وہ شخص کہ تیرا آستانہ ہونے کی وجہ سے زمین بھی بلند عرش کے بالاخانہ پر ناز کرتی ہے۔ اور تیری شان و شوکت پر خداوند تعالیٰ نے رعب و داب گرایا ہے (اضافہ کر دیا ہے) (۲۱) تیری تلوار خون کی حاملہ ہے اور خون کی وجہ سے اس کے پہلوؤں میں گلشن بنے ہوئے ہیں وہ لڑائی کے دن ہر جسم سے سینکڑوں خون کی ندیاں جاری کر دیتی ہے۔ (۲۲) **انگلیوں** ایک مصور کا نام ہے۔ مصوری کی ایک کتاب کا نام بھی ہے۔ موتی مردہ۔ ترجمہ۔ تیرے قلم نے اپنی تحریر کی وجہ سے انگلیوں کے نقش و نگار پر بھی قلم پھیر دیا ہے اور اپنے دم سے مردوں کے جسموں میں بھی بلند روح ڈال دی ہے۔ (۲۳) اس دریا نشین ہندی تلوار کے ڈر سے تیر فلک (منشئ فلک عطارد) بھی گوشہ نشین ہو گیا ہے۔ اور آستین میں سر بیچا کر اپنی نرگس شہلا (آنکھوں) سے موتی (آنسو) گرا رہا ہے۔ (۲۴) وہ ایک خوبصورت خط و خال والا سانپ ہے جس پر کہ ہر رنگ کے نقطے ہیں اور دشمن کے حلق میں وہ بغیر غلطی

Marfat.com

کئے آشکارا طور پر زہر گرادیتا ہے (۲۵) لوگ تو ملک چین سے کستوری لاتے ہیں۔ لیکن وہ (کستوری لینے کے لئے مراد سیاہی) مغرب زمین میں جاکر کستوری تحفہ لایا۔ اور ملک چین میں اس نے اپنا فرمان شاہی بھیجا (مشک سے مراد سیاہی ہے چین شکن کو بھی کہتے ہیں۔ اور خط لغرا پیچدار ہوتا ہے۔ مغرب زمین سے دوات مراد ہے۔ کیونکہ مغرب زمین کے لوگ سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں)۔ (۲۶) کبھی وہ ہندوستان میں جاکر اپنے دہان کو عنبر سے پُر کرلیتا ہے اور پھر طوطی کی طرح لوگوں کی جان کے حلق میں اپنی آواز سے شکر گراتا ہے (یہاں بھی ہندوستان سے دوات مراد ہے۔ ہندوستان کے لوگ سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں)۔

۶۹۔ (۲۷) جلباب۔ چادر۔ جس روز سپاہ کی گرد کی وجہ سے سورج اور چاند بھی ڈھاٹا باندھ لے۔ تو ہر طرف سے بینا آنکھوں میں گرد راہ پڑ جاتی ہے۔ (۲۸) جنگل خون کے دریا بن جاتے ہیں۔ اور صحرا خون کے دریائے سیحون بن جاتے ہیں۔ اور خاک اور پتھروں پر ہر طرف سے خون کا دریائے جیون جاری ہو جاتا ہے۔ (۲۹) ہرّا۔ مہیب آواز نعرہ۔ غوغا۔ نمک بر آتش افشاندن۔ شور وغوغا کرنا کیونکہ نمک آگ پر ڈالنے سے چٹختا ہے۔ سیماب در گوش افگندن۔ بہرا بنانا زمین میں آسمان کے ہاتھوں شور مچ رہا ہے اور مہیب آوازوں سے فرشتوں کے کانوں میں بھی تو پارہ پڑا ہوا دیکھیگا یعنی جہان کے شور سے فرشتے بھی بہرے ہو رہے ہیں۔ (۳۰) بارہ۔ قلعہ۔ بارۂ پولاد خار۔ گھوڑا۔ پیل بالا۔ پیل قامت بہادر۔ ترجمہ۔ فولاد پہننے والے بہادر لڑائی میں زبردست گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک ہندی اژدہا (ہندی تلوار) سے فیل قامت بہادر کا خون گراتا ہے۔ (۳۱) لڑائی کے وقت ہر طرف سے خون گرانے والی تلواروں کی وجہ سے قربان ہونیوالوں کے جسموں سے عید الضحیٰ کی طرح خون گرتا ہے۔ (۳۲) صارم۔ تلوار۔ سلب۔ خوشن خفتان ذات لہب شعلے مارنے والی آگ۔ ترجمہ۔ ہر ایک ہندی نسب تلوار اپنے جسم پر چینی جوشن پہن لیتی ہے۔ (خون سے سُرخ ہو جاتی ہے) تو لوگوں کی جانوں کی کھیتی پر شعلے مارنے والی آگ گراتی ہے۔ (۳۳ و ۳۴) کف۔ جھاگ۔ ہالہ۔ نمبرا۔ زمین۔ ترجمہ۔ جب تو جھاگ دار لبوں سے ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے صف سے باہر نکلتا ہے اور تیرے چاند جیسے چہرے پر زمین کی گرد کی وجہ سے ہالہ ہوتا ہے تو تیری تلوار جو اکیلی ہی ایکدم میں سینکڑوں کا خون گراتی ہے۔ جس میں دشمن کے خون سے دریائے ارس جاری کر دیتی ہے

Marfat.com

(۳۵) ہر ایک آدمی اپنی جان بچانے کے لئے میدانِ جنگ میں اسباب بھی چھوڑ جاتا ہے۔ لیکن تیرا دشمن بیوقوفی سے اسباب کی بجائے جان پھینک جاتا ہے۔ (۳۶) اے وہ بادشاہ کہ آسمان کا گھوڑا تیری سواری ہے۔ تیرے لشکر میں فتحمندی پیدل چلتی ہے۔ تیرے ستارے نے جالنوں کے طور پر تجلّی کا نور گرایا ہے۔ (۳۷) جان کے لئے تیری تلوار مرگ ناگہاں کی مانند ہے۔ جو ناگہاں تیرے دشمن کی جان لے کر اس کا خون گرا دیتی ہے۔

(۳۸) اے منصف بادشاہ تیری سخاوت کے سامنے دریائے اعظم ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی سقّہ نے راستہ میں پانی چھڑک رکھا ہو۔ (۳۹) تو رس جب تو نے رے میں ماہ فرودین میں عید کا جشن کیا تو پھر تو نے ممالک مشرق (خراسان) کی طرف رے (طہران) سے ایک ہنگامہ کی بنیاد ڈالدی (بہ رے کی جگہ زرے پڑھو)۔ (۴۰) **جشن سدہ** ۔ وہ جشن جو جمشید نے آگ معلوم ہونے پر کیا تھا۔ ایران میں ماہ بہمن کی دسویں تاریخ کو یہ جشن منایا جاتا ہے۔ آتشکدہ ۔ ایک شہر کا نام ۔ نار موصدہ ۔ وہ آگ جسے جلاکر دروازہ بند کر دیا جائے اور وہ اندر ہی اندر بھڑکتی رہے۔ اس صورت میں جب اُسے کھولا جائیگا تو اس کے شعلے زیادہ تیز ہونگے۔

ترجمہ ۔ پار سال آتشکدہ میں جب تو نے جشن سدہ کیا تو اپنے قہر سے اپنے اعدا کی جان پر بھڑکتی ہوئی "آگ" تو نے گرائی۔ (۴۱) **نقل** ۔ شراب کے بعد جو کھایا کرتے ہیں ۔ مہنّا ۔ خوشگوار ۔ امسال بھی تو نے ششش طراز میں جمشید کے سے جشن کو آراستہ کیا اور اپنی بخشش کی وجہ سے لوگوں کی جانوں کے حلق میں خوشگوار نقل ڈالا (ششش طراز شہرے در ایران)۔ (۴۲) **کندر** ۔ مصطگی کی قسم کا ایک درخت ہوتا ہے جس کی لکڑی خوشبودار ہوتی ہے معطرا ۔ خوشبودار ۔ تر و تازہ ۔ ترجمہ ۔ بہت سے شراب کے پیالے جمع کئے اور کندر جلایا اور دہکتی ہوئی انگیٹھی میں تر و تازہ عود گرایا ۔ (۴۳) خدا کرے تو عیش و عشرت کرتا ہے تاکہ آئندہ سال خدا کی مدد سے دین کی بنیاد تو بخارا میں جا رکھے (۴۴) اے بادشاہ میں قاآنی دوسرا خاقانی ہوں۔ نہیں بلکہ اس روشن نظم سے میں نے خاقانی کی عزت بھی کم کر دی ہے۔ (۴۵)۔ **بیرنگ** ۔ نقشہ ۔ خاکہ ۔ آج میں شاعری میں عنصری کا قائم مقام ہوں۔ دری الفاظ کے نقش سے میں نے معانی کا نقشہ تیار کیا ہے۔

۷۔ (۴۶) جب تک ان اشعار کا دنیا کے صفحہ پر نشان ہے۔ تب تک ہر وقت انکی بدولت دانا آدمی کے کانوں میں خزانے اور موتی جمع ہوتے رہیں گے۔ (۴۷) تیرا شگون مبارک

Marfat.com

رہے اور تیرے سال و ماہ ہمیشہ رہیں۔ اور خدا کے اچھے ناموں سے تیرے حالات پر ہدایت کا نور گر رہا ہے۔ (۴۸) ریاست کا محل تیری منزل شاہی مجلس تیری محفل۔ اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے تیرے دل پر بخشش کا فیض نازل ہوتا رہے۔

قصیدہ ۲۰

شجاع السلطنتہ حسن علی مرزا کی تعریف میں

(۱) کل رات وہ دلبری کے برج کا چاند جب دروازے سے آیا۔ تو اس کی ذرہ پروری کی وجہ سے میرا سر آسمان سے جا لگا (یعنی مجھ ذرہ پر بڑی مہربانی کی)۔ (۲) دونوں گیسوؤں کی کمند اور دونوں ابروؤں کی کمان سے اس نے جادو کے دونوں ہاتھ باندھ دیئے تھے! اور آسمان کو بھی چکر میں ڈال رکھا تھا۔ (۳) **طغان** ۔ بادشاہ کا نام ہے۔ **کبوتری زدن** ۔ قلابازیاں کھانا ترجمہ ۔ اگر اس کی دونوں زلفوں کو سیاہ طغان دیکھ لے تو کبوتر کی طرح اسکے دروازے پر قلابازیاں کھانے لگے۔ (۴) اس کا سمن جیسا صاف سینہ اور یاسمن جیسے تر رخسار شیخ و برہمن کا مقصد اور بتاں آذری کا رشک تھے (یعنی شیخ و برہمن اسکی پرستش کے متمنی تھے)۔ (۵) اسکے چہرے کی وجہ سے آسمان کا چاند اس کے کوچے کا خاک نشین تھا اور سیاہ پتھر کی (اسکی) زلفوں سے (تشبیہ دینے کی وجہ سے) عنبر کی سی ترویج ہو جاتی تھی۔ (۶) سرو اور چنبیلی کی غیرت مروزن کی جان کی آفت میری عقل و ہوش کی غارت کرنے والی اور چاند اور مشتری کے لئے باعث حسرت تھا۔ (۷) اس نے کہا کہ اے تکالیف کے اسیر اور رنج و غم کے مارے ہوئے کب تک تو مصائب کی پویہ چال سے موت کے مراتب طے کرتا رہیگا۔ (۸) **سکندری خوردن** ۔ ٹھوکر کھانا۔ زمانے کے غم کا جہان کے سکندر (بادشاہ) کے سامنے جا کر شکوہ کر۔ تاکہ جان کے خوف سے تو ہر قدم پر ٹھوکر نہ کھاتا رہے۔ (۹) جہان کا بادشاہ حسن علی۔ پہلوانی کے میدان کا سوار۔ بہادری کے جنگل کا غازی اور سرداری کے آسمان کا سورج ہے۔ (۱۰) شمسہ ۔ وہ چھوٹے چھوٹے آئینے جو پرانی وضع کے محلات میں چھتوں میں لگتے تھے۔ ترجمہ ۔ وہ بادشاہ کہ جس کے شان و شوکت کے محل میں آفتاب بھی شمسہ ہے اور جس کی بزم عیش میں ہلال بھی ساغر کا کام دیتا ہے۔ (۱۱) پور آبتیں ۔ فریدوں ۔ **گاؤ سر** ۔ فریدوں کے گرز کا نام تھا ۔ وہ آک ضحاک ۔ حمیر ۔ اس قبیلہ کا نام ہے جس میں سے ضحاک تھا۔ اور گاؤں کا نام بھی ہے جو

Marfat.com

بیابان عرب میں ہے اور جہاں کے بھیڑیئے اور اژدہا بڑے خونخوار ہوتے ہیں. تناسب الفاظ ہے.
ترجمہ - وہ بادشاہ ہے جس نے فریدوں کی طرح اپنے گرز سے ضحاک کے مغز کو بھی حمیر کے سانپوں کا لقمہ بنا دیا ہے یعنی ضحاک کے کندھوں پر جو سانپ تھے انہیں وہ ہر روز دو آدمیوں کے مغز کھلایا کرتا تھا لیکن ممدوح نے ضحاک کے مغز کو طعمہ مار بنا دیا ہے (۱۲) آسمان کا ہرن (آفتاب) اس کا مطیع اور آسمان کا شیر (برج اسد) اسکے جال میں ہے آسمان کا ملک (اسکے) مقصد کے موافق ہے اور فرشتوں پر بھی اسے برتری اور غلبہ حاصل ہے اور ہر فرشتہ اسکی مددگاری میں ہے (ہر ملکش بیاوری پڑھو). (۱۳) زرتشت کی آگ اگر خاص و عام کا قبلہ بن گئی تھی (تو کیا ہوا) بادشاہ کے گھر کی خاک کو دیکھ کہ (وہ گھر) آدمی اور جنات کا عبادت خانہ بنا ہوا ہے -

(۱۴) خلخ - ایک علاقہ کا نام ہے جہاں کے غلام سرخ رنگ کے ہوتے ہیں - بربر افریقہ میں ہے - ترجمہ - دن کا رومی (خود دن) اس کے سامنے خلخ کے غلام کی طرح کھڑا ہے اور شام کا حبشی (خود شام) اسکے دروازہ پر بربر کے سپاہی کی طرح کھڑا ہے (۱۵) طوس - ایک شہر کا نام ہے اور ایک آدمی کا نام بھی تھا حسام - تلوار - سام یل رستم - سپری طے کرنا - آخر تک پہنچانا عاجز کرنا - ترجمہ - اگر طوس میں کوئی دیو کو پھاڑ کھانیوالا تھا تو رستم سے تلوار سے جلدی ہی اسے مغلوب کر لیا - (۱۶) اسی طرح جس نے اپنی بدقسمتی سے دشمنی کی وجہ سے اژدہا بننے کی کوشش کی تو بادشاہ نے اسے طوس میں شہر بند کر دیا - اور اسے پھاڑ کر اس کا خون گرا دیا - (۱۷ تا ۱۹) روئی تن یار روئیں تن - اسفندیار - یل - پہلوان - بہادر - روئی - یار روئیں کانسی - ترجمہ - بہادر رستم نے باوجود اسقدر بہادری کے دریائے ہیرمند کے کنارے تھک کر اسفندیار کی طرف سے باگ پھیر لی - اور کہا کہ چونکہ اسکے جسم پر زردشت نے جادو کر دیا ہے - اسلئے تیر و نیزہ اسکے جسم پر کارگر نہیں ہوتے خبردار اب اسفندیار کہاں ہے - تا کہ باوجود اس کانسی کا جسم رکھنے کے بادشاہ کے تیر سے اسکا جسم رکھنے کے بادشاہ کے تیر سے اس کا جسم زرہ جیسا بن جائے (چھد جائے) - (۲۰) اے ملک جمشید (ایران) کے فتح کرنے والے آسمان کی سی حشمت والے بادشاہ اور ملک عجم کے حاکم اور نوذر کے تاج کے وارث (نوذر منوچہر کے لڑکے کا نام تھا) - (۲۱) غاشیہ - زین پوش - غاشیہ بردار - سائیس - تنگاور - تنومند گھوڑا مرکب - رسالہ لشکر سواروں - ترجمہ - آسمان تیرے سواروں کے سامنے اپنے کندھے پر زین پوش اٹھا لیتا ہے (تیرے سواروں کا سائیس ہے) (اور تیرے لئے) آسمان تیز رو (گھوڑا) - اور ماہ نو تیری باگ ہے - (۲۲) تیرا غصہ جانگزا سانپ ہے اور تیرا تیر آگ کو کاٹ

Marfat.com

پہننے والا ہے۔ تیری شخصیت ہوشنگ جیسی ہے۔ پھر تو جشن کیوں نہ منائے۔ پہلے مصرعہ میں "حشم" چاہیئے۔ (۲۳) گرد۔ واپس آنا۔ دوتا ہونا۔ دائرہ۔ ترجمہ۔ آسمان نے پہلے چاہا کہ دائرے کی شکل اختیار کرے۔ تاکہ وہ مرکز کی طرح تجھے اپنی گود میں جگہ دے سکے۔ (۲۴) نہیں میں نے غلط کہا بلکہ آسمان تو تیرے سامنے نقطے کی طرح ہے اور تیری چوگان بننے کے لئے اس نے گیند جیسی گولائی اختیار کر لی ہے (۲۵) بادشاہی تو تجھے ہی زیبا ہے۔ ورنہ (تیری بادشاہی کے علاوہ) سلطان ملک شاہ کی شان و شوکت اور سلطان سنجر کی جاہ و حشمت تمام لغو ہے (لائع۔ ہرزہ۔ بکواس بیہودگی) (۲۶) تیرا بخشش کرنے والا ہاتھ بخشش کی وجہ سے بہمن کے مہینے کے بادل کی غیرت ہے اور تیری سخاوت کرنیوالی طبیعت سخاوت کی وجہ سے ماہ آذر کے بادل کے لئے باعث رشک ہے (۲۷) دستخوان۔ آخری بازی۔ جب کھیلنے والا سب مال و اسباب ہار کر اپنے خون کی بازی لگائے۔ ششدر۔ شطرنج میں ایک خانہ ہوتا ہے جس میں اگر مہرہ پھنس جائے تو جب تک وُہ زیر نہ مرے نہیں نکلتا۔ ترجمہ۔ نصیب کا پانسہ تیرے ہاتھ ہے۔ داؤ پر داؤ کر۔ تاکہ آخری بازی میں آسمان کے داؤ (مہرہ) کو تو ششدر کے خانہ میں لے جائے (۲۸) اگرچہ تو نے اپنی تلوار سے جعفری دین کو رونق دی ہے۔ لیکن اپنی سخاوت سے جعفر برمکی کی سخاوت کی رونق کم کر دی ہے (دین جعفری سے مراد شیعہ مذہب۔ منسوب بہ امام جعفر صادق علیہ السلام۔ دوسرے جعفر سے جعفر برمکی جو ہارون رشید کا وزیر تھا)۔ (۲۹) بحر چارم میں۔ چوتھا آسمان۔ آفتاب بھی چونکہ فلک چہارم پر ہے۔ اس لئے کہا گیا ہے۔ ترجمہ۔ آفتاب بھی تیری رائے کی شرم سے اپنی پیشانی کے پسینے ہی میں چوتھے سمندر میں غرق ہو جائے اگر وہ شناوری کرے (۳۰) اگر تیرا دشمن اس عہد میں انا الٰہی (میں بھی کچھ ہوں) کی لاف مارے۔ تو تمام دنیا کو سامری کی حرکات کا پتہ ہی ہے (سامری اور موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا جا چکا ہے)۔ (۳۱) اے بادشاہ چونکہ حبیب (قاآنی) تیری مداحی کا دعویدار ہے۔ اس لئے تعجب نہیں۔ اگر وہ اپنے کلام کی وجہ سے انوری پر بھی فخر کرے۔ (۳۲) لیکن اس کی جان پر ہر وقت آسمان سے غم ہی نازل ہوتے ہیں۔ کیسا اچھا ہو۔ اگر تیری مرحمت سے اس کی جان کا غم صاحب فراموش ہو جائے (بستر مرگ پر لیٹ جائے)

۴۷۔ (۳۳) ہنر کی جنس کو وہ اگر تیرے سامنے نہ لائے تو کہاں لیجائے۔ تو جانتا ہے کہ اس ملک میں شاعری باعث شرم ہو گئی ہے۔ (۳۴) غبی۔ گمراہ۔ بولہب۔ کافر کا نام ہے جس کے حق میں سورۃ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ وَّتَبَّ نازل ہوئی تھی۔ ابوذر غفاری۔ حضرت کے صحابی تھے۔

مولف۔ دوست الفت کرنے والا۔ ترجمہ۔ جب تک ہر ایک جسم کی نجات دینِ احمدی سے ہو۔ اور جب تک ہر دل کی صفائی حضرت علیؓ کی محبت سے ہو۔ تب تک تیرے دشمنوں کو ابولہب کی سی ضلالت و گمراہی نصیب ہو۔ اور تیرے دوستوں کو حضرت ابوذر غفاریؓ کا سا مرتبہ حاصل ہو۔ تیرے دوستوں کا چہرہ اور تیرے دشمنوں کا رنگ۔ یہ تو خوشی کے باعث گل معصفر بنا ہے (یعنی دوست) اور وہ (دشمن) رنج و غم کی وجہ سے زعفران کے سے رنگ والا (زرد) رہے۔

قصیدہ نمبر ۲۱

بادشاہ کے مقرب معتمد الدولہ منوچہر خاں کی تعریف میں

(۱) میرا معشوق سرو کی مانند تھا اگر سرو میں طاقت رفتار ہوتی۔ اور میرا سرو (معشوق) چاند کی مانند تھا۔ اگر چاند باتیں کر سکتا۔ (۲) وہ بالکل چاند ہی تھا۔ اگر چاند سرو کی طرح زمین پر ہوتا۔ وہ بالکل سرو ہی تھا۔ اگر سرو چاند کی طرح قوتِ رفتار رکھتا۔ (۳) سرو کے پاس اگر چاند اور چاند کے پاس اگر ٹہلتا ہوا سرو ہو۔ تو میرا سرو (قد معشوق) چاند جیسا اور میرا چاند (رخ معشوق) سرو کی مانند ہے۔

(۴) چاند اگر گایا کرتا اور سرو اگر جان رکھتا۔ تو (میرا معشوق) قد میں سرو کی مانند اور رخساروں میں چاند جیسا تھا۔ (۵) اگر سرو لوگوں کے ساتھ باتیں کر سکتا تو وہ بالکل سرو ہی تھا۔ اور اگر چاند چاہ زنخداں رکھتا۔ تو وہ بالکل میرا (معشوق) چاند تھا۔ (۶) سرو اگر کمان کھینچنے والا اور چاند اگر زرہ پہننے والا ہوتا تو میں اُسے چلنے والا سرو اور پورا چاند کہتا۔ (۷) اگر سرو میں چھل کستوری میں شکن اور چاند کی پلکیں ہوتیں۔ تو اس کا قد سرو بال کستوری اور چہرہ چاند تھا۔ (۸) اگر آفتاب ٹھوڑی کا گیند اور سیاہ زلفوں کی چوگان رکھتا۔ تو میں اُسے بے شبہ آفتاب کہتا (۹) اگر ریشم نرمی کے باوجود آہن جیسا سخت دل رکھتا تو وہ نرمی میں بالکل ریشم تھا۔ (۱۰) اگر گل لالہ اپنے گرد اس کے سیاہ خط کی طرح ایک ریحان کا باغ رکھتا۔ تو اس کے رخسار بالکل گلِ لالہ تھے۔ (۱۱) بہشت اگر (میرے) معشوق جیسی حوریں اور غلمان رکھتا۔ تو کوئی شخص بہشت کی محرومی کے خوف سے گناہ نہ کرتا۔

(دوسرے مصرعہ میں "از" کی بجائے "ار" چاہیئے)۔ (۱۲) اگر اس پری وش کا فراق (مجسم) مجنوں ہوتا۔ تو ہر شخص میری طرح بریاں جان۔ ننگا جسم اور روتی ہوئی آنکھیں رکھتا۔

(۱۳) - (۲۳) اگر پری رندوں جیسی عادات اور لعل جیسے لب اور موتی جیسے دانت رکھتی۔ میرا شہر آشوب معشوق بالکل پری کی مانند ہی تھا (۱۴) اے شرابِ نوش اور عہد کو توڑنے والے معشوق

کاش کہ تو عاشقوں جیسی خو اور عہد کی پاسداری رکھتا (دوسرے مصرعہ میں پہچان سے پہلے "دا" نہیں چاہیئے)۔ (۱۵) اگر بدخشاں ایسے چمکتے ہوئے لعل رکھتا ہے۔ تو کیا ہوا تیرے لب بھی تو ایسے لعل ہیں جو آفتاب سے بھی خراج وصول کرتے ہیں (۱۶) جو کوئی تیری بٹی ہوئی زلفوں جیسی دلائل رکھتا ہے وہ تیرے رخسار کی طرح حسن کے دعوے میں سچا ہے۔ (۱۷) اگر جہان کے سردار کا عدل ملک کو آباد نہ کرتا تو تیرے حسن کی شورش بادشاہ کے ملک کو ویران کر دیتی (۱۸) زمانے کا منصف منوچہر خاں کہ اگر چوتھا آسمان ایسا آفتاب رکھتا تو اپنے سر کو فخر کی وجہ سے عرش سے ٹکراتا۔ (پہلے مصرعہ میں "بر" کی بجائے "سر" چاہیئے) (۱۹) اگر ایسا دانا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام رکھتے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ سے دیو انگوٹھی کہاں لے جا سکتا تھا۔ (آصف حضرت سلیمانؑ کے وزیر کا نام تھا۔ باقی انگشتری کا قصہ تو مشہور ہی ہے)۔ (۲۰) اگر پہاڑ راستہ طے کرنے والا ہوتا۔ تو اس کا گھوڑا پہاڑ تھا۔ اگر بجلی بارش بھی رکھتی تو اس کا خنجر بجلی ہی تھی۔ (۲۱) اگر تیز دانتوں والا شیر پنجوں کی بجائے نیزے اور دانتوں کی بجائے تلوار رکھتا۔ تو لڑائی کے وقت میں اسے تیز دانتوں والا شیر کہتا۔ (۲۲) اگر مست ہاتھی جان لینے والی کمند سے پیچ و تاب کھانے والی سونڈ رکھتا۔ تو لڑائی کے دن میں اسے مست ہاتھی۔ (۲۳) اگر چلتی ہوئی ہوا بجلی کی سی جنبش کوہ شہلان کی سی شان و شوکت رکھتی تو میں اس کے گھوڑے کو چلتی ہوئی ہوا کہتا (۲۴) اگر بادل اس کے دشمن کی طرح رونے والی آنکھ رکھتا۔ تو مشرق و مغرب کے رہنے والے سر سے پاؤں تک غرق ہو جاتے۔ (۲۵) بجلی اگر موجیں مارنے والے بادل کی طرح طوفان رکھتی۔ تو میں اس کے خون گرانیوالے خنجر کو چمکتی ہوئی بجلی کہتا۔ (۲۶) بر جیس۔ ستارہ مشتری۔ قاضیٔ فلک جو چھٹے آسمان پر ہے۔ کیوان۔ ہندوئی فلک جو ساتویں آسمان پر ہے۔ ترجمہ۔ اگر اس کا مرتبہ مجسّم ہوتا۔ تو شیر جیسے پنجے ہاتھی کی سی ہیبت اور سانپ کا سا زہر رکھتا۔ (۲۸) اگر اژدہا مگرمچھوں کی طرح بحرِ عمان میں قیام رکھتا۔ تو اس کے ہاتھ کی شمشیر اژدہا تھی۔ (۲۹) اگر دیو اور درندوں کو قیامت تک کے لئے لڑائی کے دسترخوان پر مہمان بلا لیتا۔ تو موت اس کی تلوار کی طرح مہماندار ہوتی (۳۰) اگر اس کے اخلاق حمیدہ کی آب و ہوا ایک دفعہ بھی زمین پر چلے تو سال و ماہ بلکہ ہر ہفتہ دنیا کو گلستان بنا دے۔ (۳۱) موت شاید اس کی جہاں سوز تلوار کی بیٹی ہے۔ ورنہ دوسرے امراض کی طرح موت کا بھی کوئی علاج ضرور ہوتا۔

۴۷۔ (۳۲) اگر وہ معن اور قاآن جیسی سخاوت رکھتا تو ہرگز سخاوت میں کوئی اسکی تعریف نہ کرتا

Marfat.com

(بلکہ اس کی سخاوت ان سے بڑھ کر ہے۔ تب ہی لوگ اسکی تعریف کرتے ہیں۔ معن اور قاآن۔ دو بادشاہوں کے نام ہیں)۔ (۳۴) اگر معن اور قاآن میں سے کوئی بھی تیرے ادنی غلاموں جیسی فضیلت اور سخاوت رکھتا ہو تو میری جان پر لعنت ہو۔ (۳۵) اگر ابر نیساں اسکی سخاوت سے نسبت رکھتا۔ تو سیپی میں اس کا ہر ایک قطرہ موتیوں کے سینکڑوں عمان بن جاتا۔ (۳۶) آرش۔ ایران کے ایک تیرانداز کا نام ہے۔ جو کئی فرسنگ کے فاصلہ پر تیر پھینک سکتا تھا۔ سور۔ خوشی۔ ترجمہ۔ اگر آرش ترکمان ممدوح کا ایسا ہوتا تو ممدوح کی طرح بہت سے سرور باطنی کی موت ترکوں کے سامنے پیش کرتا (یعنی اگر ترکمان باوجود اس قدر تیراندازی کے دشمنوں کی خوشیوں کو بادشاہ کی طرح غم سے تبدیل کر دیتا۔ تو ہم اُسے بادشاہ جیسا کہہ سکتے تھے۔ گویا بادشاہ آرش سے بھی زیادہ تیرانداز ہے۔ (۳۷) اگر اس کا خنجر چاہتا تو لڑائی کے دن خلقت کو اپنی طرح زندگی کے لباس سے ننگا کر دیتا۔ (۳۸) اگر اس کا عفو نہ ہوتا۔ تو اس کا عدل انتقام کی وجہ سے چاند کے گلے میں کتان کے تار دنگی رسی ڈال دیتا یعنی چاند کتان کو پھاڑ دیتا۔ تو یہ انتقام میں کتان کی رسی اس کے گلے میں ڈال دیتا۔ (۳۹) اس کی محبت کا دریان اگر گاہے لگا ہے قہر سے مبدل نہ ہوتا۔ تو ہرگز کوئی گنہگار گناہ کا خوف نہ رکھتا۔ (۴۰) اے ملک بخشنے والے اگر ایران شروع سے تیرے جیسا محافظ سردار رکھتا تو ابد تک آباد رہتا (۴۱) اگر سینکڑوں ملک ساری دنیا سے بڑے بھی ہوتے تو ملک بخشنے والا بادشاہ تیرے ہی سپرد کرتا (۴۲) اگر اسی طرح ملک ایران تجھی پر مقرر رہتا (تو بھی اس کا حاکم ہوتا) تو اگر روس ایران پر حملہ کرتا تو میں کافر ہوں (یعنی ہرگز ایران پر حملہ نہ کرتا) (۴۳) اگر سکندر کا حزم تیرے حزم کی طرح پائیدار ہوتا تو اس کی سلطنت کا حشر تک کب خاتمہ ہوتا (۴۴) اگر کوئی جاہل مذاق کے طور پر کہہ دے کہ یعنی قاآنی اگر دل میں ایمان رکھتا تو حب وطن رکھتا (یعنی قاآنی کو حب وطن نہیں)۔ (۴۵) تو میں اُسے کہتا ہوں کہ کوئی مومن بھی اس سے زیادہ ملک شیراز میں جان و دل سے جگہ رکھتا ہو تو میں کافر ہوں (یعنی مجھ میں حب وطن کا جذبہ سب سے زیادہ ہے)۔ (۴۶) فارس میں کوئی ایسا سخی نہیں تھا۔ جو اس کی مراد پوری کرتا۔ ورنہ وہ بیچارہ یزد اور کرمان کی طرف کیوں جاتا۔ (۴۷) جو شخص تیری طرح اپنے دل میں شیر یزداں (حضرت علیؑ) کی محبت رکھتا ہو وہ آسمان کے شیر (برج اسد) کی گردن میں بھی باگ ڈور ڈال سکتا ہے (۴۸) وہ حیدر صفدر کہ اگر کہیں غصے میں آکر وہ عرش پر چلے جاتے تو ذلت میں آسمان کو بھی زمین کے برابر کر دیتے (۴۹) اگر لڑائی کے دن ان کی معافی کا پاؤں درمیان نہ ہوتا۔ تو ان کے بازو کی ضرب اربعہ عناصر

Marfat.com

میں بھی خلل ڈال دیتی۔ (۵۰) اگر ان کی محبت کے دامن پر شیطان پنجہ مارتا (پکڑ لیتا) تو خدا کی مہربانی سے بخشش کی اُمید رکھتا۔

۵۷۔ (۵۱) یوسف علیہ السلام اگر ان کی محبت کے دھاگے پر پنجہ نہ مارتے۔ تو قید خانے کے کنوئیں کی تنگی سے کہاں خلاصی پاتے۔ (۵۲) بات کو مختصر کر۔ کہ اگر کوئی ہستی کی خلعت جسم پر واجبی طور پر پہنتا۔ تو وہ جہان ان کی ذات کے سوا کوئی نہ تھا (یعنی ہستی آپ ہی کے طفیل مکمل ہوئی)۔ (۵۳) حسان ابن ثابت۔ بڑے آتش زبان شاعر تھے۔ اور صحابی بھی تھے۔ انباز۔ شریک۔ ثانی۔ ترجمہ۔ کاش کہ اس وقت دنیا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ ورنہ ان کی (حضرت علی کی) تعریف میں وہ مجھے حسان ابن ثابت کا ثانی کہتے۔ (۵۴) اے قاآنی اپنی گفتگو ختم کر۔ کیونکہ اگر پہاڑ کے بھی سخن فہم کان ہوتے تو تیرے کلام سے وجد میں آجاتا۔

قصیدہ نمبر ۲۳

فی المدیحہ

(۱) قیر۔ سیاہ رنگ کا گوند جو جہازوں یا کشتی وغیرہ پر ملتے ہیں۔ لُک کو بھی کہتے ہیں۔ قیروان۔ نواح افریقہ میں ایک شہر ہے۔ ترجمہ۔ تو نے اپنی سیاہ زلفیں دکھا کر جہان کو قیروان بنا دیا۔ اور سورج جیسا چہرہ دکھا کر زمین کو بھی آسمان کر دیا۔ (۲) آسمان سے تو نے چاند چرا کر ناروں کی شاخ پر باندھ لیا۔ (مراد قد اور چہرہ) عمان سے تو نے موتی چرا لئے اور آنار دانہ میں چھپا لئے (مراد لب اور دانت)۔ (۳) ایک چکر لگانے والے پہاڑ کو تو نے چاندی کے سرین کا لقب دیدیا اور ایک باریک بال کو تو نے پتلی کمر سے موصوف کر دیا ہے۔ (۴) اس زلفوں کے شکار بند پر تو نے آہستہ آہستہ دل کے پاؤں باندھ لئے اور اس ابروؤں کی تلوار سے تو نے آہستہ آہستہ جان لینے کا قصد کر لیا (۵) پرچین۔ باڑ جو کھیتوں وغیرہ کے گرد لگا دیتے ہیں۔ ترجمہ۔ تو نے پھولوں کے باغ کے گرد ایک سنبل کی باڑ لگا دی۔ اور اس پرشکن باڑ سے تو نے مجھے ناتوان اور درماندہ کر دیا۔ (۶) تو نے چہرہ دکھا کر آسمان کے چاند کو بھی آستانہ سے نکال دیا۔ اور غنچہ (دہنہ) کھولا۔ تو گنج شائگاں کو بھی ضائع (بے حیثیت) کر دیا۔ (۷) تو نے اپنے چاند اور پروین کے ارد گرد دو سیاہ راتوں کی چادر ڈال دی اور یا ماچین کے قلعہ میں دو قیروان کے برج بنا دیئے (۸) جب سے تو نے اپنے روشن دن (چہرہ) پر سیاہ رات (زلفیں) کا

Marfat.com

خیمہ لگایا ہے۔ تب سے تونے میرے روز روشن کو غم کی وجہ سے شام کی طرح تاریک کر دیا ہے (۹) تونے سیاہ زلفوں کے شکن سے میرے ایمان میں خلل ڈال دیا۔ خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تونے زرہ سے تیر کا کام لیا۔ (۱۰) اے میری جان کے آرام تونے مجھ پر اتنی نامہربانیاں (ظلم) کی ہیں۔ کہ آسمان کو بھی اُس نامہربانی کے مقابلہ میں مہربان کر دیا ہے (یعنی آسمان کی نامہربانیاں اس کے مقابلے میں مہربانیاں معلوم ہوتی ہیں (۱۱) اے معشوق، اے دلبر، اے دل آرام اور اے وفادار۔ تو اس خطاب سے کہ تونے ہمیں بے نام و نشان کیا ہے شرمندہ ہوگا ؎

بروز حشر گر پرسند خسرو را چرا کشتی ‏ ‏ ‏ ‏ چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہماں گویم

(۱۲) پریاں تو لوہے سے بھاگ جایا کرتی ہیں۔ لیکن اے پری چہرہ چاند تونے ایک لوہے کے ٹکڑے (دل) کو ریشم (جسم) میں کیوں چھپا رکھا ہے۔ بالعموم جس آدمی کو آسیب کا مرض ہو۔ وہ لوہا وغیرہ دم کر کے گلے میں باندھا کرتے ہیں۔

(۱۳) اگر تیری کمر (پٹکا) پیٹی میں چھپ گئی ہے تو پیٹی سے سرین تو ظاہر ہو رہے ہیں۔ اگر تونے ایک بال کا نقصان کر لیا ہے۔ تو چاندی کا پہاڑ تو رہ ہی ہے۔ (۱۴) تونے اپنے سرین پر دو سیاہ خوشبودار سنبل (زلفیں) ڈال لئے۔ میں اس کشتی پر ناز کرتا ہوں کہ دو لنگروں کے تونے بادبان بنائے ہیں۔ (۱۵) پہلے تو تونے میرے ارغوان (چہرہ) کو زعفران (زرد رنگ) کر دیا۔ اور پھر دل اور آنکھوں کے خون سے میرے زعفران (زرد چہرہ) کو ارغوان (سُرخ) کر دیا (۱۶) خط کی وجہ سے تیرا چہرہ سیاہ ہو گیا اور یہ انہیں زلفوں کا قصور ہے۔ جنہیں تونے سینکڑوں دفعہ سیاہ کاری میں آزمایا ہے۔ (۱۷) تو کیسا کسان ہے کہ کبھی تو میرے زعفران (زرد چہرہ) میں ارغوان بوتا ہے۔ (سُرخ خون) تو کیسا رنگریز ہے کہ کبھی میرے ارغوانی رنگ کو زعفران کر دیتا ہے۔ (۱۸) میں نے تجھے نہیں کہا تھا؟ کہ تیری زلفیں چور ہیں ان کے مکر و فریب سے بیخوف نہ ہونا تو اس سے غافل ہو گیا تب ہی تو ایک موتیوں کے تھال کا تونے نقصان کر لیا۔ (۱۹) کیا کوئی شخص ہندو (چور) سے ایسا بے خوف ہوتا ہے کہ موتی اس کے سپرد کر دے۔ اے معشوق تو بہت سادہ ہے کہ اُسے تونے اپنا امانت دار بنا لیا۔ (۲۰) گھر لوٹ لینے والے حبشی کو تونے اپنی انجمن کا اختیار دیدیا۔ اور رہزن کو تونے قافلے کا رہنما کر دیا۔ (۲۱) یہ تیری زلفیں کیا وہی چور نہیں کہ ہر طرف سے دل چرا لیا کرتی تھیں۔ ان سے تونے امانت داری کہاں دیکھی تھی کہ انہیں اپنا پاسبان بنا لیا۔ (۲۲) کیا یہ تیری زلفیں وہی راہزن نہیں کہ مرد و زن کا راستہ لوٹ لینی تھیں۔ کیا سبب ہوا

Marfat.com

کہ گنج رواں کا تُو نے انہیں خزانچی بنا دیا (گنج رواں خسرو پرویز کا ایک خزانہ تھا) (۲۳) کیا تیری زلفیں وہی حبشی نہیں جو روم (چہرہ) سے اٹکی لگتی تھی۔ کیا باعث ہؤا کہ انہیں لا کر تو نے مُلک روم کا بادشاہ بنا دیا۔ (۲۴) کیا تیری زلفیں وہی کافر نہیں کہ دل و ایمان کو یکدم ہی لُوٹ لیجاتی تھیں۔ کیا وجہ ہوئی کہ تو نے اُسے کعبہ کی چار دیواری (چہرہ) کا حکمران بنا دیا۔ (۲۵) کیا تیری زلفیں وہی شیطان نہیں جو ایمان سے دُشمنی رکھتا ہے۔ کیا باعث ہؤا کہ تُو نے آدم علیہ السلام کی طرح اُن سے اپنا نقصان کرا لیا۔ (۲۶) کیا تیری زلفیں وہ کوا نہیں جس سے ہر باغ ویران ہے۔ کیا وجہ ہوئی کہ اس کو تُو نے اپنے رُخساروں کے باغ کا باغبان بنا دیا۔ (۲۷) سیاہ زلفوں پر تو نے پہلوانوں کی مٹھی جلیبی گرہ لگائی۔ اور اس افتادہ (زلفوں) کو منتر پڑھ کر تو نے پہلوان بنا دیا (کہ دل لوٹنے لگیں)۔ (۲۸) اگر آج تکبر کی وجہ سے تو نے ہمارے ساتھ سرگراں کر دیا ہے تو کیا ہؤا (کوئی بات نہیں) خبردار اے زلفو تم کیوں اس طرح درہم برہم ہو رہی ہو۔ (۲۹) کبھی تو تم چاند (چہرۂ معشوق) پر پہلو مارتی ہو۔ اور کبھی پھُول پر (رخسار معشوق) لپیٹا لاتی ہو۔ کبھی اپنے حلقوں سے گیند اور شکنوں کی چوگان بنا لیتی ہو۔ (۳۰) اے زلف چونکہ تو شکن اور گرہ رکھتی ہے۔ گویا تو نے جسم پر زرہ پہن رکھی ہے اور کینے کا تیر چلّے پر چڑھا رکھا ہے۔ اسی لئے ہمارے قد کو کمان جیسا خمیدہ کر دیا ہے۔ (۳۱) تو سانپ تو نہیں موتیوں کے خزانے پر کیوں پاسبان ہو بیٹھی ہے۔ تو کوا نہیں تو پھر شاخ صنوبر پر تو نے کیوں آشیانہ بنا لیا ہے۔

۷۷۔ (۳۳) تو مور نہیں تو پھر جنّت کے میدان پر کیوں تو نے قدم لگائے۔ تو شیطان نہیں تو بہشت کے باغ میں کیوں مقیم ہو گئی۔ (۳۳) اے زُلف تو مٹھی بھر بالوں سے زیادہ تو ہے نہیں۔ مَیں حیران ہوں کہ کس طرح تو نے جان کو تر و تازہ کرنے والی خوشبو سے جہان کو بوستان بنا دیا۔ (۳۴) شاید تو نے چین کا نافہ ہر ایک شکن میں چھپا رکھا ہے۔ اور یا تاتاری ہرن ہر ایک تار میں پوشیدہ کر رکھا ہے۔ (۳۵) ایسے خوشبودار بالوں سے خدا کی قسم مجھے تعجب آتا ہے۔ اے سیاہ زلفوں والے شاید تو نے بغل کو کستوری اور بید مشک سے پُر کر رکھا ہے (بان۔ مشک بید)۔ (۳۶) استغفر اللہ کستوری اور مشک بید میں یہ خوشبو اور نکہت کہاں ہو سکتی ہے۔ اے سیاہ زلفوں والے میرا خیال ہے شاید آستین تو نے ریحان سے پُر کر لی ہے۔ (۳۷) یہ خوشبو تو ریحان میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اے سیاہ زلفوں والے مجھے یقین ہو گیا کہ تو نے بہشت جاوداں میں اپنی جگہ بنا لی ہے (۳۸) اللہ کی قسم جنّت کی حوروں کے رُخسار میں

Marfat.com

یہ زیب و زینت کہاں ہے۔ اے سیاہ زلفوں والے شاید روح القدس (جبرائیل علیہ السلام) کو تو نے مہمان بنایا ہے (۳۹) ایسی خوشبو جو تجھ سے آتی ہے روح القدس کے دم سے نہیں آسکتی کہ جس جاں پرور خوشبو سے تو نے جہاں کو خوش کر دیا ہے۔ (۴۰) اے سیاہ زلفوں والے تو خود ہی بتادے کہ تو نے کیا کیا ہے۔ جو اس قدر خوشبودار ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ باتیں جو میں نے بیان کی ہیں ان میں سے نہ تو نے یہ کیا اور نہ وہ کیا (یعنی ان میں سے تو نے کچھ بھی نہیں کیا)۔ (۴۱) لیکن اب مجھے پتہ چل گیا ہے۔ کہ یہ خوشبو کہاں سے پیدا ہوئی ہے۔ میں یہ سربستہ راز کیوں کہوں کہ تو نے اس طرح کیا یا اس طرح کیا (۴۲) معاذ اللہ بہشت جاوداں میں ایسی خوشبو اور راحت کہاں اے سیاہ زلفوں والے شاید تو نے جنت کی حوروں سے دوستی گانٹھ لی ہے (شعر نمبر ۳۷ کے بعد ہونا چاہیئے تھا)۔ (۴۳) تو نے پوشیدہ طور پر نسیم صبح کو رشوت دی۔ اور اس سے فخر زمان (بادشاہ) کی درگاہ کا غبارہ عاریتہً لے لیا۔

قصیدہ نمبر ۲۳

جلالت مآب نظام الملک میرزا کاظم کی تعریف میں

(۱) جب جوانی کے ساتھ دولت بھی جمع ہو جائے۔ نوجوان آدمی پھر زندگی کا لطف اٹھاتا ہے (۲) نظام الملک کی طرح کہ جسے خدا نے دولت بھی دی ہے۔ اور جوانی بھی دی ہے۔ (۳) چونکہ جہان کی خوشی اس کے چہرہ پر ہی منحصر ہے اس لئے جہان شوق کے مارے کپڑوں میں پھولا نہیں سماتا۔ (۴) اس کے جسم پر حکومت کا لباس حقیقت میں کیسا خوبصورت اور با زینت معلوم ہوتا ہے (۵) اس کے نام کے ذکر سے آسمان اس طرح مست ہو جاتا ہے جس طرح شراب کا مست مغنی کی آواز سے (۶) اس کی ہمت کا ہما تنگ آشیانہ ہونے کی وجہ سے دونوں جہان میں نہیں سماتا۔ (۷) جب میں اس کی تعریف کرتا ہوں تو تمام دنیا کے اجزا میری ہمنوائی کے لئے زبان بن جاتے ہیں۔ (۸) ہنر اس کی پاک طینت میں اس طرح چھپے ہوئے ہیں جسطرح بیان میں معانی ہوتے ہیں (دوسرے مصرعہ میں میانی کی بجائے بیانی ہو تو اچھا ہے "می" زائد ہے) (۹) اس کی مدح کی خواہش سے لفظوں کے احسان کے بغیر ہی دل سے معانی سنائی دیتے ہیں (۱۰) اس کے دل کا سمندر ناپیداکنار ہونے کی وجہ سے عرش کے محیط کو اپنی مثال بناتا ہے (۱۱) وہ حقیقتوں میں اس طرح باریکیاں درج رکھتا ہے۔ جس طرح ثانیوں میں ثالثے مضمر ہوتے ہیں۔ یعنی جس طرح دو منٹوں میں تین سیکنڈ

پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح اس کی سچی باتوں میں باریکیاں ہوتی ہیں (۱۳) وہ سخاوت کی محبت کی وجہ سے خلقت کے دل ہی میں اُمیدوں کے چہرے اور رخسار دیکھ لیتا ہے (۱۳) سبع المثانی۔ سورۃ فاتحہ کو بھی کہتے ہیں۔ اور قرآن مجید کو بھی۔ ترجمہ۔ اس کا کلام موتیوں کی لڑی جیسا ہے۔ اور اس کا بیان دوسرا قرآن شریف ہے (نعوذ باللہ)۔ (۱۴) واہ واہ اے وہ بادشاہ کہ آسمان کا گھوڑا تیرے عزم کے گھوڑے کا ہم عنان نہیں ہو سکتا (مقابلہ نہیں کر سکتا) (۱۵) ملک شاہ۔ بادشاہ کا نام ہے۔ جس کا وزیر نظام الملک تھا۔ ترجمہ۔ بادشاہ اول ملک شاہ ہے۔ اور تو اس کے سامنے ثانی نظام الملک ہے (یعنی حقیقت میں ملک شاہ جو پہلے ہو چکا ہے۔ وہ پہلے نہیں تھا۔ قدر کے لحاظ سے بھی بادشاہ پہلے ہے) (۱۶) تیرا دشمن نقطۂ موہوم کی طرح بے نشانی کی وجہ سے نظر ہی نہیں آتا۔ (۱۷) آسمان اگرچہ زبردست اور غالب ہو۔ تیرے ساتھ وہ پہلوانی نہیں کر سکتا۔ (۱۸) کیونکہ رستم کی کمند کے جب حلقے درست ہو۔ تو پھر کاموس پہلوان باشندۂ کش و نخشب اس کی تاب نہیں لا سکتا۔ کش۔ نام شہر۔ جسے نخشب و سبز بھی کہتے ہیں۔ (۱۹) آسمان تیرے دشمن کی ہر وقت اس لئے ہنسی اُڑاتا ہے۔ کہ اس کے بخت کا چہرہ وہ زعفرانی رنگ کا دیکھتا ہے۔ (۲۰) تیرا عزم اور حزم کشتیوں میں یہ کام دے سکتا ہے۔ کہ یہ تو لنگر بنے اور وہ بادبانی کرے (سفائن جمع سفینہ) (۲۱) کان سے زر کان مسکوک نکلتا ہے۔ اس شوق سے کہ اُسے تو جلدی سے بخشدے (۲۲) اے آقا اس پُرانے مدح سے تو تھوڑا سا ناراض ہے۔

۹۷۔ (۲۳) ندانی۔ قرب۔ نزدیکی۔ ترجمہ۔ میں نے سُنا ہے کہ تُو نے کہا ہے۔ کہ قاآنی میری مجلس میں قرب کیوں تلاش نہیں کرتا۔ (۲۴) توانی تکاہل۔ سستی۔ ترجمہ مجھے آپ کو تکلیف دینے سے خود شرم آتی ہے۔ اسی لئے میں آنے میں سستی کرتا رہا۔ (۲۵) اس بات سے میں ڈرتا رہا۔ کہ ارنی کہوں (مجھے اپنا جلوہ دکھا دے کہوں) تو دربان یہ کہے۔ کہ لن ترانی (مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا)۔ (۲۶) اگرچہ تیرا غصہ نامہربانی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لیکن مجھ پر تیرا غصہ مہربانی کی وجہ سے ہے۔ (۲۷) اور اگر تیرے دل میں کچھ غصہ ہے۔ تو والکاظمین الغیظ پڑھے۔ قرآن شریف میں ہے :۔

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ کہ خدا کے نیک بندے وہ ہوتے ہیں کہ اپنا غصہ پی جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں

Marfat.com

اور اللہ نیک آدمیوں کو دوست رکھتا ہے (۲۸) خبردار اے سردار میں آسمان سے آسمانی وحی جیسی ایک خوشخبری رکھتا ہوں۔ (۲۹) شاید تو نے کل آسمان کو ڈانٹ دیا۔ کہ کل وہ پرائیویٹ طور پر میرے پاس آیا۔ (۳۰) یہ وہ باتیں کہہ رہا تھا۔ اور اس کی دونوں آنکھیں ستاروں کے موتی برسا رہی تھیں (رو رہا تھا)۔ (۳۱) اور کہہ رہا تھا۔ کہ میں نے نظام الملک کے باپ دادا کی جوانی میں کیسی کیسی خدمات تھیں۔ جو سرانجام نہ دیں۔ (۳۲) زحل کو ہر رات میں کہتا رہا۔ کہ اس کے گذرگاہ کی پاسبانی کرے۔ (۳۳) اور مریخ کو میں نے کہہ رکھا تھا۔ کہ اس کے دشمنوں کو قہر کی تلوار سے ذلیل کر کے مارے۔ (۳۴) اور میں نے مشتری کو کہا۔ کہ ہر عید کو ان کی بزرگی کا خطبہ پڑھا کرے (۳۵) **اوانی**۔ برتن۔ جمع آئینہ۔ ترجمہ۔ ان کی سخاوت کے دسترخوان پر میں چاند اور سورج کے سونے چاندی کے برتن لے گیا (۳۶ و ۳۷) میرا ستارۂ زہرہ تجھے معلوم ہی ہے خلقی عفت رکھتا ہے کہ کوئی شخص اُسے ظاہرا نہیں دیکھ سکتا (مگر باوجود اس کے) خوشی اور مہمانی کی راتوں میں اس کی بزم عشرت میں میں نے اُسے نچایا۔ (۳۸۔ ۳۹) لیکن جب میں بوڑھا ہو گیا۔ اور نعم کے میدان میں میرے قدموں نے گیند اور میری پیٹھ نے چوگان کی شکل اختیار کر لی۔ تو اب نظام الملک نے مجھے دربانی اور پاسبانی کے کام سے معزول کر دیا ہے۔ (۴۰) میری ایک خاص عرض ہے سُن اور خلوت میں بادشاہ سے عرض کر دینا۔

۸۰۔ (۴۱ تا ۴۴) کہ قاآنی جس کے شعر روانی میں پانی کی طرح ہیں اور جو شہنشاہ اور اس کے آباؤ اجداد سے گنج شائگاں بنتا رہا ہے۔ کبھی جشن کے موقع پر مدح کہتا اور کبھی عید کے موقعہ پر تہنیت کہتا رہا ہے۔ تیس سال مدح کرنے کے بعد اب زمانے کے ظلم سے اسطرح پژمردہ ہے جس طرح باد خزاں سے پھول کی پتیاں۔ (۴۵) گنج شائگان کی بجائے اب اُسے مُفت میں تکالیف پہنچ رہی ہیں۔ (۴۶) آسمان کو مت چھوڑ کہ وہ اتنا ظلم کرے۔ وہ نوشیروانی خصلت کیا ہو گئی۔ (۴۷) اگرچہ اس شخص پر جو مجھ پر ظلم کیا کرتا تھا۔ بلائے ناگہانی نازل ہو گئی ہے۔ (۴۸) لیکن اگر چمکتی بجلی خرمن کے جلانے کے بعد فانی ہو گئی۔ تو کیا فائدہ۔ (۴۹) غرضیکہ جس طرح تو جانتا ہے یا کر سکتا ہے۔ میری خوشی (روزینہ) کو باقاعدہ کر دے۔ (۵۰) تاکہ میں بھی ہر رات کو صبح تک اپنے دوست (معشوق) سے مقصد حاصل کر سکوں۔ (۵۱) میں معشوقوں میں سے ایک ایسا معشوق جس کا چہرہ پری کی نسل سے اور جسم ریشم ہو حاصل کر لوں

Marfat.com

(۵۲) جس کا بدن ہاتھی دانت اور زلفیں آبنوس۔ لب لعل اور قد بید کی چھڑی ہو۔(۵۳) اس کا چہرہ لطافت کی وجہ سے ایک پھولوں کا خرمن ہو۔ اور چھوٹا مُنہ ہونے کی وجہ سے لب غنچہ ہوں۔(۵۴) اس کی خمار آلود نرگس (آنکھیں) بیماری ضعف اور ناتوانی کی وجہ سے خواب آلود ہوں (آنکھیں مست ہوں)۔(۵۵) اس کے سُرخ لب قیصر کے تخت اور کیخسرو کے تاج کی طرح موتیوں سے پُر ہوں۔(۵۶) اگر اس طرح تو میرے دل کا مقصد حل کر دے۔ تو خدا کرے ہمیشہ قیامت تک تیرے دل کا مقصد حاصل ہوتا رہے (۵۷) تو خود جانتا ہے۔ کہ جان کی قیمت جَو برابر بھی نہیں۔ تو پھر بغل میں یار جانی کیوں نہ ہو۔ (۵۸) جب میں جانتا ہوں۔ کہ دُنیا فانی ہے۔ تو میرا دل بھی عشق میں فنا ہونا چاہتا ہے (۵۹) خبردار جب تک باغ میں گل ارغوان اُگے۔ تیرا چہرہ خوشی کی وجہ سے گل ارغوان جیسا ہو۔(۶۰) جب تک جہان رہے۔ اسی وقت تو بھی اس کے ساتھ ہی رہے۔ اور جب تک آسمان رہے اسی طرح تو بھی رہے۔

قصیدہ نمبر ۲۴

سلطنت کے قوت بازو علی قلی مرزا کی تعریف میں

۸۱۔ بند ۱ غزال۔ ہرکان کا بچہ۔ مرال۔ گاؤ دشتی۔ نیل گائے۔ گوزن۔ پارہ سنگا۔ تذرو۔ چکور۔ شکار۔ ہرن۔ ترجمہ۔ خبردار میرے غمگسار یار کو کون جا کر یہ خوشخبری سُنا دے کہ باغ تو معشوق کی طرح آراستہ ہے۔ میرے معشوق تو کیا پڑا سوتا ہے۔ تو میری طاقت۔ جان۔ صبر اور قرار ہے۔ میری خوشی۔ مسرت۔ بہشت اور بہار تو ہی ہے۔ میرا ہرن۔ نیل گائے اور شکار بھی تو ہی ہے۔ تو ہی میری زندگی۔ موت۔ چکور اور بلبل ہے۔ بند ۲ بشیر۔ خوشخبری دینے والا۔ قراول۔ سپاہی۔ بندوق سے شکار کھیلنے والا شکاری۔ صلصل۔ قمری۔ ترجمہ۔ نو رستہ پھول خوشخبری دے رہے ہیں کہ نو بہار آ رہی ہے اور اس (نو بہار) کی خوشخبری دینے والی بُلبل ایک نہیں ہزاروں آ رہی ہیں۔ بادِ نسیم سپاہیوں کی طرح ہر طرف سے چلی آتی ہے اور میرے کانوں میں قمریوں سے سارنگی کے تاروں کی آوازیں آتی ہیں۔ میرے مغز میں سنبل سے یار کی خوشبو آ رہی ہے۔ لیکن اس نو بہار سے میری نو بہار (معشوق) اچھی ہے بند ۳۔ میں بہار کو کیا کروں اے معشوق میری بہار تو تو ہی ہے اپنے خط اور خوشبودار

Marfat.com

زلفوں سے تو ہی میرے بنفشہ کی کھیتی ہے۔ مجھے گل و بلبل کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو ہی میرے لئے گل و بلبل ہے۔ میں زمانے میں اس بات پر خوش ہوں کہ میری قسمت میں تو لکھا ہے۔ یہی فخر میرے لئے کافی ہے کہ مجھے تجھ پر فخر ہے۔ بھلا میرے جیسا فخر آسمان کے نیچے (دنیا میں) اور کسے نصیب ہو سکتا ہے۔ بند ۴ مجھے نیک بخت معشوق ملک رے کی شراب دیتا ہے۔ لیکن ملک رے کی شراب مجھے کہاں کافی ہو سکتی ہے۔ مگر اس کی دونوں مست آنکھیں میرے لئے شراب سے بھی زیادہ کافی ہیں۔ جن میں کہ سینکڑوں شراب کی صراحیوں کا نشہ ہے۔ میرے لئے تو یہی اس کی آنکھیں ہی انگوری شراب اور دیسی شراب ہیں۔

۸۲۔ بند ۵ دیکھ کہ جنگل کے اطراف پر کیسی سبزیاں اور کھیتیاں (لہلہا رہی) ہیں۔ اور گل لالہ کی وجہ سے باغوں میں۔ زمین اور اینٹوں پر چراغ ظاہر ہیں۔ اور بہشت کھلے ہوئے ہیں۔ (جس کی وجہ سے) کیا برے اور کیا اچھے لوگ سب نے اپنے دماغ تر کر رکھے ہیں۔ نیک سرشت آدمیوں نے شراب کے پیالے پُر کر رکھے ہیں۔ شراب ایسی ہے کہ میرے معشوق کے چہرے کے وصل کی طرح خوشی پیدا کرنے والی ہے۔ بند ۶ رطل۔ پیالہ جس میں آدھ سیر شراب پڑے۔ من۔ ایک سیر۔ عتیق۔ آزاد منش آدمی۔ رحیق پرانی شراب۔ مستجار۔ جس شخص سے امن طلب کیا جائے۔ ترجمہ۔ اے معشوق کوڑیاں یمن اور گل لالہ بن گیا۔ دوست یار کوڑیوں میں مست ہوئے بیٹھے ہیں۔ احباب اکٹھے ہو کر باغ کی طرف ٹہل رہے ہیں۔ اور آزاد منش آدمیوں نے کئی پیالے اور سیروں پرانی شراب پی رکھی ہے۔ کہنہ شراب اور آزاد منش لوگ میرے سردار کی عقل اور رائے کی طرح ہیں۔ کون منصف امیر! جو میرا پناہ دہندہ ہے یعنی سردار کی عقل رحیق کی طرح پرانی اور آزاد منش آدمیوں کی رائے کی طرح آزاد ہے۔ بند ۷۔ ملاذ و ملجا۔ جائے پناہ۔ خدیو۔ بادشاہ۔ آقا۔ قرون۔ جمع قرن۔ ترجمہ۔ بڑے بڑے سرداروں کا پناہ دینے والا۔ بزرگ شہزادہ جو نیک لوگوں کو عطیات بخشنے والا۔ اور بڑے بڑے نیک لوگوں کا بادشاہ ہے۔ آسمان اس کے آستانے پر رہتا ہے۔ (دربان ہے) اور (بلحاظ سخاوت) سمندر اس کی آستین میں ہے۔ آسمان سو قرانوں میں بھی قرنہا قرن تک اس کا ثانی پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ بڑا آسمان ہر وقت اس طرح اس کی زمین بوسی کرتا ہے کہ میرے آبدار شعروں کی طرح

Marfat.com

اس کے مُنہ سے پانی بہتا ہے۔ بند ۸ سلیل ۔ لڑکا ۔ بیٹا ۔ پور زادشم ۔ اسفندیار۔ پیر زابل ۔ رستم یا اس کا باپ زال ۔ ترجمہ ۔ خسرو عجم کا بیٹا فرشتوں کے سے رُعب والا علی قلی ۔ جو عقل و دانش میں جمشید کے خاندان کا چراغ ہے۔ بخشش میں بادل جیسا اور بہادری میں شیر ببر ہے۔ اور پہلوانی اور دلیری میں گستہم کی جان کو ہلاک کردینے والا ہے۔ عزم میں اسفندیار اور حزم میں زابلستان کا بوڑھا ہے۔ میرا کام زمانے میں اس کی مدح کرنا ہی کافی ہے۔ بند ۹ رخش ۔ گھوڑا ۔ بخش ۔ گداختہ ۔ کوٹ کر چورا کرنا ۔ پژمردہ ۔ آذر خش ۔ ایسی آگ جو ہمیشہ جلتی رہے ۔ بجلی کو بھی کہتے ہیں ۔ سخن خش ۔ حصّہ ۔ ترجمہ ۔ لڑائی کے دن جب وہ گھوڑے کی پیٹھ کو اپنا ٹھکانہ بناتا ہے۔ (سوار ہوتا ہے) تو پہاڑوں کو بھی اپنے گرز سے سنگریزوں کی طرح (ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے) ایسی تلوار سے جو بجلی سے بھی ہنسی مذاق کرتی ہے۔ حاسد کے سر اور جسم کو ہزار حصّوں میں منقسم کر دیتا ہے۔ خون کی وجہ سے میدان جنگ کی زمین کو بدخشاں (لعل کی طرح سُرخ) کر دیتا ہے۔ جس طرح میرا معشوق میرے خون دل سے میرے چہرے کو (سُرخ کرتا ہے)

۸۳ ۔ بند ۱۰ اگر نو آسمانوں میں اس کے قہر کا ایک شرارہ پڑ جائے ۔ تُو تو ایک آسمان پر ستارہ کو روشن نہ دیکھے ۔ اگر وہ غصّہ سے لشکر کی طرف نگاہ کرے تو یہ خیال نہ کرنا کہ کوئی پیادہ یا سوار جان سلامت لے جا سکے گا ۔ جب تک کہ اس کا تحمل عفو کا چارہ نہ کرے (کوئی جان سلامت نہیں لے جا سکتا) جس طرح کہ میری بُرد بار جان رنج و غم کو دفع کرتی ہے ۔ بند ۱۱ مہد ۔ گہوارہ ۔ نبات ۔ سبزیاں ۔ نباتات ۔ فہد ۔ ذلیل ۔ زبون ۔ مغلوب ۔ ترجمہ ۔ اگر بچپن میں عقل اس کا گہوارہ نہ ہوتی تو تحصیل ہُنر میں اس کی اتنی جد و جہد کیوں ہوتی ۔ اگر اس کے شہد بھرے عقیق (لب) زمین پر پھونک ماردیں ۔ تو اس کے عہد میں تمام نباتات گنّا بن جائیں ۔ شکار کے دن ترشیر اس کا ایک ادنیٰ شکار ہے ۔ جس طرح کہ دیگر شعراء شاعری میں میرا شکار ہیں ۔

بند ۱۲ جمال ۔ اونٹ ۔ خیول ۔ گھوڑے ۔ بغال ۔ خچر ۔ حمار ۔ گدھا ۔ جیوس ۔ لشکر ضیاع ۔ مزروعہ زمین ۔ عقار ۔ مزروعہ زمین کھیتی ۔ بستی ۔ آخری مصرعہ اس طرح چاہیئے

بس است مہر چہر او ضیاع من عقار من

ترجمہ ۔ اگرچہ دُنیا کے مال و اسباب سے میرے پاس کچھ بھی نہیں اور والیانِ مُلک کی طرح

میرا رُعب و داب بھی نہیں۔ اونٹ۔ گھوڑے۔ خچر۔ گدھے نہیں ہیں۔ رُعب۔ لشکر۔ پیادے اور سوار بھی میرے ماتحت نہیں۔ نہ فرش۔ برتن۔ مزروعہ زمین اور کھیتیاں میری ملکیت میں ہیں۔ لیکن اس کے چہرے کی محبت ہی میری کھیتیاں اور زمین کافی ہیں۔

بند ۱۳۔ آنجست۔ جزیرہ۔ لبست۔ تین رات دن کے بعد ایک منحوس وقت ہے جو سورج اور چاند کے اجتماع سے شروع ہوتا ہے۔ جسے ہندی میں بھدرا کہتے ہیں۔ تقابل۔ تضاد۔ شعار۔ نیچے پہننے کا کپڑا۔ مثلاً بنیان۔ قمیص وغیرہ۔ دثار۔ اوپر اوڑھنے کا کپڑا جیسے رضائی۔ چادر۔ اوڑھنی وغیرہ۔ ترجمہ۔ جب تک ہمیشہ دریا میں جزیرے رہیں اور ہمیشہ جب تک بھدرا آسمان میں نحوست خیال کیا جائے اور جب تک شکستہ اور درست اور ایک دوسرے کی ضد رہیں۔ جس طرح کہ تیز اور کند۔ سخت اور نرم ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور جب تک انتہا پر ابتدار کو اولیت حاصل ہے۔ تب تک ہمیشہ اس کی مدح میرا اوڑھنا اور بچھونا رہے۔ یعنی ہر حالت میں میرا کام اس کی مدح کے سوا اور کچھ نہ ہو۔

بند ۱۴۔ ہمیشہ جب تک مرکز دائرہ کے اندر ہے۔ اور اس مرکز سے جو خط دائرے کی طرف کھینچے جائیں وہ مختلف خطوط ایک دوسرے کے برابر ہوتے ہیں۔ اس کا حاسد اُس کا شکار ہو۔ جس طرح کہ جنڈول باز کا شکار ہوتا ہے۔ اور دشمنوں کی شاہ رگ اس کی تلوار سے کٹ جائے۔ میرا خدا میری اس دُعا کو قبول کرے۔

قصیدہ نمبر ۲۵

رضوان کے ساتھ تکیہ لگانیوالے شہزادہ فریدوں میرزا کی تعریف میں

(۱) اے دوست ہم نے اپنی قسمت کو آزمایا ہے۔ اور آسمان سے تھوڑی سی سختی بھی نہیں جھیلی۔ (۲) کشادہ دل شخص پر زمانہ کبھی تنگی نہیں کر سکتا۔ اکثر ہم نے یہ بات بزرگوں سے سُنی ہے۔ (۳) اس ابرو کے ساتھ جو شیر کی دُم کی طرح شکنوں سے بھری ہوئی ہے۔ ہم نے کُشتی لڑ کر اپنی طاقت کو آزمایا ہے۔ (۴) اور ان زلفوں کے کئی ہزار حلقے ہم نے فراغت میں بیٹھ کر کھولے ہیں۔ جو سانپ کے جسم کی طرح حلقہ دار ہے۔ (۵) ہم اپنے آپ میں تو شیشے کی طرح کوئی نقش نہیں رکھتے۔ لیکن اپنی صاف طبیعت سے ہم نے دونوں جہانوں کے نقش دکھا دیئے ہیں (شاعری کرکے)۔

Marfat.com

(۶) عین سادگی میں ہم سراپا نقش ہی نقش ہیں۔ اس وجہ سے کہ ہم نے دل کے آئینے کو حرص کے زنگ سے صاف کر رکھا ہے۔ (۷) بادشاہ کے دربار میں بڑی ارادت سے کھڑے ہیں۔ اور اپنے طالع کی یاوری پر تحسین کرتے رہتے ہیں۔ (۸) مبارک بادشاہ جو کہ میرا آقا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے شکریئے کے بعد جس کا شکریہ میرا فرض ہے۔ (۹) اُٹھو اور مجھے شراب کی ایک بوتل لا دو۔ ادھر مَیں شراب پینا جاؤں۔ ادھر تم لیتے آؤ۔ (۱۰) شراب کو بڑے جوش وخروش سے بادشاہوں کی طرح پینا چاہیئے۔ اس لئے طنبور باجہ اور بانسری لاؤ۔ (۱۱) سانس کی طرح پے در پے شراب کے جام لیتے آؤ۔ تاکہ پیالہ سے حلق میں شراب کی آمدورفت جاری رہے۔ (۱۲) وہ رُوح کا گھوڑا لاؤ (شراب) جو گلے سے اُترنے سے پہلے ہی رگوں اور پٹھوں میں خون کی طرح دوڑ جاتا ہے۔ (۱۳) اور وہ چیز لاؤ۔ جو عقل کے ہاتھوں کی پکی ہوئی ہے۔ اور گمراہی سے ہدایت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ (۱۴) اور وہ جوہر لاؤ۔ جس کی ہوا کی خوشبو سے بغیر صور کے پھُونکے جانے کے مُردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ (۱۵) اور وہ شربت جو اگر شہد کی مکھی کے گلے میں ڈال دیا جائے۔ تو وہ شہد کے بدلے اپنی ہوش باہر نکال پھینکے۔ (۱۶) قبل اِس کے کہ میری عقل کا دفتر پُرشکن اور خمدار زلف کی طرح نہ ہو جائے۔ اُسے لاؤ۔ (۱۷) میری طبیعت شیر کی ران کے کباب کی خواہش رکھتی ہے۔ ہاں اس کے لئے جمشید اور کیخسرو کے تختوں کا ایندھن لاؤ۔ (۱۸) قم میں شراب نہیں۔ تو اے دوستو۔ ذرا دو قدم آگے چل کر رے سے لے آؤ۔ (۱۹) رے کی شراب شاید مجھے کافی نہ ہو سکے۔ تجے کے پرگنے سے شراب کی ایک نہر ہی لے آؤ (۲۰) اگر شراب کا پیالہ اژدہا کے مُنہ میں بھی ہو۔ تو ہمّت کرو۔ اور اس کے مُنہ سے نکال لاؤ۔ (۲۱) مجھے بادشاہ کی مدح بیخودی کے عالم میں اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے پلاتے جاؤ۔ تاکہ مَیں بے خود ہو جاؤں۔ اور بادشاہ کی مدح کروں۔ (۲۲) بادشاہوں کا حاکم نیک دل سلیمان جس کی دہلیز پر جمشید کھڑا ہے اور آستین میں سمندر بھرا پڑا ہے۔ (۲۳) وہ (بادشاہ) سلطنت کا تاج ہے اور بخشش کی ٹوپی۔ ترک کا بازو رکھتا ہے۔ عرب کی پُشت اور عجم کے پہلو والا ہے۔ (۲۴) بزرگی کا اکسیر ہے ہُنر کی جان ہے۔ علم کی کیمیا ہے۔ ہستی کا ستون ہے۔ سخاوت کا جھنڈا ہے۔ اور

Marfat.com

بخشش کا نشان۔ (۲۵) حلم کا مہتاب۔ عقل کا مشعر۔ فیض کا مقام۔ علم کا پرنالہ ہے۔ دین کا کعبہ ہے۔ مومنوں کا قبلہ ہے۔ (۲۶) خوبصورتی کا عرق ہے۔ بزرگی کا عطر ہے۔ شان وشکوہ کی ہڈیاں ہیں۔ نظم کا الہام ہے۔ بات کا جادو ہے۔ اور قلم کا معجزہ۔ (۲۷) بزرگی کا محل ہے۔ بلندی کی محراب۔ اونچائی کے گنبد کے اوپر کا چاند ہے۔ سخاوت کا سمندر ہے۔ بخشش کا خزانہ اور ہمتوں کا گرداب ہے۔ (۲۸) کمال کا جسم ہے۔ سخاوت کی روح ہے۔ سخن کا بدن ہے۔ عزت کا جسم ہے۔ حیا کی آنکھ ہے۔ اور ہمتوں کی اصل۔ (۲۹) فتح کا باپ ہے۔ ہنر کا دادا ہے۔ دولت کی دایہ ہے باپ کا فخر ہے۔ بھائی کی اطاعت کرنے والا ہے۔ (۳۰) نصیب کا بیٹا ہے۔ دولت کا لڑکا ہے۔ تاج کی اولاد سے ہے۔ سلطنت کا پیوند ہے۔ سلطنت کا پیوند ہے۔ کیخسرو کا وارث اور جمشید کی یادگار ہے۔ (۳۱) عیش کا قانون ہے۔ خوشی کی جڑ ہے۔ عشرت کا موسم ہے۔ درد کی دوا ہے۔ رنج کا دارو ہے۔ اور غم کا علاج۔ (۳۲) بادل کے لئے پریشانی ہے۔ سونے کے لئے آگ ہے۔ چاندی کا برباد کرنے والا ہے۔ خزانے کا طوفان۔ کان کا دشمن۔ اور سمندر کا گھر لٹانے والا۔ (۳۳) انصاف کی عزت ہے۔ زمانے کا سردار ہے۔ امن کا سرمایہ ہے۔ دولت کا قانون ہے۔ کان کا لوٹنے والا ہے۔ دولت کا بخشنے والا ہے۔ (۳۴) اُس کے تیر کی نوک۔ نیزے کا سر اور ناچخ کا ڈنک۔ موت کا جاسوس۔ فنا کا پیغامبر اور نیستی کا ایلچی ہے۔ (۳۵) حیا کا ہارونؑ ہے۔ شرافت کا شعیبؑ ہے۔ عادت میں ابراہیمؑ ہے۔ خوبصورتی میں یوسفؑ ہے۔ کرامت میں موسیٰؑ ہے اور دم میں عیسیٰؑ۔ (۳۶) بزرگی کی جہانگیر ہے۔ دولت کا گھوڑا ہے۔ سلطنت کا شہسوار ہے۔ عدل کا بازو ہے۔ دین کی طاقت ہے۔ اور ملک کا سوار ہے۔ (۳۷) اے وہ شخص کہ تیری تلوار کے شعلوں سے دوزخ ایک شعلہ ہے۔ اور تیرے قہر کے ڈر سے قیامت ایک فسانہ ہے۔ (۳۸) تیری کمند کی گولائی کا آسمان ایک نمونہ ہے۔ اور تیرے گھوڑے کی رفتار کا زمانہ ایک نشان ہے۔ (۳۹) تیری طبیعت کے صحن میں معنی ایک کٹیا کی مثال ہیں۔ اور تیری سمجھ کی آواز کے سامنے راگ ایک معمولی ترانہ ہے۔ (۴۰) آسمان کا سورج تیری مجلس کا ایک لوٹا ہے اور عرش کا محل

Marfat.com

تیرے محل کی دہلیز ہے۔ (۴۱) تیرے دیدار کا ہر فیض ایک ہمیشہ رہنے والی جنت ہے۔ اور تیری زندگی کی ہر گھڑی تمام زمانے کی عمر ہے۔ (۴۲) تیری بزرگی کی چھنگلیا میں آسمان کی ایک انگوٹھی ہے۔ اور تیری بخشش کے ڈھیر میں اجرام فلکی ایک دانہ ہیں (۴۳) تیرا چہرہ سورج کی طرح بغیر کسی ذریعے کے نور بخشتا ہے اور تیرا ہاتھ بغیر کسی بہلانے کے بخشش کرتا ہے۔ (۴۴) تیری سلطنت کے سامنے دنیا کا شہر کھنڈر ہے تیری بخشش کے سامنے کاہن اور سمندر ایک چھوٹا سا خزانہ ہے۔ (۴۵) آسمان کا پھرنا تیرے ارادے کا روزنامچہ ہے۔ ہستی کا خزانہ تیری بخشش کے لئے توشہ خانہ ہے۔

(۴۶) تیری تعریف عقل کی طرح کوئی حد نہیں رکھتی یعنی محدود نہیں۔ اور تیری سمجھ کا عشق کے سمندر کی طرح کنارہ نہیں۔ (۴۷) تیرے قہر کے تھپیڑے سے آسمان گردش میں ہے۔ بھلا چکی کی جنبش کے سامنے ہندوانہ کیا کر سکتا ہے (۴۸) تیرا رتبہ ایک کپڑا ہے۔ جہاں اس کا کنارہ ہے۔ تیری سخاوت ایک ڈھیر ہے کہ ہستی اس کا پیمانہ ہے۔ (۴۹) اے بادشاہ زمانے کے بادشاہ تیرے غلام ہوں۔ اور ان کا مقام تیرے رہنے کی دہلیز کی بلندی پر ہو۔ (۵۰) تیری مستحکم و مضبوط عقل نے جان سے طاقت پکڑی ہے۔ تیری فکر سلیم پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو۔ (۵۱) اللہ تعالے کی طرف سے نصیب کا قرعہ تیرے نام پڑا ہے۔ (خدا کرے کہ) زمانے سے ہمیشہ عیش کے گھونٹ تیرے حلق میں جائیں۔ (۵۲) تیری روشن تلوار سے جو ایک قاطع دلیل ہے تیرے بخت کے منکروں کی دلیلیں ختم ہو جائیں۔ (۵۳) ریشم کے کیڑے کی طرح جس کے تار ہی اس کا جال بن جاتے ہیں۔ تیرے دشمن کی رگیں تیرے دشمن کے جسم پر جال کا کام دیں۔ (۵۴) تیرا خوشبودار دماغ والا قلم جب چھینک مارے تو اس چھینک سے ساتوں آسمانوں کے سر کو زکام ہو جائے یعنی آسمان تیرے قلم کا مغلوب رہے۔

(۵۵) ستر سال کی پختہ امیدیں آرزو کی ہنڈیا میں تیری سخاوت کی گرمی کے بغیر کچی ہی رہیں یعنی تیری سخاوت سے لوگوں کی امیدیں پوری ہوتی رہیں اور تیری سخاوت کے بغیر ان کی امیدیں پوری نہ ہو سکیں۔ (۵۶) خلخ کے معشوق کے بغیر خلر کی شراب پینا کوئی مزہ نہیں دیتا۔ (حرام ہے) تیرے پاس خلخ کا معشوق اور تیرے پیالے میں خلر کی شراب بھی رہے۔ (۵۷) اس وقت زمانہ کی دلہن (زمانہ) تیرے نکاح میں ہے۔ تجھے

Marfat.com

چھوڑ کر کسی اور سے محبّت کرے تو اس پر حرام رہتے۔ (۵۸) اس زمانہ میں جب جہان کی گرد اور تیری تلوار کی بجلی زمانے میں قیامت تک روشنی اور تاریکی کا سرمایہ رہیں۔ (۵۹) لڑائی کے دن تیرے دشمنوں کے پتے پھلتے رہیں۔ (۶۰) قاآنی اگرچہ اس وقت حلال جادو لکھ رہا ہے۔ لیکن پھر بھی کلام کو ختم کرتا ہے۔ کہ بادشاہ کی طبیعت میں ملال نہ پیدا ہو جائے (اُکتا نہ جائے)۔ سحر حلال۔ اشعراء اپنے کلام کو سحر حلال سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔

قصیدہ ع۲۶

ترکیب بند

شہزادہ فریدوں مرزا کی مدح میں

(۱) اے سیاہ زلف شاید تو فرشتے کے بازوؤں کا سایہ ہے یا حوروں کی آنکھ کی سیاہی سے بنائی گئی ہے۔ (۲) وہ چہرہ تو ستارہ ہے اور تو ستارہ کا آسمان ہے۔ یا یہ نہیں۔ وہ چہرہ فرشتہ ہے اور تو فرشتے کا بازو ہے۔ (۳) تو چاند کے گرد گویا کستوری کا ڈھیر ہے یا سُرخ پھول کے ارد گرد تر سنبل کا پشتہ۔ (۴) ہندو اپنے چہرے پر لام بنایا کرتے ہیں (ماتھے پر قشقہ بصورت لام کھینچتے ہیں) لیکن یہ تعجب ہے کہ تو بھی ہندو ہے اور تیری شکل لام کی طرح لکھی گئی ہے یعنی وہ اپنے ماتھے پر بناتے ہیں۔ لیکن اے زُلف تو ہمہ تن لام ہی ہے۔ زلفوں کی سروں کی کجی کی وجہ سے زلفوں کو لام سے تشبیہ دیتے ہیں۔ (۵) نہ تجھے عود کہا جا سکتا ہے نہ ہی تو عنبر یا عبیر ہے۔ نہ جال ہے نہ حلقہ نہ کمند اور نہ دھاگے کی طرح ہے۔ (۶) تو ہماری سیاہ عمر کا ایک دفتر ہے۔ اور ظلم کی وجہ سے تو نے زندہ دل آدمیوں کی عمر کا دفتر طے کر دیا ہے۔ (۷) تو جنگ سے واپس آئے ہوئے لشکر کی طرح برگشتہ ہے۔ گویا تو ہمارے دلوں کو لوٹ کر واپس آ رہی ہے۔ (۸) مضارب۔ باہم تلوار مارنا۔ قلب۔ دل۔ لشکر کا درمیانی حصّہ۔ محارب۔ باہم لڑائی کرنا ترجمہ۔ تیغ زنی کی تکلیف کے بغیر ہی تو نے کئی فوجیں زخمی کر دی ہیں (یا کئی دل زخمی کر دیئے ہیں) اور لڑائی کی زحمت کے بغیر ہی تو نے بہت لوگوں کو مار ڈالا ہے (۹) تو بہشت

Marfat.com

کے باغ میں سوتی ہے (چہرہ) اسی لئے معطر ہے اور آفتاب کے اوپر پھرتی ہے۔ اسی لئے بھُنی ہوئی معلوم ہوتی۔ بال کو جب گرمی پہنچے تو پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے مصرعہ میں "در" کی بجائے "بر" چاہیئے۔ (۱۰) تو عود کی ایک سیڑھی ہے اسی لئے درجہ بدرجہ ہے اور کستوری کا ایک بادبان ہے۔ اسی لئے تار تار ہے۔ (۱۱) تو دل کا ایک جال ہے اور تیرے پاس جو سیاہ خال ہے وہ دانے کی طرح ہے۔ جو تو نے جال میں پھینک رکھا ہے۔ ؎

خال تو دانہ دانہ وزلفِ تو دام دام
مرغے کہ دانہ دید گرفتارِ دام شد

(۱۲) بادہ فتنہ و فساد کا بیج ہے جو تو نے حسن کی چراگاہ میں عاشقوں کی بیقراری کے لئے بو رکھا ہے۔

۹۰- (۱۳) یار کا خط تو سبز کھیتی جیسا ہے اور تو ہمیشہ کسان کی طرح اس سبز کھیتی کے پاس بیٹھی رہتی ہے۔ (۱۴) بادشاہ کے قدموں کی خاک کی طرح تجھ سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔ اے زلف شاید تو کستوری بیچنے والوں کے پاس ہو کر آئی ہے (۱۵) نیک بادشاہ فریدوں جس کی آستین میں ہاتھ کی بجائے بحر عمان ہے (۱۶) اے سیاہ زلف تو ہر وقت دامن بڑھائے ہوئے ہے تاکہ تو ہماری جلتی آگ کو دامن سے بھڑکائے۔ (۱۷) کیا تو چاہتی ہے کہ تو یار کے چہرے کے باغ کے پھُول چنُ لے کیونکہ اب تو نے مالیوں کی طرح دامن پھیلا رکھا ہے۔ (۱۸) زنگی (غلام) آگ جلایا کرتا ہے اور اس پر دامن ہلایا کرتا ہے (آگ سلگاتا ہے) تو تو زنگی نہیں آگ پر کیوں دامن ہلا رہی ہے۔ (۱۹) ہندو آفتاب کی پرستش کیا کرتے ہیں لیکن تعجب ہے کہ تو آفتاب کو کیوں ٹھکرا رہی ہے۔ (۲۰) تو ہر وقت اس طرح اپنے آپ کو معشوق کے چہرہ پر مار رہی ہے جس طرح کہ عقاب اپنے آپ کو حواصل پر دے مارتا ہے۔ (پکڑتے ہیں)۔ (۲۱) جب ہوا تجھے میرے یار کے چہرے پر ہلاتی ہے۔ تو تو ایک زنگی معلوم ہوتی ہے۔ جو کسی رومی آدمی کو مکے مار رہا ہو۔ (۲۲) اگر تو میری جان لینے کا ارادہ کرے تو میں تجھے معذور خیال کروں گا۔ کیونکہ تو ایک ہندو ہے جو مسلمان کا خون لینے کے لئے آوازیں لگا رہا ہے۔ (۲۳) مو (بال) زر کی کیمیا یعنی بال میرے

Marfat.com

چہرے پر مل دے۔ چونکہ پہلے مصرعہ میں مو کو کیمیا کہا ہے اس لئے مصرعہ ثانی میں کیمیا سے مُراد مو ہے۔ (۲۴) لوگ تو پانی میں تیرنے کے لئے بازو ہلایا کرتے ہیں لیکن تو عشاق کے خون دل میں بازو مارتی ہے۔ (۲۵) تو لوگوں کے ہاتھ سے دل چھین لیتی ہے۔ لیکن اس ظلم کے کام میں بھی ہر وقت تحسین و آفرین۔ شکریہ اور مرحبا وصول کرتی ہے یعنی سب اس ظلم پر بھی تجھے مرحبا کہتے ہیں۔ (۲۶) تو ہمارے سر پر کہاں سایہ ڈال سکتی ہے جبکہ غرور کی وجہ سے چمکتے ہوئے سُورج کے سر پر (چہرہ) تو جھنڈا گاڑے بیٹھی ہے (۲۷) تو شاید بادشاہ کے آستانہ کی غلام ہے۔ اسی لئے ہر وقت صبح کے سورج کے منہ پر طمانچے مارتی ہے۔ (۲۸) وہ بادشاہ جسکی ولایت ایک دوسرا ہی عالم رکھتی ہے درحقیقت وہ ملک جمشید (ایران) میں دوسرا جمشید آگیا ہے۔ (۲۹) اے زلف جو دل تیری گود میں آجائے۔ تو زمانے کے فتنہ و فساد سے تیری پناہ میں محفوظ رہتا ہے۔ **ضمان** ۔ ضمن۔ گود)

۹۱۔ (۳۰) دل تجھ ہی میں اپنی جائے قرار رکھتا ہے۔ تو دل میں جگہ کئے ہوئے ہے۔ تعجّب ہے کہ تو اس کا آشیانہ ہے اور وہ تیرا آشیانہ ہے۔ (۳۱) جان کی امیدیں تجھ سے وابستہ ہیں۔ تو جان پر تاک لگائے ہوئے ہے۔ وہ گویا تیری پاسبان ہے اور تو اس کی پاسبان ہے۔ (۳۲) میری آنکھیں سیاہ راتوں کی آرزومند ہیں۔ تاکہ سیاہ راتوں ہی سے پتہ چلاؤں۔ (۳۳) مجھ سے کنارہ کشی نہ کر کہ تیری جان کی قسم اگر میری جان بھی چلی جائے۔ تو تیرے دامن سے ہاتھ نہیں اُٹھاؤنگا۔

تا دامن کفن نکشم زیر پائے خاک

باور مکن کہ دست ز دامن مدار مت

(۳۴) تو نے ابرؤوں سے ہمارے مارنے کا عہد کر لیا ہے۔ اب اس کے بعد ہمارا اپنی جان سلامت رکھنا مشکل ہے۔ (**کمان کسے کشیدن** ۔ کسی کے کام سے عہدہ برا ہونا)۔ (۳۵) جس وقت ہوا تیری باگ میں ہاتھ مارتی ہے (تجھ کو پریشان کرتی ہے) اسی وقت صبر کی باگ میرے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے۔ (۳۶) چونکہ ہمارے دلوں کا ایک بھاری بوجھ تو نے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے۔ اسی لئے تیرا ناتواں جسم بالی کی طرح خمیدہ ہو گیا ہے۔ (۳۷ و ۳۸) لوگ کہتے ہیں کہ چین کی طرف

Marfat.com

کوئی قافلہ نہیں جاسکتا۔ لیکن یہ قاعدہ تیرے عہد میں اُلٹ گیا ہے۔ کیونکہ دل تیرے چین میں قافلے کی طرح سفر کرتے جارہے ہیں۔ لیکن زُلف کے چین سے تیرا قافلہ کہیں نہیں جاتا۔ (۳۹) معلوم ہوتا ہے کہ تو بادشاہ کی درگاہ کا غلام ہے۔ اسی لئے خورشید (چہرۂ یار) تیرے آستانہ پر سر رکھے ہوئے ہے۔ (۴۰) اگر تو عقیق اور گوہر کی ڈبیہ نہیں۔ تو پھر کس لئے عقیق اور گوہر کے آویزے تیری کمر سے لٹکے ہوئے ہیں۔ (۴۱) نہیں نہیں تونے بھی میری طرح بادشاہ کی تعریف کی ہے اور اسی لئے تیرا منہ در دگوہر سے پُر ہے۔ (۴۲) تو بادشاہ کے اخلاق حمیدہ کی طرح خوشبودار ہے۔ اسی لئے تیری داستان میری مدح کی دُلہن کے لئے زیبائش بنی ہوئی ہے۔ (۴۳) وہ بادشاہ جس کے قہر کا پانی آگ پیدا کرتا ہے اور جس کی مہربانی سیاہ مٹی سے موتی پیدا کر دیتی ہے۔ (۴۴) اے زلف تیرے غم میں میرا جسم بال جیسا ہو گیا ہے۔ اور تیرے غم میں رونے سے میرا دامن دریائے عموں بن گیا ہے۔ (۴۵) تمام دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہوگی جہاں میری آنکھوں نے تیرے غم میں (رورو کر) نہریں نہ جاری کر دی ہوں۔ (۴۶) اگر تیرے غم میں ابروؤں کا اشارہ بھی مجھ تک آئے۔ تو میری بندگی کی پیٹھ محراب کی طرح خم ہو جاتی ہے۔ (۴۷) مجھے چوگان کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تیرے غم سے گیند کی طرح میں ہر کوچے میں لڑھکتا پھرا ہوں۔

۹۴۔ (۴۸) اگر میرے کندھوں پر ہزاروں بھاری پہاڑ بھی رکھ دیں تو تیرے غم نے جو طاقت بخشی ہے۔ اس کے سامنے میرے لئے ان کا اٹھانا گھاس کے تنکے کی طرح آسان ہے۔ (۴۹) اگر اس (جنّت کے) میدان میں میں تیرے غم کی خوشبو سونگھ لوں گا۔ تو میری آہ کی گرمی سے جنت بھی جہنم ہو جائیگی ؎

گئے جنّت میں اگر سوز محبّت والے

تو یہ سمجھو ہے دوزخ ہی میں جنت والے

(۵۰) اگر تیرے غم کی سیاست کی خوشخبری مجھ تک پہنچے تو پھر جان جسم۔ صبر و تحمّل کس چیز کا نام ہے۔ (دیرغو۔ سیاست)۔ (۵۱) میں ہمیشہ تیرے غم میں ادھر اُدھر نکل جاتا ہوں۔ تاکہ شاید لوگوں سے میں تیرے قصّے کو پوشیدہ رکھ سکوں۔

Marfat.com

(۵۲) موئے بکف برآمدن ۔ کام کا محال ہو جانا۔ ناممکن ہونا۔ ترجمہ۔ سب کام مجھ پر محال ہو گئے (مشکل میں پھنس گیا ہوں) لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ تیرے غم کا ایک بال بھی اپنے اختیار کے ہاتھ سے دیدوں ؎

من لذتِ درد تو بدرماں نفروشم
کفر سرِ زلف تو بایماں نفروشم

(۵۳)۔ چونکہ ہوا ہر طرف تیری خوشبو کو لئے پھرتی ہے۔ اس لئے میں بھی تیرے غم میں ہوا کی طرح اِدھر اُدھر بھاگا پھرتا ہوں۔ (۵۴) خوشبو اور رنگ میں تو بادشاہ کے قدموں کی خاک کی طرح ہے۔ اسی لئے جہان میں تیرے غم سے ایک ہنگامہ بپا ہے۔ (۵۵) وہ بادشاہ جس نے بارہ سو پچاس اور کچھ سال بعد خدا کے دین کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نیا کر دیا (اندہ۔ اندک کا مخفف ہے)۔ (۵۶) اے زلف تو مجھے شہباز کا پنجہ معلوم ہے۔ کاش کہ میں تجھے بادشاہ کے ہاتھ میں پھر دیکھوں۔ (۵۷) چونکہ تو رنگ میں سیاہ اور حملہ کرنے میں شوخ ہے۔ اس لئے میں تجھے کوّے کا پَر اور شہباز کا پنجہ خیال کرتا ہوں۔ (۵۸) تو بادشاہ کے نصیب کے دشمن کی طرح پریشان ہے۔ لیکن بادشاہ کے گھوڑے کی طرح میں تجھے سرکش اور ناز سے چلنے والا دیکھ رہا ہوں۔ (۵۹) شاید جہان کے بادشاہ نے تجھ پر دستِ نوازش کی ہے۔ (تجھے چھو دیا ہے) کہ شان و شوکت کے لحاظ سے میں تجھے ہمہ تن ناز دیکھ رہا ہوں۔ (۶۰) تو خصائل کے لحاظ سے چور اور شکل میں بچھو ہے۔ میں تجھے ہندوستان کا جادو اور اہواز کا بچھو خیال کر رہا ہوں (اہواز ایک شہر کا نام جہاں کے بچھو بہت زہریلے ہوتے ہیں)۔ (۶۱) تو حُسن کی کتاب کا شیرازہ ہے۔ لیکن ظلم کی وجہ سے میں تجھے عراق کا شور اور شیراز کا فتنہ خیال کرتا ہوں۔ (۶۲) تیری خوشبو تیری طرف ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اگر تجھے میں چغلخور دیکھ رہا ہوں تو تعجب نہیں۔ کیونکہ تو کستوری ہے۔ (اور کستوری اپنی خوشبو کی وجہ سے اپنی غماز ہوتی ہے۔ (۶۳) تیرے پیچھے عشاق کے دل کا لشکر ہے۔ اور میں تجھے بادشاہ کے گھوڑے کی گرد کی طرح تیز رفتار دیکھ رہا ہوں۔ (۶۴) بادشاہ کے جھنڈے کے سایہ کی طرح جو کبھی

Marfat.com

پہاڑوں اور کبھی جنگلوں میں ہوتا ہے کبھی میں تجھے اوپر اور کبھی نیچے دیکھتا ہوں۔
(۶۵) تو میرے یار کے پاؤں میں بڑی عقیدت سے سر رکھ دیتی ہے۔ تعجب ہے کہ میں تجھے بادشاہ کے لشکر کی طرح سرباز دیکھ رہا ہوں۔

۹۳۔ (۶۶) وہ بادشاہ کہ جب قلم اس کی سخاوت کی تعریف لکھتا ہے۔ تو کاغذ کے منہ کو خزانے کی طرح سونے چاندی سے بھر دیتا ہے۔ (۶۷) وہ بادشاہ کہ زرہ پہننے کی حالت میں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چاند ستاروں میں ہو۔ یا غوطے لگانے والا مگرمچھ بحر قلزم میں۔ (۶۸) اگر تو اس کے جال کے متعلق پوچھتا ہے۔ تو اُسے سورج پر بھی فخر حاصل ہے۔ اور اگر بزرگی کے متعلق پوچھتا ہے تو آسمان پر بھی اس کو برتری ہے۔ (۶۹) اس کی سخاوت کے سمندر کے سامنے تمام دنیا پانی کے قطرے کی طرح ہے۔ آسمان اس کے مرتبے کے جنگل کے سامنے ایک معدوم حلقے کی طرح ہے۔ (۷۰) اسکی مہربانی خلقت کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ اس نور کی مانند ہے۔ جو لوگوں کی آنکھوں میں ہوتا ہے۔ (۷۱) وہ اپنے دل سے ایک ید بیضا روشن کرتا ہے۔ کہ میرا الفکر ہے اور لب سے پروین گراتا ہے کہ یہ میرا کلام ہے یعنی اس کے افکار ید بیضا کی طرح روشن اور کلام پروین کی طرح گُتھا ہوا اور روشن ہوتا ہے۔ (۷۲) اس کی دریاؤں کو جلا دینے والی تلوار کے سامنے خضر اور الیاس کا پہلا ضروری کام تیمم کرنا ہے۔ یعنی خضر اور الیاس علیہما السلام دریاؤں میں رہتے ہیں۔ چونکہ اس کی تلوار نے اب تمام دریا خشک کر دیئے ہیں۔ اس لئے انہیں وضو کی بجائے اب تیمم کرنا پڑتا ہے۔
(۷۳) لڑائی کے دن نیزے کے بھالے اور تیر کی نوک کی وجہ سے گویا وہ اژدہوں کا ایک حمیر اور بچھوؤں کا ایک اہواز ہے۔ حمیر نواح عرب میں ایک وادی ہے۔ جہاں کے سانپ اور بھیڑیئے بڑے خونخوار ہوتے ہیں۔ (۷۴) وہ راستے کاٹنے والا پہاڑ جس کا نام گھوڑا رکھ دیا گیا ہے۔ یہ گول آسمان اس کی دم کے ساتھ بندھا ہوا ایک گیند (کی طرح) ہے۔ (۷۵) کوہ البرز باوجود اس بلندی اور رعب کے ایک سنگریزے کی طرح ہے جو

Marfat.com

اس کے سم میں پھنسا ہوا ہے۔ (۷۶) اس کی رفتار تیزی میں بادِ صرصر کی بھی اُستاد ہے اور اس کی پیٹھ نرمی میں سمور پیدا کرنے والی ہے۔ (۷۷) جب حملے کے وقت اس کے نعلوں سے آگ نکلتی ہے تو کوہ الوند اس بڑھکتی ہوئی آگ کا ایندھن ہوتا ہے۔ (۷۸) لڑائی کے دن ٹھہرنے اور چلنے کی حالت میں مضبوط پہاڑ اور تیز چلنے والی ہوا گویا اس کے ماں باپ ہیں۔ (۷۹) گویا اس کے حملے کی بخت کے ساتھ دوستی ہے۔ اور اس کی رفتار فتح کے ساتھ گویا لازم و ملزوم ہیں۔ (۸۰) اے خدا ایسا گھوڑا کہ فتحمندی جس کی ہم عنان رہتی ہے۔ ہمیشہ بادشاہ کی رانوں کے نیچے رہے۔

باقر سلمانی

تمام شُد

Marfat.com

Marfat.com